فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْن

تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا

کائنات کے عجیب راز



مُصنّف

رحمۃ اللہ علیہ

حُجۃُ الاسلام امام مُحمّد غزالی

ترجمہ وترتیب

حافظ مُحمّد وسیم اشرف قادری

عِلمی پبلشرز لاہور

اسلام کی حقانیت

اور

سائنسی علوم پر مشتمل مایہ ناز تصنیف

کائنات کے عجیب راز

مصنف

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ترتیب

حافظ محمد وسیم شرف قادری

پتہ

علمی پبلیشرز (رجسٹرڈ)

اردو بازار لاہور

۷۸۶
السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نام کتاب .... الحکمۃ فی مخلوقات اللہ
(کائنات کے عجیب راز)

مصنف .... حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وترتیب .... حافظ محمد وسیم شرف قادری
خطیب جامع مسجد صغریٰ غوثیہ خضر روڈ اپر مال لاہور

خصوصی شفقت .... حضرت علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی

کمپوزنگ .... اعجاز حسین حیدری-7234132

تگ وتاز .... زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

صفحات 163

تعداد 1100سو

قیمت 75روپے

ناشر .... علمی پبلیشرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ سادات پبلیکیشنز اردو بازار لاہور
☆ ضیاء القرآن پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور ☆ شبیر برادرز اردو بازار لاہور
☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ☆ سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ غوثیہ ہول سیل سبزی منڈی کراچی ☆ ضیاء الدین پبلیکیشنز سبزی منڈی کراچی

صوت الأزهر

الشيخ محمد عبد الحكيم شرف القادري داعيا الى الله تعالى على بصيرة

ان العلم نور وبه استضاءة ... لا تشرق بالعمل ولا خلاص اضافة الى التواضع لله

تبارك اسمه و من عثر على هذه العظمة فقد عثر على فضل الله تبارك وتعالى نورا عظيما

ولم تخل حقبة من الدهر خالية من الشخصيات المثالية المتسمة بالمعاني المذكورة آنفا

وأن الشيخ محمد عبد الحكيم شرف القادري واحد من الشخصيات المثالية حسب رؤية

كثيرين من أهل العلم

بقلم محمد خان الأزهري

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے موضوع پر لاجواب شاہکار

نیکی کی دعوت

مصنف

حجۃ الاسلام

ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

علمی پبلشرز اُردو بازار لاہور

فون: 0300-4295247

انتساب

میں اپنی اس کوشش کو حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل بارگاہ رحمۃ اللعالمین ﷺ میں پیش کرنے کے بعد

☆ قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا حافظ قاری الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ

☆ اپنے پیارے پیرو مرشد عاشق شہنشاہ ابرار امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

☆ پیکر علم وعمل، محسن اہلسنت استاد محترم شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی اور تمام علمائے اہلسنت کی طرف منسوب کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں جو دن رات اسلام کی سربلندی کے لیے محنت اور کوششیں کرتے رہے ہیں اور آج بھی خدمت اسلام کے لیے تڑپ رہے ہیں ان ہی بزرگ ہستیوں کے طفیل اس پرفتن دور میں بھی مخلوق خدا راہ ہدایت حاصل کر رہی ہے۔ ان عظیم شخصیتوں کی نظر کرم اور صحبت بابرکت کے طفیل ہی میں گنہگار اس قابل ہوا ہوں کہ اپنے لیے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کیلئے کچھ نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کرسکوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
وتب علینا انک انت التواب الرحیم

خادم العلم والعلماء

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ　　محمد اکرم شرف قادری

فہرست

تمنا ہے کہ دنیا کوئی کام کر جاؤں　اگر ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں

حالات زندگی

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ھ) اسلام کے جلیل القدر، عارف، مفکر اور مجدد تسلیم کیے گئے ہیں۔ انہوں نے فقہ، اصول فقہ، حدیث، تفسیر، کلام، اصول کلام، اخلاق، تصوف و احسان، فلسفہ، مناظرہ وغیرہ علوم وفنون پر ایک سو سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جو ان کی زندگی مبارک میں بھی مقبول ہوگئی تھیں۔

ان کی تعلیمات وافکار کو اسلامی دنیا میں بے پناہ پذیرائی کے علاوہ یورپ میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

اور ایک عرصہ تک ان کی تصانیف وہاں کے اہل علم کی تحقیق کا مرکز بنی رہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں فلاسفہ، متکلمین اور بد مذہبوں نے اپنے عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ کو بڑے شد ومد سے پھیلانا شروع کر دیا تھا اور دین کے نام پر طرح طرح کے فتنے سر اٹھا رہے تھے۔

امام حجۃ الاسلام نے ان بد مذہبوں کے مذموم مسموم نظریات کا بلیغ رد فرمایا، اور اپنے کلام کے ذریعے اسلام کی صحیح تعلیمات کی پرزور ترجمانی کی۔

حق یہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم کلام کے خود موجد اور خود خاتم تھے۔ ان کا طریقہ استدلال اور انداز افہام بالکل نرالا ہے۔ ان کے بعد ان جیسا کوئی اور مفکر اور متکلم دنیائے اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔ علامہ اقبال نے بھی ان کے لیے فرمایا ہے۔

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

تصنیفات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات یوں تو بیشتر علوم وفنون میں پائی جاتی ہیں خاص کر علم کلام اور اخلاق پر آپ کی تصانیف نہایت مبسوط اور جامع ہیں۔ منجملہ ان کے چند تصانیف درج ذیل ہیں۔

احیاء العلوم ، کیمیائے سعادت ، جواہر القرآن ، تہافتہ الفلاسفہ ، حقیقۃ الروح ، الحکمۃ فی مخلوقات اللہ ، یاقوت التاویل فی التفسیر منہاج العابدین ، میلاد خیر الانام ، مکاشفہ القلوب ، تعلیم الدین ، معیار العلم و میزان العمل ، زاد آخرہ ، کشف علوم آخرہ وغیرہ۔

آپ کی بے شمار تصنیفات کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے ، اس ۵۵ سال کی مختصر ، محدود زندگی میں تعلیم عزلت نشینی و ریاضت و مجاہدات کا زمانہ بھی شامل ہے۔ اور پھر مصائب و آلام روزگار سے بھی دو چار ہونا تصنیفات و تالیفات کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر دینا آسان نہیں۔

الحکمة فی مخلوقات الله

یہ کتاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب ہے۔ اور اس کتاب کو لکھنے کا موضوع و مقصد نام سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کائنات میں جو پراسرار راز رکھے ہیں انہیں بیان کیا جائے تاکہ اسلام کو قبول نہ کرنے والوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات مبارکہ کی پہچان نہ رکھنے والوں کی آنکھیں کھل سکیں۔

اس کتاب میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کسی ایک مخلوق پر باب باندھ کر پھر تفصیل کے ساتھ اس کی تخلیق اور اس پر اللہ تبارک تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرتے ہیں پہلے قرآن مجید کی آیات پیش کرتے ہیں پھر اس کی تفصیل بیان کرنے کے بعد عقلی دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ اس کا پیدا کرنے والا اور چلانے والا فقط اللہ جل جلالہ کے اور کوئی نہیں۔

کتاب کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے بد مذہبوں اور کفار نے ملکر جب اسلام کو جھٹلانا چاہا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا خدا بنانا چاہا تو امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف ان کا جواب دیا بلکہ ان کے باطل عقائد کو گھر تک پہنچا دیا اور ثابت کر دیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اتباع اور پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور اسلام کے علاوہ خالق حقیقی کے نزدیک کوئی دین نہیں۔

امام اہلسنت مجدد دین ملت حضرت علامہ مولانا حافظ الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان شریف، فتاوٰی رضویہ اور دیگر تصنیفات کو پڑھ کر اسلام کی حقانیت اور سائنسی علوم سے متعلق لکھنے کا جذبہ پیدا ہوا۔اور خوش قسمتی سے یہ کتاب (الحکمۃ فی مخلوقات اللہ) (کائنات کے عجیب راز) میسر آگئی۔

آج جس قدر اسلام کے خلاف سازشیں اور پروپیگنڈہ ہو رہا ہے۔آج سے قبل اتنی شدت سے نہ ہوا ہو۔اسلام کو کمزور کرنے کیلئے سارا عالم کفر ایک جگہ اکٹھا ہو چکا ہے اس کتاب کی جتنی ضرورت اس وقت تھی اس سے کہیں زیادہ آج ہے اسی وجہ سے میں نے یہ کوشش کہ کوئی راہ ہدایت سے بھٹکا ہوا حجۃ الاسلام کی اس مایہ ناز تصنیف کو پڑھ کر راہ ہدایت پر آجائے اور میرے اور میرے والدین کیلئے نجات کا سامان ہو جائے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پوری امید ہے جو کوئی حق کی تلاش کیلئے اس کتاب کو پڑھے گا ضرور راہ ہدایت پائے گا۔بفضل تعالیٰ۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مسلمان اپنے فروعی اختلافات کو ختم کر کے اکٹھے ہو جائیں تاکہ اسلام کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کا ملکر مقابلہ کیا جاسکے۔

اب نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے مسلمانوں
تمہاری داستان بھی نہ ملے گی کبھی داستانوں میں

تاکہ ہمارے علمائے کرام بھی فروعی موضوعات سے ہٹ کر اسلام کی حقانیت کے موضوع پر تقاریر کریں اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسی بے مثال کتابیں لکھ کر بچے بچے کے ذہن پر اللہ عزوجل اور اسکے پیارے محبوب ﷺ کے پیارے دین اسلام کا نقشہ بٹھا سکیں۔

یہی آرزو ہے تعلیم قرآن عام ہو جائے
ہر پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

خادم العلم والعلماء
محمد وسیم شرف قادری
۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ کتاب

حمد و ثناء اس خدائے واحد کیلئے جس نے اپنے مقربین بارگاہ کو مخصوص نعمتوں سے نوازا، اور اپنی مصنوعات میں غور وفکر کرنے والوں پر خاص لطف و کرم فرمایا، اپنی کائنات میں تدبر و تفکر کو ایمان ویقین کے استحکام کا ذریعہ بنایا۔ ان اصحاب فکر ونظر نے غور وفکر سے اپنے خالق حقیقی کو پہچانا، اس کے واحد و یکتا ہونے کا کامل یقین حاصل کیا اور خدا کی عظمت وقدرت کا مشاہدہ کیا، اور اس کو تمام عیوب سے پاک ہونے کا دل سے اعتراف کیا۔ بلاشبہ وہی عدل وانصاف کے ساتھ قائم ہے اور اہل نظر اس کے کمال قدرت پر شاہد عدل ہیں، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ صرف وہی قادر وتوانا ہے، جیسا کہ اس نے اپنی کتاب مبین میں فرمایا ہے۔ خدا اور اس کے فرشتے شاہد ہیں کہ بجز اس ذات واحد کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور صرف وہی عدل وانصاف کا مالک ہے، اپنے ارادہ میں غالب ہے اور اپنے تمام امور کو حکمت ومصلحت کے ساتھ انجام دینے والا ہے درود اور سلام ہو اس ذات پر جو سید المرسلین امام المتقین ہیں اور ہم جیسے گنہگاروں کی سننے والے ہیں، جن کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے، جو تمام انبیاء میں آخری نبی ہیں اور صلوٰۃ وسلام ہو ان کی اولاد واصحاب پر جب تک دنیا قائم ہے

امابعد! اے میرے بھائی! خدا تجھ کو حقیقت شناسوں کی توفیق عطا کرے، اور دین و دنیا کی فلاح و کامرانی نصیب فرمائے۔ خدا کی معرفت اس کی عجائبات و مصنوعات میں تدبر و تفکر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور درحقیقت یہی معرفت ایمان و یقین کے ثابت رہنے اور قائم رہنے کا موجب ہے۔ اور اسی سے ابرار و اتقیاء کے منازل و مدارج میں تفاوت ہوتا ہے۔ کیونکہ حقیقی معرفت کا حصول مخلوقات الٰہی میں غور و فکر کرنے پر منحصر تھا اسی لیے اس کتاب کو عقل رکھنے والوں کی راہنمائی اور ان کے استفادہ کے لیے لکھا گیا۔ اس میں ان حکمتوں اور مصلحتوں کو بیان کیا گیا ہے جن کی طرف قرآن حکیم نے متعدد جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم عطا کی

وحی کے ذریعہ اس کی رہنمائی فرمائی، اور اصحاب نظر اور ارباب عقول کو اپنی مصنوعات میں غور وفکر کی اپنی اپنی استعداد کے مطابق دعوت دی:۔

قل انظر و اما ذا فی السموات والارض (یونس:۱۰۱)	تم فرماؤ دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا ہے۔
وجعلنا من الماء کل شئی حی افلا یومنونo	اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان لائیں گے۔

(سورہ انبیاء : ۳۰)

اس قسم کی اور بھی متعدد آیت ہیں جن کے معانی میں غور وفکر کرنے سے خدا کی معرفت اور حقیقی عظمت کا علم ہوتا ہے۔ جو سعادت وفلاح کا حقیقی سبب ہے اور جس پر انعامات الٰہی کا مدار ہے۔ اس کتاب میں چند ابواب ہیں اور ہر باب میں مخلوقات الٰہی کی تکوینی حکمتوں اور مصلحتوں کو حتے الامکان وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اگر دنیا کی تمام مخلوقات اپنی تمام قوتوں کو صرف کردے کہ کسی ایک مخلوق الٰہی کی تمام حکمتوں کو مکمل بیان کرے تو یہ کام نامکمل رہے گا اور سب عاجز ہوں گے۔

فلسفی سر حقیقت نہ تو انست کشود
گشت راز دگر آں راز کہ افشانی کرد

❀❀❀❀❀❀

کائنات میں غور وفکر کی دعوت

افلم ینظرو الی السماء فوقھم کیف بینھا وزینھا ومالھا من فروج ٥ (ق:٦)

تو کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اسے کیسا بنایا اور سنوارا اور اس میں کہیں رخنا نہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔

اللہ الذی خلق سبع سموت ۔ (طلاق:١٢) اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے۔

جب تم اس جہاں میں غور وفکر کرو گے تو ایسا معلوم ہوگا یہ تمام جہاں ایک مکان ہے جس میں ہماری جملہ ضروریات کی اشیاء موجود ہیں۔ آسمان کی نیلگوں چھت ہے اور زمین ہمارے لیے بستر ہے۔ یہ سیارے آسمان میں روشنی کے لیے بجلی کے لائیوں کے قائمقام ہیں۔ جواہرات زمین کے تہ خانوں میں اس طرح سے محفوظ ہیں جیسے قیمتی ذخیروں کو جمع کر دیا گیا ہے اور ہر ایک چیز اپنے اپنے قرینہ سے اپنے مقصد کی تکمیل میں کارفرما ہے۔

اس مکان کا مالک انسان ہے

اور اس مکان کی جملہ اشیاء مالک مکان کی ضروریات کے لیے مہیا کی گئی

ہیں ۔ نباتات ہوں یا حیوانات سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں ۔ خالق حقیقی نے آسمان کا رنگ ایسا بنایا ہے جو نگاہ کے لیے موزوں ہے اور قوت بخشتا ہے ۔ اگر اس رنگ کے خلاف یہ آسمان شعاعوں اور انوار کا مجموعہ ہوتا تو نگاہوں کو نقصان پہنچاتا کیوں کہ سبز اور نیلے رنگ نگاہ کے لیے مناسب اور سازگار ہے انسان ، آسمان کی وسعت و فراخی کو دیکھ کر نفس میں کیف اور سرور حاصل کرتا ہے ۔ خصوصا اس وقت جب کہ ستارے اپنی پوری تابانی کے ساتھ نکلے ہوئے ہوں اور چاند اپنی روشنی سے تمام جہاں کو منور کئے ہوئے ہو دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اپنے شاہی قلعوں میں زیب و زینت کے لیے بہتر سے بہتر سامان مہیا کرتے ہیں اپنے دربار کی چھتوں پر نہایت خوبصورت نقوش و نگار کراتے ہیں جن کو دیکھ کر آنکھوں میں نور اور قلب میں سرور پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن ان زیبائش و آرائش کی طرف بھی اگر متواتر دیکھا جائے تو آخر کار دل اکتا جاتا ہے اور ایک قسم کی کوفت ہونے لگتی ہے ۔ برخلاف آسمان کے قدرتی مناظر و خوبصورتی اور اس کی وسعت اور ستاروں کی چمک دمک کو جتنا بھی دیکھا جائے طبیعت اس سے کبھی گھبرائی نہیں بلکہ قدرت کی کاریگری اور اس کی صنعت کو دیکھ کر انسان کے دل میں اللہ کی عظمت اور اس کے کمال و قدرت کا سکہ بیٹھ جاتا ہے اور وہ دل کی گہرائی سے بے ساختہ پڑھنے لگتا ہے کہ ۔

ربنا ما خلقت هذا باطلا

"اے رب ہمارے تو نے یہ بےکار نہ بنایا"

اسی لیے حکماء نے کہا ہے کہ جب تو رنجیدہ ہو تو آسمان کی طرف دیکھ کر خدا کی

قدرت اوراس کی صنعت میں اپنادل بہلا کیونکہ یہ تیرے رنج وغم کودور کرنے کے لیے کافی سامان ہے اور ستاروں کو دیکھ اور پھر ان کی برکتوں اور فائدوں پر نظر کر کہ دنیا والے کس طرح ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور سمندر کی تاریک اور اندھیری راتوں میں یہ ستارے مسافروں کی کیسی رہ نمائی کرتے ہیں۔ اور بعض حکما، اس کے بھی قائل ہیں کہ ستاروں میں جانے کے لیے راستے بنے ہیں۔ کسی حکیم نے کہا ہے کہ۔

آسمان کی طرف نظر کرنے سے دس فائدے حاصل ہوتے ہیں

۱۔ انسان کا رنج وغم دور ہوتا ہے۔ ۲۔ برے خیالات دور ہوتے ہیں۔

۳۔ خوف وہراس دل سے جاتا رہتا ہے۔ ۴۔ خدا کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

۵۔ خدا کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ۶۔ فاسد تفکرات دور ہوتے ہیں۔

۷۔ سوداوی امراض کو فائدہ ہوتا ہے۔ ۸۔ مشتاق دلوں کو تسلی وسکون ہوتا ہے۔

۹۔ عشق الٰہی کے بیماروں کو شفا ہوتی ہے۔ دعا کرنے والوں کی دعاؤں کا مرکز وقبلہ ہے

❀❀❀❀❀❀❀

سورج جہان کو روشن کر دیتا ہے

وجعل الشمس سراجا. (نوح:١٦)

اور سورج کو چراغ (بنایا)۔

اللہ تعالیٰ نے جن حکمتوں اور کاموں کے لیے آفتاب کو پیدا فرمایا ہے۔ اس کا مکمل علم تو خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ ہم اپنی قدرت ونظر کے مطابق جتنا جانتے ہیں یہاں لکھتے ہیں آفتاب کی حرکت سے رات اور دن کا قیام ہے۔ اگر یہ نہ ہوتو دین کے بہت سے کاموں کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اور دنیا کے بھی بہت سے کام خراب ہو جائیں۔ روزگار اور معاش کی طلب وسعی میں بڑی دشواری ہو جائے گی۔ اگر ساری دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہوتو روشنی سے آنکھیں کیوں کر لذت اٹھا سکتی ہیں۔ اور اشیاء کے مختلف رنگ کا امتیاز کیوں کر ممکن ہوگا۔ انسانی جسم کو راحت وآرام کیوں کر نصیب ہوگا بلکہ معدے میں غذا کی ہضم کا نظام بھی بگڑ جائے گا۔

اگر سورج غروب نہ ہوتو

اسی طرح اگر روشنی ہی روشنی ہو اور آفتاب غروب نہ ہو تب بھی بڑی دشواریاں پیدا ہو جائیں گی رات میں انسان آرام کر کے اپنے دن بھر کے تھکے ماندے جسم کو راحت پہنچا کر دوسرے دن کام کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اگر

رات نہ ہو تو ایک طرف کام کرنے کی حرص و آز نفس میں بڑھے گی اور دوسری طرف آرام نصیب نہ ہونے سے جسم میں نئی اور تازہ قوت نہ ہوگی۔ اس سے قوت میں کمزوری اور بدن کے انتظام میں خرابی کا پیدا ہو جانا یقینی ہے۔ اور یہ اسباب انسان کی بیماری کے لیے کافی ہیں۔ اسی طرح وہ جانور جو دن بھر کام کر کے رات کو کام چھوڑ کر آرام کرنے کے لیے باندھ دیئے جاتے ہیں تاکہ رات بھر آرام کر کے پھر دوسرے دن کام کرنے کے قابل ہو جائیں۔ ان کا حال بھی خراب ہو جائے گا۔

زمین میں گرمی کا پیدا ہونا

ادھر آفتاب غروب نہ ہونے اور متواتر نکلے رہنے سے زمین اتنی گرم ہو جائے گی کہ زمین پر بسنے والے انسان و جانور اس گرمی کی شدت سے ہلاک ہو جائیں گے۔ سورج کا طلوع و غروب دونوں ہی اپنی اپنی جگہ پر بڑی مصلحت و حکمت پر مبنی ہیں۔ انسان نیز دوسری مخلوق کا سکون و راحت اسی میں مضمر ہے جس طرح کہ انسان بجلی کی متواتر روشنی سے گھبرا کر روشنی کو بند کر کے آرام حاصل کرتا ہے اور جب طویل تاریکی سے دل اکتا جاتا ہے تو روشنی کر کے اپنی اضطرابی کیفیت کو تسلی دیتا ہے اور جیسا کہ انسان آگ سے کھانا وغیرہ تیار کر کے خود نفع اٹھاتا ہے۔ پھر دوسروں کو دے دیتا ہے کہ اب وہ اس سے اپنا کھانا وغیرہ تیار کر لیں۔ اور دوسرا تیسرے کو تیسرا چوتھے کو اسی طرح نظام عالم قائم ہے۔ روشنی اور تاریکی،

سردی اور گرمی دونوں ملکر ہی ہمیں پورا پورا فائدہ پہنچاتے ہیں۔

اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اشارہ فرمایا ہے۔

قل ارایتم ان جعل اللہ علیکم اللیل سرمدا الی یوم القیمة من الہ غیر اللہ یاتیکم بضیاء افلا تسمعون. (القصص: ۷۱)

تم فرماؤ! بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک رات رکھے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لا دے تو کیا تم سنتے نہیں۔ (کنز الایمان)

پس جس طرح آفتاب کے طلوع و غروب میں حکمتیں ہیں اسی طرح اس کے تقدم و تاخر یعنی تغیر موسم کے اعتبار سے اس کے طلوع و غروب میں اوقات و مقام کا تغیر و تبدل اس میں بھی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ نباتات و حیوانات کا بہت کچھ نظام آفتاب کی اسی تقدیم و تاخیر سے طلوع و غروب ہونے پر موقوف ہے فصلوں کا پکنا اور غلہ کا اور پھلوں کا اپنے وقت پر تیار ہو جانا بھی اسی پر موقوف ہے اور شب و روز کا موسم کے لحاظ سے کم و بیش ہونا بھی اسی حکمت پر مبنی ہے۔ اگر طلوع و غروب ایک مقررہ وقت پر ہی ہوا کرے تو رات دن میں یہ کمی بیشی کیونکر ہو سکتی ہے۔ انسان کی افتادِ طبیعت بھی کچھ اسی طرح ہے کہ وہ ہر گھڑی تبدیلی کو پسند کرتی ہے۔ اور اس سے لطف اٹھاتی ہے۔

کل جدید لذیذ "ہر نئی چیز مزیدار ہوتی ہے"

اوقات کا پہچاننا اور پھر اس کے مطابق اپنے کاموں کو ترتیب دینا وغیرہ وغیرہ

سب امور اسی آفتاب کے طلوع و غروب پر منحصر ہیں۔ دیکھو خدا نے رات کو راحت و سکون کا سبب اور دن کو طلب معاش کسب و معشیت کے لیے کس حکمت و مصلحت سے بنایا ہے پھر سال میں موسموں کا تبدیل ہونا اور ان موسموں میں آب و ہوا کے اثرات میں تبدیلیاں یہ سب آفتاب ہی کی برکتوں کا ثمرہ ہیں اور آب و ہوا میں سردی و گرمی اور رطوبت کے اثرات شجر و نباتات اور ان کے پھلوں اور پھولوں پر پڑتے ہیں۔ اور آفتاب کے طلوع و غروب اور موسم کے تغیر و تبدل اور اس کے اثرات ہی سے بادلوں کا پیدا ہونا اور وقت پر بارش کا ہونا موقوف ہے جو انسانات، حیوانات اور نباتات کے نشاۃ ثانیہ کا موجب ہے۔ انسان کی طبیعتوں میں اختلافات بھی اس کی برکات کا سبب ہے۔ مزاج میں کمی و بیشی اور اعتدال کا پیدا ہونا اس کا دارومدار بھی اسی پر ہے۔ غرض کہ امراض کا پیدا ہونا اور دوسرے موسم کے آنے سے امراض کا جاتا رہنا بدنوں میں قوت پیدا ہونا اور کاموں میں از سر نو جدوجہد جذبہ کامل پیدا ہونا یہ بھی اسی کے ثمرات ہیں۔ یہ سب اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے اوقات پر تدریجی طور پر کام جاری ہیں۔ جس میں بیش بہا حکمتیں و مصلحتیں کشیدہ ہیں۔ جن پر نظر و غور و فکر سے اس صانع و حکیم کی کاریگری کی داد دینا پڑتی ہے۔ کہ اس نے کمال قدرت اور نہایت حکمت سے کیسا نظام عالم بنایا ہے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین۝ (مومنون:۱۴)

''تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا'' (کنزالایمان)

سورج کا برجوں میں داخل ہونا

پھر آفتاب کا برجوں میں جانا۔ جس سے سال کے دوروں کا قیام ہے اور اسی سے موسم گرما موسم سرما ربیع وخریف چاروں موسم کا پیدا ہونا موقوف ہے اور اسی سے مال کا حساب اور مہینوں اور دنوں کا شمار اور چیزوں کی مدتوں اور عمروں کا علم اسی پر موقوف ہے۔

آفتاب کا عجیب راز

تمام جہان پر آفتاب کے بلند ہونے پر نظر کرو۔ خدا نے کس بلیغ حکمت سے اس کو بلند کیا ہے۔ اگر ایک ہی جگہ پر وہ قائم ہوتا تو اس کی شعاعوں سے زمین کے ایک ہی حصہ کو فائدہ ہوتا باقی حصے اس کے فیض سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوتے اور پھر اس کے اثرات وثمرات بھی تمام جہان کو یکساں طور پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اس کی روشنی ہمیشہ ایک ہی طرف پر پڑتی اور دوسری طرفیں اس سے محروم رہتیں۔ یہ خدا کی بلیغ حکمت ہے کہ اس نے آفتاب کو متحرک بنایا طلوع ہوتے وقت جن اطراف واکناف میں اس کی روشنی پڑتی ہے غروب ہوتے وقت وہاں سایہ ہوتا ہے اور جو حصہ طلوع ہوتے وقت روشنی سے محروم تھے۔ اب غروب ہوتے وقت وہ بھی اس کی روشنی سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس طرح سے آفتاب کا فیض سب کو یکساں طور پر حاصل ہوتا ہے۔

اب رات و دن کی مقداروں پر نظر کرو۔ خدا نے کس خوبی سے اس کا نظام رکھا ہے جس میں عالم کی فلاح و بہبود مدنظر ہے۔ کہ اگر ذرا بھی اس میں فرق آجائے تو اس کا بڑا اثر زمین پر بسنے والی تمام مخلوقات کو کم و بیش پہنچے گا۔ خواہ وہ حیوانات ہوں یا نباتات، حیوانات کو لیجئے کہ جب تک وہ دن کی روشنی دیکھتے رہیں گے کام میں لگے رہیں گے حتیٰ کہ ان کی قوت کمزور پڑ جائے گی۔ چوپائے چرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ حد سے کسی چیز کا بڑھنا اس کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے نباتات کو ذرا دیکھئے۔ آفتاب کی حرارت اگر متواتر ان پر رہے گی تو نباتات خشک ہو کر جل جائے گی۔ اور یہی حال رات کے برابر رہنے کا ہے۔ اگر دن نہ ہو اور رات ہی رہے تو حیوانات و انسان طلب معاش اور کسب معشیت میں اختلال کا موجب ہو گی۔ اور طبعی حرارتیں سرد پڑ جانے سے نباتات و حیوانات کے فساد و تلف ہو جانے کا سبب ہو گا۔ جس طرح کہ اس مقام پر نباتات کا حال ہوتا ہے۔ جہاں آفتاب کی روشنی و گرمی پہنچنے کا بندوبست نہ کریں۔ اور اس کی شعاعوں کے اثرات کو وہاں تک نہ پہنچنے دیں۔

❀❀❀❀❀❀

چاند ستاروں سے آسمان کی سجاوٹ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا ٥

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند۔ (کنز الایمان)

(سورۃ الفرقان: ٦١)

اس حکیم مطلق نے جب رات کو وجہ سکون و راحت بنایا۔ ہوا کو خوشگوار ٹھنڈا کر دیا۔ تو اس نے رات کو تاریک اور مطلق ظلمت نہیں رکھا۔ ورنہ رات کی تاریکی میں انسان اپنے ان کاموں کو کیونکر انجام دیتا جن کے انجام دینے میں وہ روشنی کا محتاج ہے۔ کیوں کہ شدت گرمی یا تنگی وقت کی وجہ سے کبھی اس کو راتوں کو اپنے دن کے کام انجام دینا ہوتے ہیں۔ تو چاند کی روشنی سے اس کو بڑی مدد ملتی ہے اور چاند کو ٹھنڈی اور خوشگوار روشنی سے جو بعض راتوں میں اپنی پوری تابانی سے پھیلی ہوتی ہے۔ انسان کو اس سے نشاط و فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان راتوں میں جب چاند کی روشنی پوری نہیں ہوتی۔ ستاروں کی روشنی سے وہ کمی پوری ہو جاتی ہے۔

ستاروں سے آسمان کی رونق دوبالا ہوجاتی ہے

اس کے علاوہ چاند ستاروں سے آسمان کی رونق دوبالا ہوجاتی ہے۔ دیکھنے والے کو ایک فرحت و انبساط حاصل ہوتا ہے۔ خدا کی اس حکمت کو دیکھو کہ اس نے کس خوبی سے رات کی تاریکی کو چاند ستاروں کی ٹھنڈی اور خوشگوار روشنی سے دور کیا۔ تاکہ انسان اپنی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔

پھر چاند کی نقل وحرکت پر سالوں اور مہینوں کا علم کس طرح موقوف کیا ہے یہ اللہ کی بڑی مصلحت وحکمت ہے۔ ستاروں میں روشنی کے علاوہ اور بھی بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ زراعت وکاشت کا بہت کچھ معاملہ چاند وستاروں پر موقوف ہے۔

بحر و بر کے مسافرین کے لیے رہ نمائی کا بڑا سبب ہے۔ بڑے بڑے تاریک جنگلوں میں رات کی تاریکی میں سفر کرنا اور اسی طرح سمندر کی تاریک راتوں میں راستہ کا معلوم کرنا انہیں سیاروں کے وجود پر موقوف ہے۔

وھو الذی جعل لکم النجوم لتھتدو بھا فی ظلمت البر والبحر قد فصلنا الایت لقوم یعلمون (انعام: ۹۷)

اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں میں ہم نے نشانیاں مفصل بیان کردیں علم والوں کے لیے۔

(کنزالایمان)

آفتاب کی طرح ماہتاب کے طلوع غروب اور آنے جانے میں اور پھر اس کے پہلے دن طلوع ہونے اور کم وبیش ہونے اور بعض راتوں میں اس کے غائب ہونے اور بعض اوقات اس کے کسوف بے نور ہوتے ہیں۔ جو جو حکمتیں پوشیدہ ہیں جو قدرت الٰہی پر دلائل ہیں۔ ان کا احاطہ کون کرسکتا ہے؟

پھر آسمان کا ان ستاروں کے ساتھ ہر شب و روز سرعت سے حرکت کرنا۔ جس کو ہم خود بھی طلوع غروب کے وقت مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر یہ حرکت اس سرعت سے نہ ہوتی تو یہ رات و دن کے ۲۴ گھنٹہ کی طویل مسافت کیونکر پوری ہوتی۔ اگر خدائے تعالیٰ چاند کو ہم سے اتنا بلند نہ رکھتا جس سے ہم اس کی شدت رفتار کو محسوس نہیں کر سکتے تو یقیناً اس کی حرکت کی سرعت رفتار سے ہماری آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ جس طرح کہ کبھی کبھی خلا میں بجلی کے چمکنے سے ہم محسوس کرتے ہیں۔ اور اس حکمت سے بھی اس نے ہم سے اتنا دور اور بلند رکھا ہے۔ کہ قریب محسوس ہونے سے ایسے حادثات نہ پیدا ہوں جن کے ہم متحمل نہ ہوں۔ اس لیے ایک خاص انداز اور مقدار پر اس نے بنایا۔

کبھی کبھی نمودار ہونے والے ستارے

ان ستاروں پر نظر کرو جو سال کے بعض ایام میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ اور بعض ایام میں طلوع جیسا کہ ثریا جوزا۔ اور شعریٰ اگر یہ ہمیشہ ایک وقت میں نکلتے رہتے۔ تو انسان کو وہ فوائد حاصل نہ ہوتے جو اس موجودہ صورت میں حاصل

ہیں۔ اور انہیں فوائد و مصالح انسانی کے پیش نظر اس نے بنات نعش (سات ستاروں کے مجموعے کو کہتے ہیں) کو ہمیشہ نکلا ہوا بنایا ہے جو کسی وقت غائب نہیں ہوتی کہ وہ بمنزلہ نشانات و دلائل کے ہے مسافروں کو رات کی تاریکی میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ اس طرح سے اگر یہ ستارے ایک جگہ پر ٹھہرے ہوئے خدا بناتا جو حرکت نہ کرتے اور ہر برج میں سے ہو کر نہ گذرتے تو پھر ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہونے میں جو ان سے دلالت و ہدایت کا کام لیا جاتا ہے اس سے ہم محروم ہو جاتے جس طرح کہ ہم چاند و سورج کے اپنے اپنے منازل و برجوں میں منتقل ہونے سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ زمین پر سفر کرنے والا راستہ کی منازل و مدراج میں ہو کر گذرنے میں اپنے لیے سہولت و فائدے حاصل کرتا ہے۔

کہ آسمان اور آسمان کے یہ تمام سیارے اس عالم پر سال کے چاروں فصلوں میں اس لیے گردش کرتے ہیں کہ اس میں حیوانات و نباتات و دیگر مخلوقات کے ہزاروں فوائد اور ان کی مصلحتیں مضمر ہیں۔

اس خالق کا یہ کمال قدرت ہے

اس نے آسمان کو ایسا بلند، بیا خوشنما اور مستحکم اور ثابت بنایا ہے کہ صدیاں گزر جانے پر بھی اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل محسوس نہیں کہ اس کا ادنیٰ سا تغیر بھی اہل زمین کے ایک بڑے تغیر و تبدل کا موجب ہوتا۔ اور نظام عالم میں بڑا

انقلاب پیدا ہو جاتا کیوں کہ زمین کا نظم ونسق آسمان کے ساتھ کچھ اس طرح سے وابستہ ہے اور خدا کی یہ بڑی قدرت ہے کہ نظام عالم ایک نہج پر اسی طرح جاری اور ساری ہے۔ **سبحان العلیم القدیر۔**

❁❁❁❁❁❁

زمین کو فرش کی طرح بچھایا گیا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

والارض فرشنها فنعم المهدون ۔ (الذریت ۴۸)	اور زمین کو ہم نے فرش کیا ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے (کنزالایمان)

خدا تعالیٰ نے زمین کا کیسا اچھا بستر بچھایا ہے ۔ جس پر ہم آرام کرتے ہیں اس بستر کے بغیر ہمارے لیے رہنا دشوار تھا ۔ پھر ہمارے لیے زندگی کی تمام ضروریات کھانے پینے کے سامان کے لیے زمین کو خزانہ بنایا ۔ ہماری ضرورت کی تمام چیزیں زمین سے حاصل ہوتی ہیں ۔ سردی اور گرمی سے حفاظت بھی زمین پر رہ کر کر سکتے ہیں ۔ اور بدبودار چیزیں اور مردار جن کے تعفن کی وجہ سے ہمیں سخت تکلیف ہوتی ہے ۔ ایسی چیزوں کو زمین میں دفن کر کے ہم ان کی خراب ہوا کے اثر سے محفوظ ہو جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

الم نجعل الارض كفاتا احياء و امواتا (مرسلات ۲۵، ۲۶)	اور کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی تمہارے زندوں اور مردوں کو ۔ (کنزالایمان)

ہمارے لیے زمین پر راستے بنائے

تاکہ ہم اپنے لیے ضروری سامان لانے لیجانے کے لیے سفر کریں ۔ اور

ایک دوسرے کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔ اس طرح سے ہمارے جانوروں کے لیے چارہ وغیرہ بھی زمین ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ہماری کھیتی باڑی بھی زمین پر ہوتی ہے ان تمام چیزوں میں ہم زمین کے محتاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ہمیں متنبہ کیا ہے:۔

اخرج منھا ماءھا و مرعٰھا o	اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور
والجبال ارسٰھا o متاعا لکم	پہاڑوں کو جمایا تمہارے اور تمہارے
ولا نعامکم o	چوپاؤں کے فائدے کو۔

(النزعٰت ۳۱،۳۲،۳۳)

زمین کو نرم اور ہماری ضرورتوں کے مناسب پیدا فرما کر اس نے ہم کو اختیار دیا کہ ہم زمین کو اپنی ضرورتوں کے لیے استعمال کریں۔ اس پر بیٹھیں آرام کریں سوئیں اپنے کام کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کریں۔ یہ سب آسانیاں اس لیے حاصل ہیں کہ زمین کو ہمارے حسب حال بنایا ہے۔ کیوں کہ اگر یہ زیادہ نرم اور متحرک ہوتی تو ہم اس پر نہ مکانات بنا سکتے نہ کھیتی باڑی کر سکتے نہ اس پر ٹھہر سکتے۔ نہ آرام کر سکتے تھے۔ جیسے کہ زلزلوں کے جھٹکوں سے ہم ڈر جاتے ہیں۔ اور اس سے ڈر کر ہم اپنا کوئی کام بھی نہیں کر پاتے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے نافرماں بندوں کی تنبیہ کے لیے اور ان کو راہ راست پر لانے کیلئے کبھی کبھی اپنی قدرت اس طرح سے ظاہر فرماتا ہے یہ بھی خدا کی بڑی حکمت ہے۔

جس طرح خدا نے زمین کو مناسب نرم بنایا ہے اسی طرح اس نے مناسب خشک اور سرد بنایا ہے۔ اور اگر زیادہ خشک پتھر جیسی سخت بنا دیتا تو ہم کاشت کے لیے اور مکانات کے لیے اس کو کیوں کر استعمال کر سکتے تھے۔ اس لیے اس نے کمال حکمت سے اس کو مناسب نرم اور خشک سرد بنایا کہ زمین پر رہنے والوں کے استعمال کرنے میں سہولت ہو۔

زمین کی پیدائش میں عجیب حکمت

پھر اس نے اپنی حکمت سے شمالی حصہ کو جنوبی حصہ سے قدرے بلند بنایا کہ پانی ایک طرف سے بہہ کر دوسری طرف جا سکے۔ اور اس طرح سے حیوانات کو فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکے۔ اور آخر میں وہ پانی سمندر میں جا کر گر جائے اگر ایسا نہ ہوتا یعنی زمین ایک طرف سے ذرا بلند اور دوسری طرف سے ذرا نشیب میں نہ ہوتی تو پانی سطح زمین پر رک کر اس کو سمندر بنا دیتا۔ اور آمد و رفت بند ہو جاتی۔ لوگوں کے کاموں میں بڑا حرج واقع ہوتا۔ جیسا کہ ہم سیلاب کے زمانے میں پریشانیوں اور تکلیفوں کو محسوس کرتے ہیں۔

اب زمین کے اندرون کی طرف ذرا غور کرو۔ خدا نے اس کے اندر کیسے کیسے خزانے پوشیدہ رکھے ہیں۔ کہیں جواہرات کی کانیں ہیں تو کہیں سونے چاندی کے خزانے کہیں یاقوت و زمرد کے ذخیرے کہیں لوہے تانبے سیسے گندھک ہڑتال، سنگ مرمر، چونا، سیمنٹ، ترولی وغیرہ کے بڑے بڑے خزانے اگر تفصیل

سے ان کو لکھا جائے تو اس کے لیے کافی وقت اور صفحات کی ضرورت ہوگی ان تمام خزانوں اور ذخیروں کو ہم اپنی ضرورتوں میں استعمال کرتے ہیں اور کس کس طرح سے یہ چیزیں ہمارے کام آتی ہیں۔

اگر زمین پہاڑ کی طرح بلند اور سخت ہوتی تو ہم اس سے خاطر خواہ نفع حاصل نہ کر سکتے۔ خدا نے اپنی حکمت سے سطح ہموار حسب ضرورت نرم وسرد اور خشک بنایا کہ ہم اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ زمین کے پہاڑ کی طرح بلند وسخت ہونے میں ہم کاشت کے لیے اسے کیوں کر استعمال کر سکتے تھے۔ کیوں کہ کاشت اسی زمین پر ہو سکتی ہے کہ زمین نرم ہو اور ہموار بھی ہوتا کہ ضرورت پر پانی کو پی سکے۔ اور نرم ونازک پودے زمین کے نرم سینے کو چاک کر کے باہر آسکیں۔ اور وہ نرم ونازک پودے جب تناور درخت ہو کر زمین پر قائم ہوں تو درختوں کی جڑیں اور نرم ونازک ان کی رگیں زمین کی گہرائی میں چاروں طرف پھیل کر درخت کو قائم رکھنے میں مددگار رہوں اور اس کو سرسبز وشاداب کرنے میں زمین سے اپنی خوراک حاصل کر کے درخت کو سیراب کر سکیں اور اس کو قائم رکھ سکیں۔

زمین کے نرم ہونے میں حکمت

زمین کے نرم ہونے میں جہاں اور بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں ایک یہ بھی ہے کہ اس میں آسانی سے جہاں ہم چاہتے ہیں کنویں کھود لیتے ہیں اگر زمین

پہاڑ کی طرح سخت ہوتی تو کنویں کھودنے میں بڑی دشواری ہوتی۔ اس طرح سے ہمارے سفر کرنے میں بھی بڑی دشواری ہوتی کیوں کہ پتھروں میں راستوں کا بنانا بڑا سخت کام ہے اور راستوں کے موجود نہ ہونے سے اور ان کے متعین نہ ہونے سے ہمارے لیے سفر کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

هو الذی جعل لكم الارض ذلولا فامشوا فی مناكبها وكلو من رزقه واليه النشور ۝
(الملک:۱۵)

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین نرم کر دی تو اس کے راستوں میں چلوں اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔
(کنز الایمان)

وجعل لكم فيها فجاجا سبلا لعلهم يهتدون ۝
(انبیاء:۳۱)

اور ہم نے اس میں بہت وہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں۔

منجملہ اور فوائد کے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہم اپنے مکانات کے بنانے میں اس کی مٹی کو با آسانی استعمال کر سکتے ہیں۔ اینٹیں بناتے ہیں گارے کے لیے استعمال میں لاتے ہیں اور برتن وغیرہ دوسری بہت سی ضروری چیزیں تیار کرتے ہیں۔

جن مقامات پر زمین سے نمک، پھٹکری، ابرق اور گندھک وغیرہ نکلتی ہے

وہاں کی مٹی زیادہ نرم ہوتی ہے اور نرم زمین میں طرح طرح کی نباتات پیدا ہو سکتی ہے سخت اور پہاڑی زمین میں یہ نہیں ہو سکتی اور زمین کے نرم ہونے سے بہت سے جانور اپنے رہنے کے ٹھکانے بناتے ہیں۔ حشرات الارض کے رہنے کے لیے سوراخ اور بل اور کھوئیں زمین ہی میں ہوتی ہیں اور یہ سب آسانی زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے ہے۔ کانوں کا زمین کے اندر پیدا فرمانا خدا کی بڑی حکمتوں میں سے ہے جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بطور احسان فرمایا ہے۔

''اور ہم نے ان کے لیے تانبہ کا چشمہ بہا دیا''

یعنی ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تانبے سے تمتع حاصل کرنے کے لیے طریقوں کو آسان کر دیا۔ اور ان کو اس کی کان (خزانہ) پر مطلع کیا اور اسی طرح سے اپنے بندوں پر امتنانا ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس	اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے۔
(حدید)	(کنز الایمان)

اس مقام پر نزول کا مفہوم خلق ہے یعنی پیدا کرنا جس طرح کہ دوسری جگہ لفظ انزول سے خلق کے معنی کو مراد لیا گیا۔ جیسے ایک جگہ فرمایا۔

وانزلنا لکم من الانعام	خدا نے تمہارے فائدے کے لیے مویشی پیدا فرمائے۔

حضرت سلیمان کے حق میں آیت میں انزلنا ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے معنی اسطرح ہیں کہ ہم نے پیدا فرمایا اور ان پوشیدہ خزانوں سے سونا وغیرہ معدنیات کو نکال کر اپنے کاموں میں لانے کے طریقوں کی تعلیم دی کہ ان معدنیات کو کس کس کام میں کیوں کر لایا جا سکتا ہے۔ شیشہ سے نفیس برتن تیار کیے جا سکتے ہیں۔ جن میں اپنی ضروری چیزوں کو طویل مدت تک کے لیے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

ان کانوں سے سرمہ، سومیا، سلاجیت وغیرہ مفید چیزوں کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جو ہمارے بہت سے کام آتی ہے۔

اس کی بڑی حکمت یہ ہے کہ اس نے زمین پر پہاڑوں کو قائم فرما کر زمین کو مستحکم کر دیا۔ جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا:۔

والجبال ارسھاo
(النزعت :۳۲)

اور پہاڑوں کو جمایا۔ (کنزالایمان)

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم (لقمان:۱۰)

اور زمین میں ڈالے لنگر کہ تمہیں لے کر نہ کانپے۔ (کنزالایمان)

وانزلنا من السمآء مآء بقدر فاسکنه فی الارض وانا علی ذهاب به لقدرون
(مومنون :۱۸)

اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے پر پھر اسے زمین میں ٹھہرایا اور بے شک اس کے لے جانے پر قادر ہیں۔
(کنزالایمان)

اس حکیم مطلق نے زمین پر پہاڑوں کو بنایا۔ جن کے تمام فائدوں اور

مصلحتوں کو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ منجملہ ان حکمتوں کے یہ ہے کہ خدا آسمان سے پانی برساتا ہے۔ جو حیوانات و نباتات کی زندگی و تازگی کا سبب ہے۔ اگر زمین پر پہاڑ نہ ہوتے تو ہوا اور سورج کی گرمی پانی کو خشک کر دیتی اور اس صورت میں زمین کو کھود کر مشقت کے بعد پانی حاصل ہو سکتا۔ خدا نے بڑی حکمت سے پہاڑوں کو زمین پر پیدا کیا۔ جن کے اندر پانی کے بڑے بڑے ذخیرہ جمع ہو کر تھوڑا تھوڑا کر کے چشموں اور نہروں اور دریاؤں کی شکل میں پانی بہتا ہے اور اس طرح زمین کے دور دراز کے مقامات تک کو سیراب کرتا ہے اور یہ پانی گرم موسم میں اور بھی قابل قدر ہوتا ہے اور اس زمانے تک اس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں کہ بارش کا زمانہ شروع ہو اور جن پہاڑوں پر برف کی شکل میں پانی کے خزانے کو محفوظ کر دیا جو سورج کی گرمی سے تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت پگھل کر ندیوں نالوں اور نہروں میں جا کر زمین اور اہل زمین کو سیراب کرتا ہے۔ پہاڑوں پر کہیں کہیں بڑے بڑے حوض بھی ہوتے ہیں۔ جہاں پانی جمع رہتا ہے اور ضرورت پر اس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ غلہ کے بڑے بڑے ذخیروں اور گوداموں سے ضرورت کے وقت غلہ حاصل کیا جاتا ہے۔

پہاڑوں پر درخت اور جڑی بوٹیاں

علاوہ اس کے پہاڑوں پر بعض خاص قسم کے درخت اور جڑی بوٹیاں پائی جاتی ہیں جو اور کہیں دستیاب نہیں ہوتیں۔ پہاڑوں پر نہایت بلند درخت پائے

جاتے ہیں۔ جن کی لکڑی عمارتوں اور کشتیوں کے بنانے میں خاص کر استعمال کی جاتی ہے۔ یہ لکڑی دوسرے درختوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پہاڑوں پر ایسے پر فضا اور شاداب مقامات ہیں کہ وہاں جا کر لوگ اپنے فرصت کے ایام گزارتے ہیں۔ اور صرف انسانوں کے لیے نہیں بلکہ چوپاؤں اور دوسرے جانوروں کے لیے بھی وہاں سامان خورد و نوش اور آرام کرنے کے پرفضا مقامات بنے ہوتے ہیں۔ شہد کی مکھیوں کے لیے خاص کر وہ جگہ مخصوص ہے جہاں وہ اپنے گھر بناتی ہیں اور انسان بھی گرمی کے موسم میں تفریح کے لیے جاتے ہیں۔ اور اپنے مردوں کی لاشوں کو محفوظ رکھنے کے لیے وہاں دفن کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

منجملہ دیگر فوائد یہ بھی ہیں کہ پہاڑوں پر راستوں کی شناخت کے لیے بڑے بڑے نشانات نصب کرتے ہیں۔ مسافروں کو اثنائے سفر میں ان نشانات سے بڑی مدد ملتی ہے۔

ایک یہ بھی بڑا فائدہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے لشکر اور جماعتیں جو اپنے مقابل سے نہیں لڑ سکتے۔ وہ پہاڑوں پر پناہ لیتے ہیں۔ اور پہاڑوں کو قلعہ کی جگہ استعمال کر کے اپنے کو دشمن سے محفوظ سمجھتے ہیں۔

زمین میں سونے چاندی کے خزانوں کو محفوظ کیا

خدا کی حکمت کو دیکھو کہ اس نے کس حکمت سے زمین میں سونے چاندی کے خزانوں کو محفوظ کیا ہے۔ اور پھر خاص انداز سے اس کو پیدا فرمایا ہے اور پانی

کی طرح سونے اور چاندی کو وافر نہیں پیدا کیا۔ اگرچہ اس کی قدرت میں یہ بھی تھا کہ پانی کی طرح ان چیزوں کو بھی اتنا ہی کثیر مقدار میں پیدا فرما دیتا۔ یہ بھی اس کی بڑی حکمت اور مصلحت ہے کہ اور مخلوق کی فلاح و بہبود اس انداز پر موقوف ہے جس کا علم سوائے اس کے کسی کو نہیں۔

اس نے فرمایا ہے:۔

وان من شیء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم (الحجر: ۲۱)	اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم انداز سے۔ (کنزالایمان)

❀❀❀❀❀❀

سمندر کی پیدائش کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔

وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا (النحل:۱۴)

اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا مسخر کیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔

خدا تعالیٰ نے سمندر کو پیدا فرمایا اور اس کے کثیر منافع اور فوائد کی وجہ سے اس کو بہت وسیع کیا اور زمین کے اطراف و جوانب میں اس طرح پھیلا دیا۔ کہ زمین کا خشک حصہ اور پہاڑ وغیرہ اس کی نسبت ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک چھوٹا سا جزیرہ نما بلند حصہ ہو جو ہر طرف سے پانی میں گھرا ہوا اور اسی نسبت سے زمین کے جانور ہیں۔ ان جانوروں کی نسبت سے جو خدا نے سمندر میں بنائے ہیں۔ یعنی سمندر میں رہنے بسنے والے جانور خشکی کے جانوروں سے کئی حصے زائد ہیں۔ اور سمندر میں خدا نے بڑے بڑے عجائبات پیدا کئے ہیں جن کو دیکھ کر خالق کی قدرت نظر آتی ہے۔ سمندر میں حیوانات جواہرات اور خوشبو اس کثرت سے ہم کو ملتی ہیں کہ زمین پر اتنی کثرت سے نہیں پائی جاتیں اور ایسے ایسے قد و قامت والے جانور پانی میں پائے جاتے ہیں کہ اگر وہ کسی وقت اپنی پشت کا ایک حصہ پانی سے بلند کر دیں۔ تو اس پر کسی وسیع بلند ٹیلہ یا پہاڑ کا شبہ ہونے لگتا ہے اور جس

طرح خشکی میں انسان پرندے گھوڑے اور گائے وغیرہ مختلف انواع و اقسام کے حیوانات ہیں اسی طرح اس سے کئی حصہ زائد پانی میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ جتنی اقسام کے جانور پانی میں پائے جاتے ہیں خشکی میں تو دکھائی بھی نہیں دیتے۔ پھر خدا نے عجیب قدرت و حکمت سے ان کی ضروریات کو بنایا ہے کہ اگر ان تمام باتوں کو تفصیل سے بیان کیا جائے تو اس کے لیے کئی ضخیم کتابوں کی ضرورت ہو گی۔

صدف کے پیٹ میں موتی

خدا نے کس خوبی اور حکمت سے موتی کو سیپی کے اندر محفوظ طریقہ سے پانی میں رکھا ہے اور مرجان کو پانی کے اندر پتھر کی چٹان کی تہ میں کس طرح محفوظ کیا ہے۔ خدا نے بندوں پر احسان فرمایا۔

یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان. (الرحمن) ان میں سے موتی اور مونگے نکلتا ہے۔ (کنز الایمان)

اس مرجان کے متعلق جس کا قرآن کی اس مذکورہ آیت میں ذکر ہے۔ بعض حکماء نے کہا ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا موتی ہے۔ جو لولو سے زیادہ رقیق اور چھوٹا ہوتا ہے۔ اور اس احسان و انعام کے ذکر کے بعد خدا فرماتا ہے۔

فبای آلاء ربکما تکذبان (الرحمن) تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں الالاء سے مراد خدا کے انعامات و احسانات ہیں۔

اسی طرح عنبر اور دیگر قیمتی چیزوں کو دیکھو جن کو خدا نے اپنے کمال حکمت سے سمندر میں پیدا فرمایا ہے۔

پانی کی سطح پر بڑے بڑے جہازوں، کشتیوں کی روانی پر نظر کرو، کہ بندوں کی کتنی ضرورتیں ان کشتیوں اور جہازوں کی آمد و رفت سے پوری ہوتی ہیں۔ خدا نے اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

والفلک التی تجری فی البحر بماینفع الناس	اور ان جہازوں میں جو سمندر میں چلتے ہیں انسانوں کی نفع کی چیزیں اور اسباب لے کر (اس میں بڑی عزت و موعظت ہے)۔

خدا نے کس طرح سے انسان کو سمندر پر قدرت و اختیار دیا ہے

کہ وہ اس کے سینہ پر مال سے لدے ہوئے کیسے بڑے بڑے جہاز ادھر سے ادھر ایک ملک سے دوسرے ملک کو لے جاتا ہے اگر انسان کے پاس باربرداری کے لیے یہ سامان نہ ہوتو اس کے لیے بڑی دشواری پیدا ہو جائے اور ایک ملک کا مال اتنی کافی مقدار میں دوسرے ملک تک پہنچانا ناممکن ہو جائے اور

اس میں کافی زیرباری اور مشقت پیدا ہو جاتی۔

خدا نے اپنے بندوں پر بڑا کرم فرمایا کہ اس نے لکڑی ایسی ہلکی اور مضبوط چیز بنائی جو پانی پر اتنے بوجھ کو لے کر قائم رہ سکے۔ اور خدا نے اپنی رحمت سے انسان کو کشتیاں اور جہاز تیار کرنے کی حکمت اور سمجھ عطا فرمائی پھر ہواؤں کو اس انداز سے چلایا کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جہازوں اور کشتیوں کو لے جائیں اور انسان کو ہواؤں کے چلنے کے اوقات اور اس کا علم عطا فرمایا۔ ان تمام نعمتوں کے لیے ہمیں خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

شکر نعمہائے تو چندانکہ نعمہائے تو
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

خدا کی اس قدرت کو دیکھو کہ اس نے کیسا سیال متصل الاجزاء، پتلا لطیف بنایا ہے گویا کہ تمام پانی ایک بڑا جسم ہے اور اتصال وانفصال کو جلد قبول کر لیتا ہے کہ جلد ہی دوسرے پانی سے مل کر ایک متصل جسم ہو جاتا ہے جس میں تصرف کرنا آسان ہوتا ہے۔ اور پانی کی روانی اور لطافت جیسی خوبیوں کی بدولت اس پر کشتی اور جہاز آسانی سے رواں ہو سکتے ہیں۔

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

انسان کی عقل پر افسوس کرنا پڑتا ہے جو خدا کی اتنی نعمتوں اور بخششوں پر نظر نہ کرے اور غافل بنا رہے حالانکہ ان تمام چیزوں میں خدا کی قدرت، حکمت کی

بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

وفی کلّ شی لہ آیۃ۔ اور ہر چیز میں نشانی ہے۔

یہ تمام کمالات قدرت زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ اے انسان اپنی آنکھوں سے غفلت کا پردہ چاک کردے اور دل کی آنکھوں سے دیکھ کہ میں نے کیسی کیسی گوناگوں نعمتیں اور مفید چیزیں بنائی ہیں۔ کیا ان کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے۔ جس کو میرے ساتھ تو شریک ٹھہراتا ہے؟ بلکہ یہ صرف اسی اللہ واحد قادر اور حکیم مطلق کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو اس نے اپنے بندوں کے فائدے کے لیے بنائی ہے۔

پانی کی پیدائش کی حکمتیں

(انسانی خلیوں میں ساٹھ فی صد پانی ہے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وجعلنا من الماء كل شئ حي افلا يومنون○ (انبیاء:۳۰)

اور بنائی پانی سے ہر جاندار چیز کیا اب ایمان لائیں گے۔ (کنز الایمان)

فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما كان لكم ان تنبتوا شجرها ءاله مع الله بل هم قوم يعدلون. (النمل)

تو ہم نے باغ اگائے رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ ان کے پیڑ اگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔ بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں۔ (کنز الایمان)

خدا نے پانی جیسی ضروری چیز کو اتنی افراط سے پیدا فرما کر بندوں پر کتنا بڑا احسان فرمایا ہے۔ انسان حیوان نباتات سب کی زندگی کے لیے پانی کا ہونا لازمی ہے۔ شدت پیاس میں اگر پانی میسر نہ آئے تو ایک گھونٹ پانی کے لیے انسان بڑی سے بڑی دولت دینے کے لیے آمادہ ہوگا۔ اس وقت انسان کو پانی کی قدر و قیمت معلوم ہوگی۔

خدا کی اتنی مفید نعمت سے ہم غفلت میں ہیں اور اس کی اس نعمت کا شکر ادا

نہیں کرتے۔

پھر خدا کی بڑی حکمت یہ کہ اس نے اتنی ضروری چیز کو کیسی فروانی اور افراط سے پیدا فرمایا کہ ہر انسان وحیوان اونیٰ سی طلب کے بعد پانی حاصل کر سکے۔ اگر پانی دوسری اشیاء کی طرح ایک محدود مقدار میں ہوتو نہ زندگی میں بڑی دشواریاں پیدا ہوجاتیں۔ بلکہ نظام عالم ہی منتشر ہوجاتا ہے۔

پانی کی لطافت اور رقت پر نظر کیجئے

کہ جوں ہی آسمان سے برس کر زمین پر آتا ہے۔ درختوں کی جڑوں میں پہنچ کر ان کی غذا بن جاتا ہے۔ اور سورج کی حرارت سے بخارات کی شکل میں اوپر کی طرف چلا جاتا ہے اور اپنی لطافت ہی کی وجہ سے غذا کو معدے میں باآسانی لے جا کر ہضم میں مدد دیتا ہے پیاس کے وقت اس کے پینے میں کیسی لذت محسوس ہوتی ہے اور اس کو پی کر ہم تمام تکان اور بے چینی کو بھول جاتے ہیں اور جسم میں ایک راحت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ غسل کرنے میں ہم اس کو استعمال کرتے ہیں بدن کا تمام میل اس سے غسل کر کے دور کرتے ہیں۔ اپنے میلے اور گندے کپڑے اسی سے دھو کر صاف کرتے ہیں پانی مٹی میں آسانی سے مل جاتا ہے جو ہمارے مکان بنانے میں کام آتی ہے اور ہر سوکھی اور خشک چیز کو ہم پانی کے ذریعہ نرم اور تر کر لیتے ہیں۔ طرح طرح کے مشروبات پانی ملا کر ہی تیار ہوتے ہیں بڑی سے بڑی آگ لگنے پر ہم پانی کی مدد سے اس پر قابو پا لیتے ہیں۔ اور پانی چھڑکتے ہی آگ لگنے پر ہم پانی کی مدد سے اس پر قابو پا لیتے ہیں۔ اور پانی

چھڑ کتے ہی آگ کے بھڑ کتے ہوئے شعلے سرد پڑ جاتے ہیں۔

غصے کا علاج پانی سے ہو جاتا ہے

اسی طرح جب انسان انتہائی غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو پانی کے دو گھونٹ پی کر اس کا غصہ فرو ہو جاتا ہے۔ اور آتش غضب سرد ہو جاتی ہے۔ اور نزع کے عالم میں جب سکرات کی تکلیف ہوتی ہے تو پانی پی کر اس میں کمی ہوتی ہے۔ ایک مزدور دن بھر کی سخت مشقت کر کے جب پانی سے غسل کرتا ہے اور ایک گلاس پیتا ہے تو وہ تمام دن کی مشقت کو بھول جاتا ہے۔ ہمارے تمام کھانوں میں اس کا استعمال ضروری ہے۔ اسی سے ہمارے کھانے تیار ہوتے ہیں کھانے پینے کی وہ تمام چیزیں مرطوب ہیں۔ مگر پانی کے تیار نہیں ہوسکتیں۔ پس خدا کی اس بیش بہا نعمت کو دیکھو کہ اس نے کس افراط سے اس کو پیدا کیا ہے کہ آسانی سے ہم اس کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اور اگر اتنی افراط سے اور آسانی سے یہ بہم نہ ہوسکتا تو زندگی میں بڑی تنگی ہو جاتی اور ہمارا تمام عیش و راحت مکدر ہو جاتا۔

پس خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نے پانی کو پیدا فرما کر ہمیں اتنے کاموں میں استعمال کرنے کی قدرت دی اور اس سے بے شمار فائدے پہنچ کر ہماری زندگی میں بڑی سہولت عطا فرمائی۔ خدا کے ان انعامات کو ہم شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ان الله لغفور رحيم. (النحل:۱۸)	اور اگر اللہ کی نعمتیں گنوں تو شمار نہ کر سکوں گے، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ہوا کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماء فاسقیکموہ و ماانتم لہ بخزنین۔

(الحجر ۲۲)

اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بار ور کرنے والیاں تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم اس کے کچھ خزانچی نہیں۔

(کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال حکمت سے ہوا کو اس طرح خلق کیا ہے کہ اس کے اندر ریاح داخل ہیں۔ اگر یہ ہوا موجود نہ ہوتی تو خشکی کے سارے جانور ہلاک ہو جاتے۔ ہوا کے چلنے اور حیوانات کے جسموں کو لگنے سے بدن کی حرارت معتدل حالت میں ہوتی رہتی ہے کیونکہ ہوا بری جانوروں کے لیے بالکل اس طرح ہے جس طرح پانی کے جانوروں کے لیے پانی کا وجود کہ وہ بدون پانی کے تھوڑی دیر بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔

اور ہوا کا بدن کو لگنا اور بدن کے اندر اس میں داخل ہونا یا تھوڑی دیر کے لیے ہوا بند ہو جائے تو بدن کی تمام حرارت قلب کے اندر رجوع ہو جائے اور اس حرارت سے موت واقع ہو جائے گی۔ جیسا کہ ہم اس وقت دم کے گھٹنے اور سانس

کے رکنے سے محسوس کرتے ہیں۔ جب گرمی شدید ہو اور سانس کے رکنے سے محسوس کرتے ہیں۔ جب گرمی شدید ہو اور ہوا بند ہو جائے۔

ہواؤں میں خدا کی حکمت

پھر خدا کی اس حکمت کو دیکھو کہ اس نے ہوا کو بادلوں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے پر کیسا مامور کیا ہے۔ ہوا بادلوں کو ایسی زمین پر لے جا کر بارش برساتی ہے جہاں کی زمین سوکھی اور پانی کے لیے پیاسی ہو اس طرح سے خدائے تعالیٰ ہواؤں کو بادلوں کے چلانے پر مامور نہ کرتا تو بادل پانی کے بوجھ سے بوجھل ہو کر ایک ہی مقام پر رکے رہتے اور پھر ہماری کھیتاں اور باغات سوکھ رہ کر ضائع ہو جاتے۔

ہواؤں میں خدا نے یہ بھی حکمت پوشیدہ رکھی ہے۔ کہ وہ جہازوں اور کشتیوں کو ادھر سے ادھر لے جاتی ہے۔ اور اس طرح سے ایک ملک کی پیداوار سے دوسرے ملک کے باشندے نفع اٹھاتے ہیں اگر جہازوں اور کشتیوں سے اس طرح سے مال لیجانے کا انتظام نہ ہوتا تو لوگوں کی ضرورتیں پوری نہ ہو سکتی تھیں اس طرح سے ایک چیز ایک جگہ ضرورت سے زائد پیدا ہو کر بے قدر ہوتی۔ اور ضائع ہو جاتی اور دوسرے مقام کے لوگ اس چیز کے معدوم ہونے سے اس کے لیے ترستے رہتے اور ان کی ضرورتیں پوری نہ ہوتیں۔

دیکھو خدا نے ہوا کو کیسا لطیف الاجزاء بنایا ہے۔ کہ جب چلتی ہے تو لطیف

الاجزاء ہونے کی وجہ سے ہر ہر چیز میں با آسانی پہنچ جاتی ہے اور پھر ہر جگہ کی بدبو کو پاک وصاف کر دیتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو چیزوں اور زمین میں بدبو کے بڑھ جانے سے طرح طرح کی بیماریاں پھوٹ جاتیں اور انسان وحیوانات کی ہلاکت کا سبب ہوتیں۔

جب ہوا چلتی ہے تو اپنے ساتھ غبار اور خاک کو لے جاتی ہے باغوں میں جب وہ غبار ہوا کی حرکت سے درختوں کے پتوں میں سے ہو کر گزرتا ہے تو اس سے درخت صاف ہوتے ہیں۔ اور ان کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی طرح سے ہوا پہاڑوں پر مٹی کی تہ جما دیتی ہے۔ جس سے پہاڑوں میں زراعت کے نشو ونما کی قوت آجاتی ہے اور اسی طرح سے سمندر کے ساحل پر ہوا کی حرکت سے پانی میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور سمندر عنبر جیسی قیمتی اور مفید اشیاء کو پیدا کرتا ہے۔

ہوا کے چلنے سے بارش کے قطرے ہلکے ہو کر ہوا میں منتشر ہو کر زمین پر گرتے ہیں۔ اور اگر ہوا ان کو متفرق ومنتشر نہ کرتی تو بارش کا پانی بادلوں میں بلندی سے یک بارگی مجمع ہو کر زمین پر گرتا جس سے جانی اور مالی نقصان ہوتا۔ لیکن خدا نے بڑی حکمت سے ہوا کے ذریعہ اس پانی کے زمین پر گرنے کو ایسا آسان کر دیا کہ کسی کو اس سے نقصان نہیں اور وہ منتشر قطرات زمین کی وسیع سطح پر تدریجی طور پر جمع ہو کر نالوں اور نہروں کی شکل میں ہو کر نشیبی علاقوں میں بہہ کر جا گرتے ہیں اور پھر خدا کی اس نعمت کی وسعت اور ہمہ گیری پر نظر کرو کہ دوست و دشمن سب ہی کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ جتنی یہ زندگی کے لیے ضروری ہے اتنا ہی

خدا نے اس کو وافر پیدا کیا ہے۔ اس کے بے انتہا فوائد اور چند در چند منافع پر نظر کرو خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔

هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب و منه شجر فیه تسیمون ٥ ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذلک لآیة لقوم یتفکرون ٥
(النحل: ۱۰، ۱۱)

وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے اس سے درخت ہیں جس سے چراتے ہو اور اس پانی سے تمہاری کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کے لیے۔ (کنز الایمان)

بیشک اس میں سوچنے والوں کے لیے توحید کی دلیل موجود ہے۔

ہر چیز کو خالق نے ضرورت کے مطابق بنایا

پھر خدا کی قدرت کو دیکھو کہ بارش کے ایام میں کچھ ایسے دن بھی ہوتے ہیں کہ آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا نہیں ہوتا ہوا بھی ساکن ہوتی ہے۔ اس میں لوگوں کے بڑے فوائد ہیں اگر بارش ہی بارش مسلسل ہو تو بھی انسان اور حیوانات اکتا جائیں۔ اسی طرح اگر ہوا برابر ساکن رہے تو بھی بڑی تکلیف کا باعث ہو اور پھر لوگوں کے کاموں میں بڑا حرج واقع ہو۔ تم آئے دن دیکھتے ہو کہ جب بارش کا سلسلہ زیادہ رہتا ہے تو تمام کھیتی باڑی سڑ جاتی ہے۔ مکانات منہدم ہونے لگتے

ہیں۔ راستے پانی کی کثرت سے بند ہو جاتے ہیں۔ آمد و رفت کے وسائل منقطع ہونے سے تمام کاروبار میں تعطل پیدا ہو جاتا ہے۔ ملازم پیشہ ور کاریگر سب کے کاموں میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

اور اگر حبس کا سلسلہ رہے یعنی بارش نہ ہو، ہوا رک جائے تو بدن خشک ہو جائیں۔ کھیت کیاری سب سوکھ جائیں۔ چشموں اور دریاؤں اور حوضوں کا پانی سڑ جائے اور اس کی عفونت سے ہوا میں بھی عفونت اور آلودگی غالب آ جائے۔ جس سے بہت سی بیماریوں کے پھوٹ پڑنے کا امکان ہے اشیاء کے کم پیدا ہونے یا قطعاً پیدا نہ ہونے سے سخت گرانی ہو جائے۔ جانور چارہ نہ ملنے سے کمزور اور لاغر ہو جائیں۔ چراگاہیں بیکار ہو جائیں شہد کی مکھیاں یبوست کے غلبہ کی وجہ سے شہد کے ذخیروں کو جمع نہ کر سکیں غرضیکہ کسی بھی ایک حالت کے رہنے سے نظام عالم فاسد ہو جائے گا اس لیے اس حکیم مطلق نے دونوں حالتوں کو یکے بعد دیگرے مقرر کیا کہ ایک دوسرے کے نقصانات اور مضرتوں کو رفع کر دے۔ ہوا میں اعتدال پیدا ہو کر اس میں مفید اثرات ظاہر ہوں اور اس طرح تمام اشیاء میں صلاحیت اور افادیت پیدا ہو کر دوسروں کے لیے مفید ہوں۔ پس یہ خدا کی بڑی مشیت اور غالب حکمت ہے کہ اس طرح پر نظام قائم ہے۔

انسان کے لیے لمحہ فکریہ

اگر کوئی شخص دیدۂ بصیرت سے محروم ہوا اور یہ اعتراض کرے کہ بعض

وقت اس طرح بھی نقصان اور ضرر پہنچتا ہے۔ اس لیے ہم یہ جواب دیں گے کہ اس سے انسان کا امتحان اور اس کی آزمائش مقصود ہوتی ہے۔ اور انسان کو آگاہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ خدا کی اس قدرت وحکمت کو سمجھے کہ اس نے متضاد اشیاء سے ، کیوں کر نفع اٹھانے کے مواقع دیئے ہیں جو اسی کے فضل وکرم پر موقوف ہیں اس سے بہت سے ظالموں کو ان کے ظلم وستم سے باز رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ انسان جب بیمار پڑتا ہے تو بیماری کو دور کرنے کی خاطر کیسی کیسی تلخ اور کڑوی دواؤں کو استعمال کرتا ہے اور اس کو ایک لحہ فکر کے لیے یہ موقع ہوتا ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ خدا نے کوئی چیز بے کار اور بے فائدہ نہیں بنائی۔ اور جو چیزیں ذائقہ میں کیسی کیسی بدمزہ اور بری ہیں ان میں قدرت نے پانی حکمت سے شفاء کے لیے کیسے کیسے راز پوشیدہ کیے ہیں۔ ان کو وہی خوب جانتا ہے۔

ولکن ینزل بقدر ما یشاء انه بعباده خبیر بصیر ٥
(الشوریٰ ۲۷)

لیکن وہ اندازے سے اتارتا ہے جتنا چاہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے انھیں دیکھتا ہے۔ (کنزالایمان)

انسان کے لیے آگ کے فوائد

خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

افرایتم النار التی تورونo ءانتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشؤنo نحن جعلنھا تذکرۃ و متاعا للمقوینo فسبح باسم ربک العظیمo (الواقعہ:۷۱تا۷۴)

تو بھلا بتلاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم نے اسے جہنم کا یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ، تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کی۔ (کنزالایمان)

خدا نے آگ جیسی ضروری نفع بخش چیز کو پیدا فرما کر بندوں پر بڑا احسان فرمایا اور کیونکہ اس کی کثرت اور زیادتی بڑے فساد اور تباہی کا موجب تھی اس لیے اس نے اپنے کمال وحکمت سے اس طرح سے محفوظ رکھا کہ ضرورت پڑنے پر اس کو موجود کرلیا جاتا ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور پھر وہ پوشیدہ اور معدوم ہو جاتی ہے۔ گویا اس کو بعض دوسری چیزوں میں اس طرح سے پوشیدہ فرمایا کہ ضرورت پر اس کو حاصل کرلیا جائے۔ اس طرح سے ہم اسکی مضرتوں اور نقصانات سے محفوظ ہیں۔ آگ سے بے شمار فوائد اور منافع ہم کو حاصل ہوتے

ہیں۔ اگر آگ نہ ہوتی تو ہم اپنے کھانوں کو کیوں کر تیار کرتے۔ ہماری دوائیاں، مشروبات بغیر آگ کے قابل استعمال کیوں کر ہوسکتیں۔ ان کے مختلف اجزاء اور ارکان بغیر آگ پر پکائے ایک دوسرے میں کس طرح تحلیل ہوکر ہمارے لیے مفید غذا بنتیں، یہ خدا کی خاص مہربانی اور اس کا بڑا احسان ہے کہ ہمارے کام کی چیزوں کو کس کس حکمت سے پیدا فرمایا ہے۔

اگر آگ کا وجود دنیا میں نہ ہوتا

تو خدا کی بخشی ہوئی بہت سے نعمتوں سے ہم کیوں کر فائدہ اٹھاتے۔ سونا، چاندی، تانبہ، پیتل، لوہا، سیسہ وغیرہ ضروری معدنیات سے نفع اندوز ہونا ہمارے لیے بدون آگ کے ناممکن ہوتا آگ کی بدولت ہم معدنیات کو پگھلا کر زیورات برتنوں وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں۔ جہاں خدا کی بخشی ہوئی معدنیات بڑی نعمتیں ہیں۔ وہاں ان سے فائدہ اٹھانے اور ان کو استعمال کرنے کے طریقے سکھانا بھی خدا کی بڑی مہربانی اور اس کا بڑا احسان ہے۔ جن نعمتوں پر ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا لازم ہے۔

اعملوا آل داؤد شکرا ۔ اے داؤد والو شکر کرو۔

(السبا ۱۳)

لوہے کو لیجئے، آگ پر گرم کر کے اور پگھلا کر کن کن ضروری چیزوں میں اس کو استعمال کرتے ہیں۔ اور دشمنوں سے اپنی حفاظت کے لیے کیسے ہتھیار اور

آلات تیار کرتے ہیں۔ اگر تفصیل سے ہم ان آلات و سامان جنگ کی فہرست بتائیں تو اس کے لیے کافی صفحات درکار ہیں۔

خدا نے فرمایا۔

وانزلنا الحدید فیه باس شدید ومنافع للناس ٥ (الحدید)

اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ ہے اور لوگوں کے لیے فائدے۔ (کنز الایمان)

لتحصنکم من باسکم فهل انتم شاکرون ۔ (انبیاء:۸۰)

کہ تمہیں تمہاری آنچ سے بچائے تو کیا تم شکر کرو گے۔ (کنز الایمان)

اسی لوہے سے ہم ایسے اوزار و ہتھیار تیار کرتے ہیں جو ہماری کھیتی باڑی میں کام آتے ہیں۔ پہاڑوں سے بڑے بڑے پتھر تراش لیتے ہیں حتٰی پہاڑوں کو جگہ سے فنا کر دیتے ہیں اور اپنے لیے راہیں ہموار کرتے ہیں۔ لکڑی چیر نے پھاڑنے کے آلات بھی لوہے سے تیار کرتے ہیں اس قسم کی سینکڑوں مفید اور ضروری چیزیں ہیں جو ہم لوہے سے بناتے ہیں۔

یہ سب آگ کی بدولت ہے اگر آگ نہ ہوتو ہم اس مذکورہ بالا اشیاء سے نفع نہ اٹھا سکیں۔ اور مختلف دھاتوں سے بنے ہوئے ہتھیار جن کے تبادلے سے بے شمار فوائد ہم کو حاصل ہیں۔ ان سے ہم قطعاً محروم ہو جائیں۔ اپنی زینت و آرائش کے کتنے سامان سے ہم بالکل محروم ہوں اور یہ جواہرات وغیرہ سب ہمارے لیے بیکار ہو جائیں۔

آگ کی بدولت روشنی حاصل کرتے ہیں

آگ میں خدا نے روشنی کی ایسی صفت حکمت ودیعت کی ہے کہ شب کی مسلسل تاریکی سے جب گھبراتے ہیں تو آگ جلا کر روشنی کر لیتے ہیں۔ روشنی سے ہمکو ایک سکون ملتا ہے ہم اپنی مجلسوں اور محفلوں کو آگ کے مختلف لیمپ روشن کر کے سجاتے ہیں۔ آگ کی روشنی سے ہم تاریکی میں بہت سے خطرات سے محفوظ رہتے ہیں اور رات کی اندھیری میں بھی ہم روشنی کر کے اسطرح سے متمع ہوتے ہیں گویا آفتاب نکل رہا ہو پھر آگ میں خود خدا نے حرارت جیسی مفید صفت رکھی ہے کہ سردی سے حفاظت کرتے ہیں۔ خدا کی بلیغ حکمت پر نظر کرو کہ اس نے کتنے بے شمار فوائد اس میں رکھے ہیں اس کو روشن کر لیں۔ اور ضرورت پوری ہونے پر اسکو غائب کر دیں۔

❁❁❁❁❁❁

انسان کی تخلیق کس طرح ہوئی

خدا نے فرمایا:۔

ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین ۔ (المومنون:۱۲)

اور بے شک ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ (کنزالایمان)

قدرت کو جب منظور ہوا کہ وہ انسان کو پیدا فرمائے اور زمین پر بسنے رہنے کا موقع دے۔ اور پھر اس کو امتحان و آزمائش میں ڈالے۔ تو خدا نے اس کی پیدائش اس طرح مقرر کی کہ ایک دوسرے سے نسلاً بعد پیدا ہوں اور انسان کو دو قسموں میں تقسیم کر دیا۔ ایک کو مرد اور دوسرے کو عورت پھر ان میں باہم الفت و محبت کا رشتہ پیدا کیا۔ ایک دوسرے کی محبت کے دوامی قلوب میں اس طرح مستور رکھے کہ ایک کو دوسرے کے بغیر صبر و قرار نہ ہو۔ ان میں خواہشات کو پیدا کیا کہ یکجا ان کا رہنا اور بسنا ممکن ہو اور بدن کے ایک مخصوص عضو کو اس طرح خلق کیا کہ وہ جنس لطیف کے رحم میں داخل ہو کر منی کے جوہر لطیف کو ودیعت کر دے۔ جہاں انسان کی تخلیق تدریجی طور پر ہو یہ جوہر لطیف انسان کے تمام جسم سے حاصل ہو کر ایک خاص حرکت کے ساتھ عضو مخصوص کے ذریعہ ایک جسم کے باطن سے دوسرے جسم کے باطن میں پہنچ کر ایک خاص امتزاجی کیفیت کے بعد انسانی شکل اختیار کرتا ہے اور اس شکل کے اختیار کرنے میں کئی دور اور درجے طے کرنا ہوتے ہیں۔

خدا کا شکر ادا کر پیارے

یعنی نطفہ سے خون بستہ اور خون بستہ سے گوشت کا ٹکڑا پھر ہڈیوں کا جسم پھر ان پر گوشت پوست پھر ان حصص جسم کو اعصاب او تاد عروق کے حکمت آمیز جال کے ذریعہ سے بندش کرنا اور ایک کو دوسرے کے ساتھ مربوط کرنا۔ پھر اعضاء کی شکل عطا کرنا پھر کان، آنکھیں، ناک، منہ، دیگر زندگی کی ضروری چیزوں کو ان میں بنانا پھر ان میں قوتیں عطا کرنا۔ آنکھوں میں دیکھنے کی قوت عطا کرنا یہی ایک ایسی حیرت انگیز اور شاہکار فطرت ہے کہ کماحقہ اس کی شرح کرنے سے ہم عاجز ہیں آنکھ کو سات طبقات سے مرکب کیا۔ ہر طبقہ میں خاص صفت ودیعت کی اس کی شکل مخصوص بنائی۔ ان طبقات میں سے ایک طبقہ بھی اگر بیکار یا ضائع ہو جائے تو آنکھ سے نظر نہیں آسکتا۔ آنکھ کے اطراف میں پلکوں پر نظر کیجئے جو آنکھ جیسی نازک چیز کو اپنی حفاظت میں لیے ہوتے ہیں ان پلکوں میں خدا نے کیسی سریع حرکت کی قدرت رکھی ہے۔ کہ اولی اسی چیز کو آنکھ کی طرف آتا دیکھ کر فوراً وہ حرکت میں آجاتے ہیں اور آنے والے خطرہ سے آنکھوں کو آگاہ کر کے اس کی پوری حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہوا میں اڑنے والے گرد وغبار سے آنکھوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ گویا یہ پلک آنکھوں کے لیے بمنزلہ دو دروازہ کے ہیں۔ جو ضرورت پر کھل جاتے ہیں اور ضرورت نہ ہو تو بند ہو کر آنکھ کی حفاظت کرتے ہیں۔

چہرے کا حسن وزینت

پھر پلکوں کی تخلیق سے اس آنکھوں کی حفاظت کے علاوہ آنکھوں اور چہرے کا حسن وزینت بھی قدرت کو منظور ہے اس لیے ان کے بالوں کو ایک انداز سے بڑا رکھا کہ زیادہ بڑے ہونے سے آنکھوں کو اذیت ہوتی اور اگر زیادہ چھوٹے ہوئے تو بھی آنکھوں کے لیے نقصان دہ ہوتے۔ آنسوؤں کو قدرت نے نمکین بنایا کہ آنکھوں کا میل کچیل صاف ہو جائے۔ پلکوں کے دونوں اطراف کو اس سے مائل اور جھکا ہوا بنایا کہ آنسوؤں کے ذریعہ آنکھوں کا میل گوشہائے چشم سے بہ کر باہر جا سکے آنکھوں پر دونوں آبروں حفاظت اور چہرے کی زینت کے لیے بنائی ہیں۔ انسان کے موزوں بال جھالر کی طرح ہوتے ہیں جو چہرے پر خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو اس طرح بنایا کہ جو ایک خاص رفتار سے بڑھتے ہیں۔ تاکہ ان میں کمی بیشی کر کے ہر شخص جس وضع قطع کو پسند کرتا ہے۔ ان کو (سنت کے مطابق) بنا سکے۔ منہ اور زبان میں خدا نے کیسی کیسی حکمتیں اور قوتیں ودیعت کی ہیں منہ کے بند کرنے کے لیے بطور دروازہ دو ہونٹ بنائے کہ ضرورت پر کھولے جا سکیں اور بے ضرورت ٭ وکر منہ میں مضر چیز یں گھس کر نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اس کے علاوہ دانتوں اور مسوڑوں کی حفاظت اور زینت بھی ان ہونٹوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہونٹ نہ ہوتے تو منہ بدنما بھی معلوم ہوتا اور غیر محفوظ بھی۔ ان ہونٹوں سے بات کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے

۔ ان کی مختلف حرکات سے بعض حروف پیدا ہوتے ہیں اور انسان اپنے مافی الضمیر کو ان کی مدد سے ظاہر کرتا ہے ان ہونٹوں کی مدد سے کھانا کھانے میں بڑی مدد ملتی ہے ۔ لقمہ کو منہ کے اندر ادھر ادھر پلٹنے کا کام انہیں ہونٹوں سے لیا جاتا ہے تاکہ کھانا داڑھوں کے نیچے رہ کر اچھی طرح چبایا جا سکے ۔ گویا اس طرح یہ ہضم میں بڑی مدد پہنچاتے ہیں ۔

دانتوں کی ساخت

دانتوں کی بناوٹ (ساخت) کو دیکھو کہ قدرت نے ان کو بتیس ٹکڑوں میں بنایا ہے ۔ سب کو ایک سالم ہڈی کے ٹکڑے کی شکل میں نہیں بنایا ورنہ منہ کے اندر اس سے بڑی اذیت ہوتی ۔ موجودہ شکل میں اگر دانت میں خرابی پیدا ہو تو باقی دانت سے کام لیا جا سکتا ہے ۔ ایک سالم ہڈی کا ٹکڑا ہونے کی صورت میں یہ ممکن نہ تھا ۔ دانتوں سے حسن و زینت کے علاوہ ہم کتنا کام لیتے ہیں ۔ اگر دانت نہ ہوتے تو کھانا کھانا دشوار ہوتا ۔ اور سخت قسم کی چیزوں کا کھانا ناممکن ہوتا پھر ان کی ساخت پر غور کرو کہ کس طرح سے ان میں دندانے بنائے اور جڑوں کو کس مضبوطی سے مستحکم کیا ہے ۔ کہ سخت ہڈی کو ہم دانتوں کی مدد سے پیس ڈالتے ہیں ۔ اور اسی مصلحت سے اس کے ساخت کو بہت سخت رکھا کہ نرم ہونے کی صورت میں ان سے کام لینا ممکن نہ تھا یہ سب اس مصلحت سے کہ کھانا جسم کے اندر ایسی حالت میں جائے کہ جلد ہضم ہو کر بدن کا جزو بن جائے اور بدل ما یتحلل ہو کر انسان کو

قوت بخشے حکما کا قول ہے کہ کھانے کے ہضم کے مختلف درجات ہیں اور پہلا درجہ منہ ہے جسکو ہضم اول کہتے ہیں۔

دانتوں کے اطراف میں دونوں طرف داڑھیں بنائیں تاکہ سخت چیز کے کاٹنے میں ان سے مدد لی جائے۔ جڑوں کو مضبوط کیا یہ دانت سفید رنگ کے برابر برابر ایک قطار میں آب دار موتیوں کی طرح جڑے ہوئے منہ میں کیسے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

قدرت نے منہ کے اندر رطوبت کو اس طرح پوشیدہ کیا وہ ہے کہ کھانا چبانے کے قوت پیدا ہوتی ہے کھانے میں مل کر ہضم میں مدد دیتی ہے اگر کھانے کے علاوہ منہ میں بھری رہتی تو بات کرنے میں بڑی دشواری ہوتی اور منہ کا کھولنا مشکل ہوتا۔ اور منہ کھولتے وقت رطوبت کا باہر آجانا یقینی تھا اس لیے کھانے کے قوت ظاہر ہوتا تاکہ وہ کھانے کے ہضم میں مدد دے اور بعد میں اس کا غائب ہونا یہ عین حکمت اور مصلحت ہے بعد میں بس اتنی رطوبت کا رہنا ضروری ہے جس سے حلق تر رہے اور سوکھنے نہ پائے ورنہ پھر کلام کرنا دشوار ہوجائے حتیٰ کہ آلودگی کے غلبہ سے پھر سانس اور دم گھٹنے لگے اور انسان ہلاک ہوجائے۔ اس حکیم مطلق کی لطف وکرم کو دیکھو کہ اس نے انسان کو کھانا کھانے کے لیے لذت اور قوت ذائقہ زبان میں رکھی کہ وہ اپنے موافق ومناسب چیزوں کو استعمال کرے اور خراب وبد مزہ نامناسب اشیاء کو ترک کردے۔ اس لذت کی وجہ سے کھانا کھانے میں خاص مدد ملتی ہے اور جو کھانا مزے لے لے کر کھایا جائے وہ ہضم خوب ہوتا ہے۔ کیوں

کہ اس کو طبیعت قبول کرتی ہے۔ ورنہ بدمزہ کھانا جس کے کھانے سے کراہت ہو طبیعت اس سے متنفر ہو کر قے کی شکل میں رد کر دیتی ہے اشیاء کے سرد و گرم مناسب و نامناسب ہونے کو انسان زبان کے ذائقہ سے محسوس کرتا ہے۔

الم نجعل لہ عینین ولسانا و شفتین۔ (البلد ۸:۹)

کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائی اور زبان اور ہونٹ۔ (کنز الایمان)

انسان کو قدرت نے دو کان عطا کئے، کانوں میں خاص طرح کی رطوبت پیدا کی کہ وہ قوت سماعت کی حفاظت کرے اور موذی اور مرز رساں کیڑوں مکوڑوں سے کان کی حفاظت کرے۔ اور ان کو ہلاک کر ڈالے کان پر سیپی کی شکل کا دونوں طرف ایک ایک پنکھا سا بنایا کہ آوازوں کو جمع کر کے کان کے سوراخ میں پہنچا دے۔ ان پنکھوں میں خدا نے ایسی تیز حس پیدا کی جو موذی جانور یا دوسری نقصان دہ چیزوں کے قریب آنے کو فوراً محسوس کرے۔ ان کانوں کو ٹیڑھا پیچدار بنایا کہ آواز اچھی طرح سے بلند ہو کر اندر پہنچے اور موذی چیزوں کی بارگی اندر نہ پہنچ سکے۔ بلکہ انہیں پیچدار طویل راستوں میں چلنے سے اندر پہنچنے میں تاخیر ہو اور اس کو دفع کیا جا سکے۔ اور سونے والا اسکی حرکت سے بیدار ہو جائے۔ پھر ہوا کے اندر جانے سے مسموعات (سن کر جن چیزوں کو معلوم کیا جاتا ہے) کے ادراک کرنے کی قوت بھی خدا نے اس میں رکھی ہے ان بھیدوں کو وہی خوب جانتا ہے۔

چہرے پر ناک بنانے کی حکمت

ناک کو دیکھئے کہ وسط چہرے پر کس خوبی سے اسکو بلند کیا ہے جس سے چہرے پر بڑی خوبصورتی اور خوشنمائی ہوگئی ہے۔ اس میں دو نتھنے بنائے ہیں ان میں قوت حاسہ شامہ کو محفوظ کیا ہے۔ تاکہ مطعومات و مشروبات کی بوؤں کو محسوس کر سکے اور خوشبو سے راحت حاصل کر سکے اور بدبو سے اجتناب کر سکے۔

اسی ناک کے ذریعہ روح حیات (تازہ ہوا) کو سونگھ سکے جو قلب کی غذا ہے۔ اور باطنی حرارت کو اس کی وجہ سے تازہ کیا جا سکے، اور اس کو مناسب تازہ ہوا مل سکے۔

یہ ناک انسان کے کتنے کام آتا ہے۔ آواز کا باہر آنا اور زبان سے حروف کی ادائیگی میں زبان کا مختلف حرکتیں کرنا۔ سانس کا آنا جانا ان تمام کاموں میں ناک استعمال ہوتا ہے۔ اس کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں بعض بہت تنگ اور بعض کشادہ، بعض نرم اور بعض سخت بعض لمبے اور بعض چھوٹے اور ان اختلافات ہی کے باعث آوازوں میں اختلافات پیدا ہوتے ہیں اسی لیے دو آواز بھی آپس میں بالکل نہیں ملتیں جس طرح کہ دو صورتیں بالکل مشابہ نہیں ہوتیں۔

آواز سے بھی انسان کی پہچان ہو جاتی ہے

آواز کو سنکر بولنے والے کو اچھی طرح سے پہچان لیا جاتا ہے جسطرح شکل

وصورت سے انسان کو شناخت کیا جاتا ہے یہ بھی خدا نے بڑی حکمت رکھی ہے اور یہ اختلافات روز اول ہی سے قدرت نے رکھے ہیں چنانچہ حضرت آدم اور حوا کو بنایا تو ان کی صورتوں میں بھی فرق رکھا اسی طرح ان کی اولاد میں یہ فرق نمایاں ہیں۔ یہ اختلاف وفرق بڑی حکمتوں پر مبنی ہے اور اسکی وجہ سے ہم بہت سی دشواریوں سے نجات پاتے ہیں۔

قدرت نے انسان کو دو ہاتھ دیئے ہیں

ان سے بے شمار فائدے ہیں۔ ہاتھوں میں قدرت نے نقصان کو دفع کرنے کی صلاحیت رکھی۔ ہاتھوں کو اسطرح بنایا کہ اس میں چوڑی ہتھیلی اور پانچ انگلیاں میں پورے بنائے چار انگلیاں ایک سمت میں برابر اور پانچواں انگوٹھا دوسری طرف کو جو چاروں طرف انگلیوں کے حرکت کر سکے۔ یہ خدا کی قدرت کا کمال ہے ساری دنیا کے لوگ جمع ہو کر سوچیں اور چاہیں کہ ہاتھ کو موجودہ شکل کے علاوہ کسی دوسری نہج پر بنایا جائے۔ تو یہ ناممکن ہوگا۔ اسی وضع اور ساخت کے ذریعہ انسان ہاتھوں سے پکڑنے اور لینے دینے کے تمام کام انجام دیتا ہے ہاتھ کو پھیلا کر ایک طباق بنالیتا ہے چاہے تو اس کو مجمع کر کے دفع شر کے لیے اس کو ایک آلہ کے طور پر استعمال کرے۔ چاہے اس کو چلو کی شکل بنا کر پانی پینے کے لیے پیالہ کا کام لے چاہے تو چمچہ کا کام لے اور چاہے تو جھاڑو کا کام لے۔

ان انگلیوں کے پوروں پر ناخن بنائے جن سے انگلیوں کی زینت بھی ہے اور حفاظت بھی اور چیزوں کے اٹھانے میں مدد بھی اگر ناخن نہ ہوں تو ہم بہت سی باریک اور چھوٹی چیزوں کو اٹھا نہیں سکتے کھجلی آنے پر ان سے کھجانے کا کام لیا جاتا ہے۔

اب اس پر غور کرو کہ ناخن کتنی چھوٹی اور حقیر سی چیز معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کے اغراض وفوائد پر نظر کرنے سے اسکی اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔

اگر ناخن نہ ہوتے تو جسم میں خارش ہوتی تو انسان اس کو دور کرنے کے لیے کیا کرتا۔ اس وقت اسکو اپنی بے چارگی کا حال معلوم ہوتا۔ اور ناخنوں کی ضرورت کو سمجھتا۔ پھر قدرت نے ناخنوں کو نہ تو ہڈی کی طرح سخت بنایا اور نہ گوشت کی طرح نرم، وہ بڑھتے بھی ہیں۔ ٹوٹ جانے پر دوبارہ بھی نکل آتے ہیں زیادہ بڑھنے پر تراش دیئے جاتے ہیں۔ سوتے اور جاگتے کھجلی آنے پر کھجانے کی طرف ازخود حرکت کرتے ہیں۔ یہ قدرت نے ان میں صلاحیت رکھی ہے۔

انسان ٹانگوں کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا

قدرت نے انسان کو ران اور پنڈلیاں دی ہیں ان کو کسطرح سے پھیلایا ہے۔ ان میں دو پاؤں بنائے کہ کھڑا ہو سکے۔ چل پھر سکے۔ اور ضرورت پر دوڑنے کا کام بھی لے پاؤں میں بھی اس نے ناخن بنائے جس سے پاؤں کی زینت اور حفاظت یہ سب کچھ قدرت نے انسان کے ناپاک قطرہ سے بنایا ہے جسم

کی تمام ہڈیاں بھی قدرت نے اسی قطرہ سے تیار کیں جو جسم انسانی کے لیے بطور ستون ہیں جسکے سہارے وہ قائم ہے۔ ہڈیوں کی شکل وصورت دیکھو، کیسی مختلف ٹیڑھی، سیدھی، مستطیل، مدور، ٹھوس اور خول اور چوڑی، ہلکی اور بھاری اور بڑی مختلف شکلیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے جوڑوں کے اندر قدرت نے ایک رقیق مادہ رکھا ہے، جس سے اس کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس سے قوت بھی پہنچی ہے اور اس سے بے شمار فائدے ہے۔

انسان اپنی گونا گوں ضرورتوں کی وجہ سے اپنے تمام جسم کا محتاج ہے اور اس سے مختلف طرح سے اپنے جسم کو حرکت دینا ہوتی ہے قدرت نے اس کی ضروریات کے لحاظ سے ہڈیوں کو علیحدہ علیحدہ بہت سے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ ضرورت پر اس کے مطابق با آسانی جسم کو موڑا جا سکے اگر تمام جسم میں بجائے سینکڑوں ہڈیوں کے ٹکڑوں کے ایک سالم ہڈی ہوتی تو پھر اس کو اٹھتے بیٹھتے چلنے پھرنے جھکنے اور مڑنے میں بڑی مشکل ہوتی۔ ان ہڈیوں کو باہم ملانے کے لیے اور ان کے جوڑوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کرنے کے لیے اعصاب واوتاد کا رشتہ قائم کیا ایک ہڈی کو دوسری ہڈی سے لانے کے لیے ان کے کناروں کو اس طرح بنایا ہے کہ ایک اگر مکعب ہے (نوکدار) تو دوسری ہڈی کا کنارہ مجوف (خول) تاکہ دونوں باہم اچھی طرح متصل ہو سکیں۔ غرضیکہ یہ تمام اتصال اور جسم کی ترکیب اس حکمت سے قدرت نے بنائی ہے کہ انسانی ارادہ کرنے پر ادنیٰ سی حرکت سے اپنے جسم سے حسب منشاء کام لے سکے۔

انسان کا سر ۵۵ ہڈیوں سے مرکب ہے

اور تمام ہڈیاں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ سب کی شکلیں جدا جدا ہیں پھر قدرت نے ان تمام مختلف اشکال کی ہڈیوں کو اس کی حکمت سے مرکب کیا ہے کہ مکمل کروی شکل بن گئی ہے۔

چھ ہڈیاں کھوپڑی کے حصہ میں ہیں۔ ۲۴ اوپر کے جبڑے میں اور ۲ نیچے کے جبڑے میں باقی دانت ہیں جنہیں قدرت نے چوڑا بنایا ہے تاکہ پیسنے کا کام دیں بعض تیز کہ کاٹنے اور توڑنے میں کام آئیں گردن کو قدرت نے سر کے نے مرکز بنایا ہے۔ اور اس میں سات گول خول (کھوکھلے) مہرے ہیں جو ایک دوسرے پر قائم ہیں۔ ان میں جو حکمتیں خدا نے رکھی ہیں اگر ان کو بیان کیا جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے۔

گردن کے زیریں حصہ کو پشت پر قائم کیا ہے اور اسطرح کہ چوبیس مہرے سلسلہ بہ سلسلہ کی ہڈی تک پہنچتے ہیں سرین میں تین اور ہڈیاں ہیں اور پشت کی ہڈیوں کو نیچے کی طرف سے دم والی ہڈی سے جوڑا گیا ہے جس کو عصعص کہتے ہیں۔ جو خود بھی تین مختلف ہڈیوں سے مرکب ہے۔

پشت کی ہڈی کو سینے، شانے، ہاتھ، پیڑو، سرین، ران، پنڈلیوں وغیرہ سے بڑی حکمت سے وابستہ کیا ہے بدن انسانی میں ۲۴۸ ہڈیاں ہیں۔ اس میں وہ چھوٹی چھوٹی ہڈیاں مستثنٰی ہیں جو مفاصل کے خلاء کو بھرنے کے لیے ہوتی

ہے۔

خدا کی قدرت اور اس کی کاریگری پر غور کرو

کہ اس نے منی کے ناپاک قطرہ سے یہ سب کچھ بنایا۔ اس سے خدا کی عظمت اور کمال قدرت کا پتہ چلتا ہے اور جس ترکیب و نظام سے اس نے انسان کی تخلیق کی ہے اس کے خلاف کمی بیشی کا کوئی امکان نہیں۔ ورنہ انسان کے لیے بڑی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اہل بصیرت کے لیے اسمیں بڑی عزت و نصیحت ہے۔

اب ذرا جسم کے اندرونی نظام پر غور کرو۔ ہڈیوں کو حسب ضرورت حرکت میں لانے کے لیے قدرت نے عضلات پیدا کیے ہیں یہ تعداد میں ۵۲۹ ہیں اس کی ترکیب گوشت پٹھے رباطات اور جھلی سے ہے یہ مختلف شکل وصورت کے ہیں اور چھوٹے، بڑے، پتلے حسب موقع اور حسب ضرورت بنائے گئے ہیں۔ ۲۴ عضلات جو آنکھوں اور پلکوں کی مختلف حرکات کا کام دیتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی کم ہو جائے تو آنکھ کا نظام فاسد ہو جائے۔

اسی طرح ہر ہر عضو کے مناسب عضلات ہیں جو اس کی مناسبت سے چھوٹے اور بڑے ہیں۔

اب اعصاب پٹھے عروق رگیں اور وہ شرائین کے پیدا ہونے کے مقامات اور ان کی تشریحات اس سے کہیں زیادہ حیرت ناک ہے پھر ان میں خدا

نے جو جو صفات وخصوصیات ودیعت کی ہیں جن کو ہم اپنے حواس سے نہیں معلوم کر سکتے۔

انسان کی تخلیق کی صورت

اس کی تخلیقی صورت اور دیگر حیوانات سے امتیازی شرافت واعزاز پر نظر کرو۔ کہ خدا نے اس کو سیدھا بنایا۔ کہ بیٹھنے میں بھی اس کی یہ بہتر صورت قائم ہے۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے کاموں کو کرتا ہے اس کو دوسرے جانوروں کی طرح سے اوندھا الٹا نہیں بنایا اگر اس کو الٹا اور اوندھا بنایا جاتا تو پھر وہ اپنے کاموں کو آسانی سے انجام نہیں دے سکتا تھا۔

مجموعی حیثیت سے انسان پر نظر کرو۔ اور اس کے ظاہری و باطنی نظام کو دیکھو تو قدرت کا کمال حکمت اور اس کی کبریائی کا حیرتناک نمونہ ہے انسان کے اعضاء کو کامل بنایا۔ کہ غذا کی ایک خاص مقدار کھانے سے اس کو قوت حاصل ہوتی ہے لیکن ان اعضاء کے لیے بھی قدرت نے ایک حد مقرر کر دی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا بلکہ غذا کی غیر معمولی زیادتی سے اعضاء انسانی بھی معمول سے زیادہ طویل عریض اور فربہ ہو جاتے تو پھر نقل وحرکت میں بڑی رکاوٹ ہوتی۔ اور اس طرح سے وہ جسم عضو معطل ہو جاتا اپنے کاموں کو انجام نہ دے سکتا یہ خدا کا بڑا احسان اور اس کا انعام ہے کہ اس نے انسان پر اپنی خاص رحمت سے اس کے لیے ہر چیز کو موزوں اور مناسب رکھا ورنہ مکان ولباس وغذا سب ہی چیزوں میں اس کے

لیے دشواریاں پیدا ہوتیں۔ جب ہم ایک انسان میں فکر کرتے ہیں کہ ایک قطرہ سے اس نے انسان کو کس طرح بنایا اور اس میں کیسے کیسے فطرت کے شاہکار ہیں تو پھر آسمان و زمین سورج چاند ستارے وغیرہ ہزاروں مخلوقات الٰہی ہیں قدرت نے ان سب میں کیسی کیسی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ کی ہیں۔ ان کی وضع قطع ان کی مختلف شکل وصورت ان کا ایک دوسرے سے ممتاز ہونا شارق و مغارب کا متفاوت ہونا یہ سب کچھ اس کی قدرت کی بڑی نشانیاں ہیں۔ اور یہ دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ آسمان و زمین کا ایک ذرہ بھی اس کی حکمت و مصلحت اور فائدہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر ذرہ میں خدا کی بیشمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ جنکو ہم سمجھ بھی نہیں سکتے۔

ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

خدا نے اپنے اس قول میں ہمیں متنبہ کیا ہے۔

انتم اشد خلقا ام السماء بنها رفع سمکها فسوھا (النزعت ۲۷، ۲۸)	کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل یا آسمانوں کا، اللہ نے اسے بنایا اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا۔

(کنزالایمان)

اگر دنیا کے تمام انسان و جنات جمع ہو کر اپنی پوری قوت سے یہ چاہیں کہ خلقہ سے حیات یا قوت جامعہ یا باصرہ بخشدیں تو یہ ان کے لیے ناممکن ہے۔

صرف یہ اسی کی قدرت ہے کہ اس نے کس طرح سے ان کو رحم مادر میں پرورش کیا۔ اسکو شکل عطا کی اس کو شکل عطا کیا اس کو خاص اور مناسب اندازہ کے ساتھ بنایا۔ اس کو مناسب اور متشابہ اجزاء عطا فرمائے اور ایک جز کو دوسرے میں کس حکمت سے منتقل فرمایا۔ جسم میں ہڈیاں بنائیں اعضاء کی مناسب موزوں شکلیں بنائیں۔ عروق اعصاب کو ترتیب دیا ان کے ظاہر و باطن میں حسن تدبیر سے غذا کے لیے راستے بنائے تاکہ ان کا بقاء و قیام ممکن ہو اور جسم انسانی کے بقاء تک اعضاء میں قوت باقی رہے جسم کے اندر کس طرح سے قلب و جگر، معدہ، تلی، پھیپھڑہ، رحم، مثانہ، آنتیں ان تمام چیزوں کو مخصوص مناسب شکل میں اپنے اپنے مقام پر کس طرح سے رکھا کہ ہر ایک اپنی جگہ پر اپنا کام جاری رکھے اور بدن انسانی کے قیام وبقاء کا سبب بنے۔

معدہ کو غذا کے پکنے کے لیے مضبوط اور عمدہ قسم کے اعصاب سے بنایا کہ غذا کے پختہ کرنے کا کام اس سے لیا جاتا ہے۔ معدہ میں غذا کے ہضم اور پکنے میں سہولت کے پیش نظر غذا کو منہ میں ڈاڑھوں کے ذریعہ باریک کر دیا کہ معدہ پر زیادہ بار نہ ہو جگر کو اس کام پر مامور کیا کہ غذا کے صالح عنصر سے خون تیار کرے۔ اور ہر ہر عضو کو اس سے غذا پہنچائے۔

تلی پتہ گردوں کو جگر کی خدمت کے لیے بنایا تلی کا کام یہ ہے کہ وہ سودا (خون کے جلے ہوئے اجزاء) کو حاصل کرے، مرارہ پتہ صفراوی اجزاء کو علیحدہ کرے۔ گردے مائی اجزاء کو حاصل کریں اور مثانہ میں جمع کریں۔ گویا مثانہ

کا کام یہ ہے کہ وہ گردوں سے مالی اجزاء کو اپنی طرف جذب کر کے پیشاب کی راہ باہر نکال دے۔ عروق اور جگر خون کو جسم کے تمام حصوں میں پہنچانے میں مدد دیتے ہیں۔ اور خون کا جوہر (خالص خون) جو گوشت کے جوہر سے زیادہ لطیف اور صالح ہوتا ہے۔ اس جگر میں محفوظ ہے اور حسب ضرورت جسم کے حصوں میں تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ خدا کی بڑی حکمت ہے کہ اس نے اپنی قدرت کا ایسا نظام قائم کیا ہے جس کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور اس کی تمام تفصیلات و تشریحات کو سمجھنا اور بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں رحم کی تخلیق اور اس میں بچہ کی پرورش اور ضرورت پر اسکو غذا کا پہلو پہنچانا یہ سب کچھ اس کے کمال و حکمت کی دلیل ہے پھر اولاد کی محبت کو ماں کے قلب میں پیدا کرنا جو بچہ کی پرورش کا سبب ہے یہ محبت ہی ہے جو ماں بچہ پر ہزار جان سے قربان ہوتی ہے تکلیف اٹھاتی ہے مگر بچہ کو آرام پہنچاتی ہے اگر قدرت قلب میں بچہ کی محبت پیدا نہ فرماتی تو ماں اتنی تکلیفیں برداشت نہ کرتی اور شدت تکلیف سے بچہ سے نفرت پیدا ہو جاتی جب بچہ کا جسم بڑا ہو جاتا ہے اعضاء قوی ہو جاتے ہیں بدن میں قوت اور طاقت آجاتی ہے تو اب اس کو قدرت دانت عطا کرتی ہے اور اب اس کی غذا دودھ کے بجائے دوسری اشیاء ہوتی ہے کیونکہ اب وہ غذا بھی کھا سکتا ہے جس کے لیے وہ دانتوں کے کام لے۔ اس طرح سے بچہ میں رفتہ رفتہ عقل و شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے جب اس میں عقل و شعور کامل ہو۔

بچے میں عقل تدریجی طور پر آتی ہے

قدرت کی اس حکمت پر نظر کرو کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو محض جاہل ہوتا ہے نہ اس میں عقل ہوتی ہے نہ ہوش نہ اچھے برے کی تمیز پھر تدریجی طور پر قدرت یہ ساری قوتیں اسکو بخشتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا بلکہ بچہ میں ولادت کے وقت عقل و شعور ہوتا تو دنیا میں اس وجود ظاہری کے بعد وہ ان تمام چیزوں کو دیکھ کر سخت تعجب کرتا جن کو اس نے اس سے پہلے نہیں دیکھا اور پھر اپنی حالت پر نظر کرتا۔ کس کس طرح سے اسکو کپڑوں میں گودوں میں جھولے میں اٹھایا جاتا ہے۔ اور یقیناً اپنے نرم و نازک جسم کے رکھنے کی وجہ سے اس کا محتاج ہے۔ پھر وہ ہزاروں باتوں پر اعتراضات کرتا اور ممکن ہے وہ اپنے وجود سے ہی انکار کر دیتا۔ کہ کیوں کر وہ ۹ مہینے رحم مادر میں رہ کر پرورش پاتا ہے اور بچہ پر جو شفقت و پیار آتا ہے اس کی ان حرکات کی وجہ سے اس میں کمی ہوتی۔ اور لوگ اسکو زیادہ نہیں چاہتے پس حکمت کا تقاضہ یہی تھا کہ بچہ میں یہ چیزیں آہستہ آہستہ آئیں تاکہ وہ آہستہ آہستہ دنیا میں ہر چیز کو سمجھ سکے اور تدریجاً اس کو استعمال کرنا سیکھے قدرت نے ہر چیز کو کمال و حکمت سے پیدا فرمایا ہے۔ اسکو خطا و صواب میں تمیز دی اور جوں جوں بڑا ہوتا ہے اس میں ایسے دواعی پیدا فرماتا ہے جو تناسل و توالد کا سبب ہیں۔ اس کے چہرے پر بال نکلتے ہیں تاکہ بچوں اور عورتوں سے ممتاز ہو۔ اسکو شباب کا حسن عطا ہوتا ہے۔ جب بڑھاپا غالب ہوتا ہے تو چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔

لڑکی ہونے کی صورت میں قدرت اس کے چہرے کو بالوں سے صاف رکھتی ہے۔ تاکہ اس کے چہرے کی نزاکت وحسن ظاہر ہو اور مردوں کے لیے یہ جاذب نظر ہو کہ بقائے نسل کا راز اس میں مضمر ہے۔

کیا یہ سب کچھ نظام اور کمال قدرت کا شاہکاریوں یہ بے سود اور بے غرض ہے اور کیا عقل اس کو باور کرتی ہے۔ کہ جس شے کو قدرت نے ان گوناگوں ترکیبوں اور حکمتوں سے تیار کیا ہو اس کو مہمل یوں ہی چھوڑا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یقیناً کوئی اعلیٰ مقصد ہے جو اس کی تخلیق میں پوشیدہ ہے جس وقت بچہ رحم مادر میں ہو اگر اس کو خون کی صالح غذا نہ پہنچے تو وہ خشک ہو کر ہلاک نہ ہو جائے گا۔ جس طرح کہ نباتات پانی کے نہ ملنے سے سوکھ کر ہلاک ہو جاتی ہے۔

اگر بچے کی تکمیل کے بعد اگر عورت کو درد بے چین نہ کر دے جو بچہ کے تولد کی دلیل ہے اور بچہ مکمل ہونے کے بعد اپنے وقت پر پیدا نہ ہو تو کیا بچہ رحم میں رہ جانے سے ماں اور بچہ دونوں ہلاک نہ ہو جائیں گے۔

پیدا ہونے کے بعد اگر مناسب غذا دودھ اس کو نہ ملے تو کیا بچہ بھوک و پیاس کی شدت سے ہلاک نہ ہو جائے گا۔

اور اگر وقت پر اس کے دانت نہ نکلیں اور وہ دوسری غذاؤں کو کھانے لگے تو غذا بغیر چبائے کھانے سے بدہضمی کی شکایت پیدا نہ ہو گی اور کیوں کر وہ اس قسم کی چیزوں کو چبائے گا۔ جب کہ منہ میں دانت نہ ہوں گے اور اگر اس کے چہرے پر بال نہ ہوں تو وہ عورتوں اور بچوں ہی میں شمار کیا جائے گا۔ ہیبت جلال اور وقار

وددبہ جو انسان کے لیے بڑے بڑے کاموں میں ضروری ہیں پیدا ہو سکیں گے کیونکر پیدا ہوسکیں گے۔ یہ ساری چیزیں اور نعمتیں اس کو کس نے عطا کیں۔ اس خدا نے ہی انسان کو یہ تمام نعمتیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہیں۔

اس امر میں فکر کرو کہ کیوں کہ انسان کو شہوت جماع پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس کے آلہ تناسل پر نظر کرو کہ وہ کس طرح سے رحم میں نطفہ کو پہنچانے کا سبب ہے اور پھر وہ حرکت جو نطفہ کے خارج کرنے کے مقتضی ہوتی ہے۔ اسی طرح اور دوسری حکمتوں پر نظر کرو۔ اور انسان کے دوسرے اعضاء کو دیکھو اور ہر ہر عضو کے کاموں پر نظر کرو کہ قدرت نے ہر ہر عضو کو کس کس کام اور غرض کے لیے کیا مناسب شکل و صورت میں بنایا ہے۔

آنکھوں کو دیکھنے کیلئے ہاتھوں کو چھونے اور پکڑنے کے لیے پاؤں چلنے اور دوڑنے کے لیے معدہ کو کھانا ہضم کرنے کے لیے جگر کو ہضم کردہ کھانے سے چاروں اخلاط کو چھانٹنے اور حسب ضرورت تقسیم کرنے کے لیے منہ کو بات کرنے اور غذا داخل کرنے کے لیے، جسم کے خاص حصوں کو فضلات خارج کرنے کے لیے غرض کہ جب تم انسان کے جسم میں ہر چیز پر اس طرح فکر کرو گے تو معلوم ہوگا کہ قدرت نے اپنے پورے کمال حکمت کا آئینہ اسکو بنایا ہے۔

غذا کے معدے میں پہنچنے پر غور کرو کہ کس حکمت سے معدہ غذا کو پکاتا ہے— پھر اس کے خالص اور صالح جزو کو جگر کے سپرد کر دیتا ہے باریک باریک عروق کے راستہ سے جو جگر تک جاتی ہیں ان عروق کو اتنا باریک خاص حکمت سے بنایا گیا

ہے کہ ایسا نہ ہو کہ فاسد اور غلیظ مواد جگر تک نہ پہنچ سکے جو فساد کا باعث ہو۔

گویا یہ عروق چھلنی کے قائم مقام ہیں کہ ہضم کئے ہوئے کھانے کو چھان کر ضروری اور صالح ومناسب جزو جگر تک پہچاتی ہیں۔ جگر اس جزو کو خون میں تبدیل کرتا ہے خدا کی حکمت سے وہ غذا اب خون میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور یہاں سے وہ عروق ومنافذ کی راہ تمام بدن میں پہنچتا ہے اور خالص جوہر حاصل کرنے کے بعد جو فاضل اور ردی مادہ بچتا ہے وہ ان اعضاء کی غذا کے لیے بہم پہنچایا جاتا ہے جن کی غذا وہی مادہ ہے گویا کہ جگر ایک اعلیٰ قسم کی ظرف ہے جس میں جسم انسانی کے لیے ہر قسم کی غذا تیار رہتی ہے۔ اور ادھر ادھر منتشر ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔ اور حسب ضرورت اعضاء کو پہنچاتی جاتی ہے۔

کیا تم کو انسان کے تمام جسم میں ایک بھی چیز ایسی نظر آتی ہے جو فضول اور بے کار ہو اور اس کا کوئی مقصد اور اس سے غرض نہ ہو آنکھوں کو خدا نے اشیاء کے ادراک کرنے کے لیے بنایا ہے رنگوں میں تمیز کرنے کیلئے پیدا کیا ہے۔ اگر رنگ ہوتے اور آنکھیں نہ ہوتیں یا آنکھیں رنگوں کو ادراک نہ کرتیں تو ان مختلف رنگوں کے ہونے سے کیا فائدہ تھا۔ جس طرح یہ روشنی جو آنکھوں کی روشنی کے علاوہ ہے آنکھیں کے لیے نہ ہوتیں تو آنکھوں سے کیونکر فائدہ اٹھایا جا سکتا۔ آنکھیں تو اسی وقت کام کرتی ہیں جب کہ روشنی موجود ہو معلوم ہوا کہ روشنی کا وجود اس لیے ہے کہ آنکھیں اس کی مدد سے دیکھنے کا کام لیں۔ رنگوں کا وجود اس لیے ہے کہ آنکھیں ان کو دیکھ کر فائدہ اٹھائیں اور اشیاء میں تمیز کریں۔

کان خدا نے اس لیے بنائے کہ ان کے ذریعہ آواز سنیں۔ اگر آوازیں ہوتیں اور کان میں ان کے سننے اور ادراک کرنے کی قوت نہ ہوتی تو پھر آوازوں کے وجود سے کیا فائدہ اور غرض ہوتی یہی حال باقی تمام حواس کا ہے حواس اور محسوسات میں ایک ایسا لازمی رابطہ ہے کہ جس کا وجود بغیر حواس کے بے سود اور بے فائدہ ہوتے اور روشنی اور ہوا کا بھی یہی حال ہے اگر روشنی کا وجود نہ ہوتا جن کی بدولت اشیاء دکھائی دیتی ہیں۔ تو پھر حاسہ بصارت غیر مفید ہو جاتا اگر ہوا کا وجود نہ ہوتا جو کان میں آوازوں کو پہنچاتی ہے تو پھر کانوں کے ہونے سے کیا فائدہ پہنچتا۔

بہرے اور نابینا کی مشکلات کا اندازہ کیجئے

بہرے اور نابینائی مشکلات کا اندازہ کیجئے کہ اس کو ان دونوں نعمتوں کی محرومی کی وجہ سے کن کن مشکلات سے دو چار ہونا پڑتا ہے جب وہ چلتا ہے اور قدم اٹھاتا ہے اس کو یہ نہیں معلوم کہ وہ اپنا قدم کس جگہ رکھ رہا ہے آیا کسی مہلک اور خطرناک گڑھے میں اس کا پاؤں جا رہا ہے یا کسی نقصان دینے والے کیڑے یا جانور پر اپنا پیر رکھ رہا ہے نہ اس کو یہ معلوم کہ سامنے کیا ہے۔ جس طرف وہ چل رہا ہے آگے اگر کوئی بڑی مصیبت آ رہی ہے اس سے وہ قطعی بے بہرہ ہے۔ قدرت کی بہت سی نعمتوں سے وہ محروم ہے موجودات کے گونا گوں رنگ اس کے لیے بالکل بے کار ہیں۔

کالا، گورا، سرخ، پیلا سب اس کے لیے برابر ہیں۔

اور جو قوت سماعت سے محروم ہے بہرا ہے وہ تو غریب لذت کلام سے ہی ناواقف ہے آوازوں میں جو ایک لذت اور کشش ہوتی ہے اس سے وہ قطعاً محروم ہے وہ دلکش آواز اور بھدی اور بھونڈی آواز میں کیسا فرق کرسکتا ہے فرق تو جب کرے کہ آوازیں اس کے کان میں پہنچیں وہ تو ان کے تصور تک سے محروم ہے اگر کسی مجمع میں بیٹھا ہے یا کسی شخص سے مخاطب ہے اس کے لیے دونوں برابر ہیں۔ وہ لوگوں میں موجود ہوتے ہوئے بھی غیر حاضر ہے۔ زندہ ہوتے ہوئے اس کی حالت مردوں جیسی ہے۔

تیسرا وہ شخص جو قدرت کی نعمت عقل سے محروم ہے یعنی دیوانہ اور پاگل ہے اس کا درجہ تو جانوروں سے بدتر ہے جانور تو اچھے برے مفید اور غیر مفید میں فرق کر لیتے ہیں۔ لیکن وہ غریب یہ بھی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ عقل سے ہی محروم ہے جس کے ذریعہ اشیاء میں باہم امتیاز کیا جاتا ہے۔ اب تم قدرت کی بخشی ہوئی ان نعمتوں پر نظر کرو جو اعضاء کی شکل میں انسان کو عطا کی گئی ہیں اور ان قوتوں پر نظر کرو جو ان کے اندر قدرت کی طرف سے سامعہ، باصرہ، مدرکہ، ذائقہ وغیرہ عطا ہوئی ہیں جن کی بدولت انسان اپنی زندگی کی جملہ ضروریات کو فراہم کرتا ہے اگر ان میں سے ایک بھی کم ہو جائے تو اس کام میں خلل آجائے اور یہ اس کے لیے بڑا حادثہ ہوگا۔

نعمت کی قدر و قیمت کھونے پر حاصل ہوتی ہے

جو شخص ان میں سے ایک چیز سے بھی محروم کر دیا جائے تو گویا قدرت نے اسکو بڑی آزمائش میں ڈال دیا۔ اور خدا کی نعمت کی قدر و قیمت اس کو اس کے کھونے پر حاصل ہوئی اب وہ اس نعمت کی محرومی پر بجز صبر کے اور کیا کر سکتا ہے بجز اس کے کہ اس محرومی کی وجہ سے جو جو مشکلات سامنے آئیں اسکو صبر و سکون سے برداشت کرے تاکہ آخرت میں خدا اسکو اجر عطا فرمائے۔ اور ان کا نعم البدل بخشے خدا کی قدرت اور اسکی حکمت دیکھو کہ ہر حال میں اس کی رحمت بندوں پر ہے نعمت کے ملنے پر شکر کی صورت میں اور نعمت سے محرومی پر صبر کی صورت میں۔

انسان کے اعضاء پر نظر کرو بعض عضو فرد یعنی ایک ایک ہیں۔ اور بعض زوج یعنی دو دو پھر ان اعضاء کے ان کاموں اور ذمہ داریوں پر نظر کرو جن پر یہ مامور اور متعین ہیں کہ کس کس حکمت اور مصلحت سے قدرت نے یہ اعضاء خلق کیے ہیں ایک سر کو لیجئے کہ اپنے وجود میں تنہا ہے لیکن کتنے حواس اور قوتوں کو اپنے میں لیے ہوئے ہے اگر سر پر ذرا بھی کسی اور چیز کا اضافہ ہو جائے گا۔ تو اس پر بار ہوگا۔ اگر سر بجائے ایک کے دو ہوتے تو ایک کے بات کرنے کی صورت میں دوسرا معطل رہتا۔ اگر دونوں ملکر بات کرتے تو پھر بھی ایک کا وجود بے کار ہوتا۔ اگر ایک سر ایک بات کرتا اور دوسرا سر دوسری جو پہلی سے مختلف ہوتی تو پھر مخالف

کے لیے یہ سمجھنا اور فرق کرنا دشوار ہوتا کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی مراد ہے۔

جسکا ایک ہاتھ بیکار ہوجاتا ہے

بخلاف ہاتھوں کے کہ قدرت نے ۲ ہاتھ دیے ہیں کہ اگر ایک ہاتھ ہوتا تو پھر انسان کو کام کی انجام دہی میں بڑی دشواری ہوتی یقیناً ۲ ہاتھوں کا ہونا ہی عین حکمت ہے۔ جسکا ایک ہاتھ بیکار ہو جاتا ہے اور ایک سے وہ اپنے کاموں کو کرتا ہے اس سے پوچھے کہ اسکو کیسی تکلیف ہے اول تو وہا تنا کام نہیں کرسکتا جو دونوں سالم وتندرست ہاتھوں والا کام کرسکتا ہے پھر جو تکلیف اور صعوبتیں ایک ہاتھ والا محسوس کرتا ہے۔

- اسی طرح دو پاؤں کے ہونے کی حکمت ظاہر ہے کہ اگر اس سے کم ہونے کی صورت میں چلنا ممکن ہی نہ تھا۔

آلات صوت کی ہی ترکیبی پر غور کرو، منہ کو دیکھو وہ بالکل ایک کھڑکی کی طرح ہے آوازوں کے باہر لانے کیلئے زبان ہونٹ دانت حروف کو بنانے کا کام دیتے ہیں۔ منہ میں اگر یہ چیزیں نہ ہوں یا ضائع ہو جائیں پھر دیکھئے کہ بات کرنے میں اس پر کیا گزرتی ہے۔ اور منہ آواز کے باہر لانے کے علاوہ ہوا کو پھیپھڑے تک پہنچانے کا کام بھی انجام دیتا ہے جس سے قلب کو راحت ملتی ہے اگر یہ نبض کا سلسلہ نہ ہو یا کچھ دیر کو روک دیا جائے تو قلب کو بڑی تکلیف

اور اذیت پہنچے گی زبان سے کھانے میں جو مدد ملتی ہے اور دانتوں سے کھانے چبانے اور پینے میں جو امداد ہوتی ہے اور ہونٹ سے کس طرح سے کھانے اور پینے میں مدد ملتی ہے اور منہ کے لیے کس طرح وہ دونوں ہونٹ دروازہ کا کام انجام دیتے ہیں اس تمام بیان سے یہ بخوبی واضح ہو گیا کہ یہ تمام اعضاء انسانی بے شمار فوائد اور مصالح پر مبنی ہیں ان میں ذرا بھی کمی بیشی ہو جائے تو کام میں خلل واقع ہو یہ سب قدرت کے خاص انداز اور تدبیر سے ہے۔

دماغ کی ساخت کیسی حیرت انگیز بنائی

دماغ کو لیجئے۔ اگر اس کو کھولیں تو اس میں ایک دوسرے کو لپٹا ہوا پاؤ گے تاکہ صدمات سے محفوظ رہے اس پر کھوپڑی کا ڈھکن چڑھا ہوا ہے جس پر بالوں کی حفاظت اور زینت کے لیے پیدا کیا ہے تاکہ سردی اور گرمی کے اثر سے محفوظ رہے پس دیکھو قدرت نے دماغ کی حفاظت کے لیے کیا کیا سامان کیا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ دماغ ایک نازک ترین شی ہے اس لیے اس نے اسکو اچھی طرح محفوظ رکھا ہے کہ تمام حواس کے لیے اصل ہے۔ بدون اسکے تمام حواس معطل ہیں۔

قلب کو دیکھو کہ سینہ کے بند صندوق میں کس طرح سے محفوظ ہے اس پر جھلی کا غلاف چڑھا ہوا ہے اس کو ہر چہار طرف سے گوشت اور اعصاب سے مستحکم کیا ہے۔ یہ اعضاء میں اشرف ہے اور بحیثیت بادشاہ کے ہے اس لیے اسکی حفاظت

ایسی ہی ضروری تھی۔

حلق کو دیکھو قدرت نے اس میں دو راستے بنائے ہیں ایک آواز کے آنے کے لیے جسکو حلقوم کہتے ہیں اور جو پھیپھڑے تک پہنچتا ہے۔ دوسرا غذا کے جانے کے لیے جس کا تعلق معدہ سے ہے حلقوم پر ایک پردہ لگا ہے جو کھانے کو آنے سے روکتا ہے۔ پھر پھیپھڑے کو پنکھے کے قائم مقام بنایا کہ قلب کو ہوا پہنچا کر اسکو تازہ دم رکھے اور شدت گرمی اور حبس سے قلب کے کام میں خلل نہ پڑے اور ہوا نہ ملنے سے قلب کی حرکت بند ہو کر انسان کی ہلاکت کا باعث نہ ہو۔ اس لیے اس کے اندر کے حصہ خلا، کو ہوا سے بھرا رکھا ہے۔ تاکہ برابر قلب کو ملتی رہے۔

پیشاب و پاخانہ کے راستوں پر نظر کرو کہ قدرت نے کس حکمت سے ان کے راستے نالیاں بنائی ہیں۔ کہ ضرورت پر کام دیتی ہیں اور بلا ضرورت وہ جاری نہیں ہوتیں ورنہ انسان کی زندگی اس دائمی جریان سے اجیرن بن جاتی اور وہ کسی وقت بھی پاک و طاہر نہ رہ سکتا۔

فخذین رانوں اور سرین کو دیکھو کہ قدرت نے کس طرح ان کو پر گوشت بنایا ہے کہ بیٹھنے میں انسان کو کوئی اذیت اور تکلیف نہیں ہوتی جیسے کہ کمزور اور دبلا پتلا انسان جس کے جسم پر گوشت کم ہوتا ہے اور رانیں گوشت سے خالی ہوتی ہیں وہ بیٹھنے میں بڑی تکلیف محسوس کرتا ہے کیوں کہ گوشت کی نرم گدی اس کے نیچے نہیں ہوتی۔

انسان کے آلہ تناسل پر نظر کرو۔ کہ اگر ہر وقت وہ مسترخی ڈھیلا رہتا تو پھر

رحم میں منی کے پہنچانے کی کیا شکل ہوتی ۔ اور اگر ہروقت وہ قائم ہی رہتا تو کام کرنے میں چلنے پھرنے میں بڑی دشواری ہوتی اس لیے قدرت نے اس کو ایسا بنایا ہے کہ ضرورت کے وقت وہ قائم وسیدھا ہوتا ہے اور بلاضرورت وہ نرم اور چھوٹا ہوکر کالعدم ہو جاتا ہے گویا کہ وہ موجود نہیں ہے اور اس میں کبھی شہوت پیدا نہیں ہوتی ۔

مکان کے حصوں میں بیت الخلاء تمام حصوں سے زیادہ پردہ اور سکون کا مقام ہوتا ہے ۔ کیونکہ انسان وہاں جاکر فطری تقاضے یعنی قضائے حاجت کر کے اس اضطراب اور گھبراہٹ کو رفع کرتا ہے جو قضائے حاجت سے قبل اسکو لاحق تھی اور وہاں وہ برہنہ ہوکر بیٹھتا ہے ۔ قدرت کے کمال حسن تدبیر سے اس کا وہ مقام (مخرج براز) جسم میں انتہائی پوشیدہ جگہ پر بنایا پھر دونوں طرف پر گوشت رانوں سے اس کا اوبھی پردہ کر دیا گویا وہ برہنہ ہوتے ہوئے بھی ایک حد تک ڈھکا ہوا ہے ۔

بالوں کو مناسب جگہ پیدا کرنے کی حکمت

بالوں اور ناخون کی پیدائش پر غور کرو جو بڑھتے رہتے ہیں ان کے تراشنے میں بڑی مصلحت ہے پھر ان بالوں اور ناخنوں کو بے حس بنایا کہ تراشنے میں انسان کو اذیت نہ ہو ۔ ورنہ دو صورتوں میں سے ایک لازمی ہے یا تو ان کو اذیت کے خوف سے یوں ہی اپنی حالت پر چھوڑا رہنے دیتا اور حد سے زیادہ بڑھ جائے

پر اس کی شکل وحشیوں جیسی بدنما ہو جاتی یا پھر ان کو تراشتا اور مناسب مقدار میں ان کو کرتا تو تراشنے کی اذیت کو محسوس کرتا۔

پھر بالوں کے اگنے کے مقامات پر غور کرو اگر آنکھ کے اندر بھی بال اگتے تو پھر انسان اسکی وجہ سے اندھا ہو جاتا کیونکہ آنکھ جیسی نازک ولطیف شے اس کو کیونکر برداشت کرتی۔ اور اگر منہ کے اندر بال ہوتے تو کھانے پینے میں جو اذیت ہوتی ظاہر ہے کہ انسان پر کھانے پینے کا لطف حرام ہو جاتا۔ اسی طرح اگر ہاتھ کی ہتھیلی میں بال ہوا کرتے تو چھونے اور پکڑنے کی لذت سے انسان محروم ہو جاتا۔ اور بہت سے کام کرنے میں وہ مانع ہوتے اسی طرح اگر بال اندرون فرج (شرمگاہ) میں ہوتے تو لذت جماع سے انسان محروم ہوتا پس ان باتوں سے خدا کی قدرت کا اندازہ کرو۔ کہ اس نے کس طرح ہر چیز کو اپنے صحیح مقام پر رکھا ہے اور انسان کو لذت وآرام کے مواقع دیئے ہیں اور بے محل اشیاء کو نہیں رکھا کہ انسان کا عیش وآرام منغض ہو جاتا۔

انسان کی جسمانی ضروریات

پھر اس پر غور کرو کہ قدرت نے انسان کے اندر کھانے پینے سونے اور جماع کرنے کی ضرورتوں کو پیدا فرمایا ہے اور اس کے اظہار کے کیسے دواعی اور محرکات بنائے۔

بھوک و پیاس کھانے پینے کی طلب کے محرکات ہیں اور کھانا پینا یقیناً

انسان کی زندگی کے لیے ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ہوا پانی۔

سونا اور نیند کا آنا یہ بھی انسان کے لیے طبعی طور پر ضروری ہے اس کے بغیر بدن انسنی کو راحت و آرام اور قوتوں میں از ہو نو تازہ حیات نہیں ہو سکی تا وقتیکہ انسان کچھ دیر سوئے نہیں تا کہ پھر تازہ دم ہو سکے۔

انسانی جسم میں خواہش جماع کیوں رکھی گئی

خواہش جماع کا ہونا جماع و محبت کے لیے دواعی و محرکات سے ہے جو نسل و بقائے نسل کے لیے انتہائی ضروری ہے انسان کی طبیعت میں محرکات و دواعی کا ہونا از بس ضروری ہے۔ اگر یہ محرکات نہ ہوں تو انسان بسا اوقات دوسرے مشاغل میں رہ کر ان ضروری چیزوں سے بے پرواہ اور غافل رہے اور اس طرح اسکی قوت جسمانی کمزور ہو کر ان میں سستی آجائے اور پھر یہ ہلاکت کا باعث ہو۔

اسی طرح اگر جماع محض حصول اولاد کی خاطر ہوتا تو نسل منقطع ہو جاتی۔ کیوں کہ بہت سے ایسے عوارض ہیں جن کی وجہ سے وہ اس طرف توجہ نہ کرتا اور یہ بے توجہی انقطاع نسل کا موجب ہوتی پس قدرت کی اس حکمت پر نظر کرو کہ اس نے انسانی طبیعت میں ان خواہشات کو اس طرح ودیعت کیا ہے کہ انسان جماع کے لیے مضطر ہوتا ہے اور پھر اس سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

بدن کی ترتیب وترکیب کو دیکھو

بدن کی ترتیب و ترکیب کو دیکھو کہ بدن بمنزلہ دار الملک اور دار السلطنت کے ہے جس میں نوکر خدمت گار اپنے اپنے کام پر حاضر ہیں ایک کے سپرد ایک خدمت ہے تو دوسرا اسکی امداد کے لیے حاضر ہے گھر میں ذرا گندگی اور متعفن مادہ پیدا ہوا فوراً خادم نے اسکو باہر نکال کر پھینک دیا کہ مکان صاف ستھرا رہے یوں سمجھو کہ اس مثال میں بادشاہ تو وہ خالق ہے جس نے ان تمام اشیاء کو پیدا فرمایا ہے اور بدن انسانی بمنزلہ مکان کے ہے اور اعضاء ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ یہ سب بمنزلہ خدام کے ہیں اور عقل وعقط وغضب وغیرہ۔ یہ سب قوم کی جگہ ہیں ۔ کہ اگر مذکرہ بالا میں سے ایک بھی کم ہو جائے تو پھر نظام جسم خراب ہو جائے اور لینا، دینا، دیکھنا، چلنا، پھرنا حفاظت وغیرہ ان تمام کاموں میں حرج ہو جائے نہ راستہ کو پہچان سکے نہ علم سے فائدہ اٹھا سکے نہ نفع حاصل کر سکے نہ نقصان سے اپنے آپ کو بچا سکے نہ اپنی تحریر سے فائدہ اٹھا سکے نہ گزشتہ واقعات سے عبرت حاصل کر سکے یہ تمام دشواریاں کسی ایک چیز کے نہ ہونے سے پیش آسکتی ہیں ۔ پھر ان تمام نعمتوں پر نظر کرو جو خدا نے دے رکھی ہیں ۔ اگر وہ سب معدوم ہو جائیں ۔ تو پھر انسان کا وجود ہی معطل ہو جائے اس سے خدا کے فضل واحسان کا اندازہ کرو ۔ اور پھر اسکی حکمت عملی پر غور کرو۔ (واما بنعمة ربک فحدث)۔

قوت حافظہ یقیناً بڑی نعمت الٰہی ہے

لیکن نسیان (بھول) یہ بھی خدا کی بڑی نعمت ہے اور بڑی حکمت اس میں پوشیدہ ہے اگر انسان میں بھول و چوک کا مادہ نہ ہوتا تو انسان ہر وقت رنج و غم میں مبتلا رہتا اور پھر اس کرب والم سے اس کی جان پر بن جاتی وہ آفات و مصائب کو ہر وقت ذہن میں یاد رکھتے ہوئے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم رہتا کہ اس حالت میں اس کے لیے کسی سے نفع حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ کیوں کہ رنج و غم سے اس کی قلبی کیفیت اتنی خراب رہتی کہ وہ اپنی زندگی تک سے بیزار ہو جاتا غالم سے ذرا سی غفلت کی توقع حاسد سے بھول ونسیان کا امکان اور کسی بدخواہ کی طرف سے ادنیٰ سی غفلت ان میں سے کسی کی توقع کا امکان نہ ہوتا پس قدرت کی اس حکمت کو دیکھیے کہ اس نے حفظ ونسیان دو متضاد چیزیں انسان میں جمع کر دی ہیں۔ اور دونوں میں بڑی بڑی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں پھر قدرت کی اس حکمت کی داد دیجئے کہ اس نے انسان میں بعض مخصوص وہ صفتیں دی ہیں جو دیگر حیوانات میں نہیں دیں مثلاً حیاء کا مادہ قدرت نے انسان کو ودیعت کیا ہے اگر حیاء وشرم انسان میں نہ ہوتو انسان گناہ کرنے سے کبھی نہ رکے ضروریات کو پورا نہ کرے مہمان کی خاطر مدارت نہ کرے اچھے کام کرنے کی رغبت نہ ہو برے کام سے اجتناب نہ کرے۔ کیونکہ بہت سے کام انسان لوگوں سے شرم و حیاء کی وجہ سے کرتا ہے امانتوں کو واپس کرتا ہے، والدین کے حقوق ادا کرتا ہے بے حیائی کے

کاموں سے رکتا ہے یہ سب امور حیاء وشرم ہی کے سبب سے انسان کرتا ہے پس ایک حیاء کے ہونے کے فوائد اوراس کے نہ ہونے کے باعث اتنے نقصانات ہیں پس اسی پر دوسری نعمتوں کو قیاس کرو۔

قوت گویائی پر نظر کرو

جس کی بدولت انسان تمام جانوروں سے ممتاز ہے۔جس کے برکت سے اپنے مافی اضمیر کا اظہار کرتا ہے اور دوسرے کو سمجھا دیتا ہے اور دوسرے کے مافی اضمیر کو سمجھ لیتا ہے اگر قدرت نے یہ نعمت نہ بخشی ہوتی تو افہام وتفہیم کیونکر ممکن ہوتا۔

اسی طرح نعمت کتابت پر غور کرو جسکی بدولت آج ہزاروں برس پیشتر کے حالات معلوم کر لیتے ہیں اور ہمارے حالات و واقعات آنے والوں کو صدیوں تک معلوم ہوتے رہیں گے۔اس کی برکت سے ہمارے علوم آداب معاملات حساب وکتاب سب کچھ کتابوں میں محفوظ ہیں۔بھول جائیں تو کتابت کو دیکھ کر یاد کرلیں اگر کتابت کی نعمت قدرت سے ہم کو نہ ملتی تو ہم اپنے سے قبل کے زمانے کے حالات سے قطعاً ناواقف رہتے اور علوم وفنون سب ضائع ہو جاتے بلکہ اخلاق وآداب اورفضائل سب ہی نعمتوں سے یکسر ہم محروم ہو جاتے اور معاملات میں بڑی دشواری پیدا ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ کلام وکتابت یہ انسان کے لیے کسی چیزیں

ہیں یہ امور طبیعہ میں سے نہیں ہیں اور اس لیے عربی، ہندی، رومی خطوط میں ہم بین اختلافات پاتے ہیں اور یہی حال کلام کا ہے کہ یہ ایک اصطلاحی چیز ہے اسمیں بھی اختلاف کا ہونا یقینی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا مقصد کتابت سے ملکہ کتابت ہے یعنی خدا کی بخشی ہوئی وہ قدرت جو اس نے انسان کو ہاتھوں میں انگلیوں میں ہتھلیوں میں بخشی ہے اور ذہن وفکر کو عطا ہوتی ہے اس میں کسب کا کوئی دخل نہیں۔

اسی طرح اگر زبان اور قوت نطق اور اس میں ذہن وفکر کی ترکیب نہ ہوتی تو انسان ساری عمر کبھی نہیں بول سکتا تھا پس خدا کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اس نے ایسی مفید اور کام کی چیزیں انسان کو عطا فرمائیں پھر قوت غضب پر نظر کرو جو قدرت نے انسان میں ودیعت رکھی ہے جسکی وجہ سے موذی اور نقصان دہ اشیاء کو دفع کرتا ہے اور مادہ حسد کی وجہ سے منفعت کرتا ہے مگر قدرت نے انسان کو ان دونوں قوتوں میں معتدل رہنے پر مامور فرمادیا ہے۔ کہ ان میں سے کسی چیز میں بھی اگر تجاوز کرے گا تو پھر شیطانی صفات یقیناً اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور شیطانی درجہ اور رتبہ اسکو حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لیے غضب کی حالت میں اس پر لازم ہے کہ دفع شر میں وہ بہت تدبر سے کام لے اور حسد کے وقت وہ ضبط کو کام میں لائے کیونکہ حسد میں دوسروں کی نعمت کے زوال اور خود کو کامران ہونے کی خواہش ہوتی ہے اور غبط میں زوال نعمت دوسروں سے نہیں ہوتا محض حصول مشابہت اور مماثلت مقصود ہوتا ہے۔

قدرت نے کمال حکمت سے انسان کو بعض مفید چیزیں عطا کیں اور بعض چیزوں سے باز رکھا ہے۔

انسان میں قدرت نے امید اور تمنا کا مادہ عطا کیا

اس میں بھی انسان کی فلاح اور مصلحت ہے۔ مثلاً انسان میں قدرت نے امید اور تمنا کا مادہ عطا کیا۔ جسکی وجہ سے دنیا کی آبادی اور تناسل کا سلسلہ قائم دائم ہے۔ اس کی بدولت کمزور اور غریب طبقہ کے لوگ طاقتور اور دولت مند طبقہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں بڑے بڑے بااختیار لوگ دنیا کو آباد کرتے ہیں اور ان کی اس تعمیری کوششوں سے کمزور طبقہ کے لوگوں کو ضمناً بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

انسان بہر حال تخلیقی طور پر کمزور پیدا ہوا ہے۔ اگر وہ گذری ہوئی قوم کے بنائے ہوئے مکانات اور تعمیری چیزوں کو نہ دیکھتے تو نہ تو اس کے رہنے کے لیے کوئی مکان ہوتا اور نہ اس کے پاس ایسا آلہ اور سامان ہو جس کے ذریعہ وہ اپنی ضرورت کی چیزیں از سر نو تعمیر کرے۔ گویا یہ قوت امل (آرزو) موجودہ لوگوں کے لیے عمل کا پیش خیمہ ہے کہ ان کو عملی دنیا میں سرگرم، پیدا ہوتی ہے۔ آنے والوں کے لیے یہ لوگ ایسی بے شمار چیزیں چھوڑ جائیں گے جن سے وہ فائدہ اٹھائیں گے اور قیامت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری اور ساری رہے گا یہ سب اس (آرزو) برکتیں ہیں۔

بعض چیزوں سے انسان کو مصلحتاً قدرت نے باز رکھا مثلاً اس کی ساری عمر کی مدت اور اسکی موت کا علم۔

عمر کی مدت اور اسکی موت کا علم

اگر انسان کو اپنی عمر معلوم ہوتی اور وہ عمر کم ہوتی تو پھر اس کو زندگی میں کوئی مزہ نہ آتا۔ اور دنیا کے کاموں میں کوئی حصہ نہ لیتا۔ حتیٰ کہ دجود نسل اور تعمیر میں وہ ذرا بھی جدوجہد نہ کرتا۔ اور اگر مدت عمر دراز ہوتی اور اس کو معلوم ہوتا تو وہ خواہشات کا بندہ بن جاتا اور حدود سے تجاوز کرتا۔ اور بڑی مہلکات میں گھس پڑتا اس لیے کہ عمر کی مدت اس کو معلوم ہوتی تو وہ اپنی مدت کا خیال بھی دل میں نہ لاتا۔ اب کیونکہ قدرت نے اس کو اس سلسلہ میں قطعاً ناواقف رکھا ہے تاکہ ہر وقت اس کو موت کا کھٹکا لگا رہے اور خواہشات میں پڑنے سے خدا کا خوف اور پھر موت کا ڈر بھی پیدا ہو اور موت سے پہلے نیکیوں کے ذخیرہ کرنے کا خیال دل میں رہے۔

انسان کے لیے مختلف نعمتیں

انسان جن جن چیزوں سے نفع اٹھاتا ہے ان پر نظر کرو۔ قدرت نے اس میں کیا کیا حکمتیں اور مصلحتیں رکھی ہیں اور کیسی لذتیں اور ذائقے قدرت نے کھانوں میں پیدا کیے ہیں قسم قسم کے کھانے اور ان میں الگ الگ مزے طرح

طرح کے پھل ان کے مختلف رنگ ان کی خوشبو کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے سواریوں پر نظر کرو ان کے اقسام کو دیکھو ان سے کیا کیا آرام اور فائدے حاصل ہوتے ہیں قسم قسم کے پرندے اور ان کی بولیاں سنو ان کی دلکش آوازیں اور سریلے نغمے ان کو سن کر انسان مست ہوتا ہے سکے اور نقود پر نظر کرو کہ ان کے ذریعہ سے انسان اپنی ضروریات کو کیوں کر پورا کرتا ہے جڑی بوٹیوں کو دیکھو انسان اپنی تندرستی اور قوت کے لیے ان سے کیا کیا فائدے حاصل کرتا ہے کھانے کے جانوروں پر غور کرو ان کے گوشت میں خدا نے کیسی لذت بنائی ہے پھر ان جانوروں سے کھیتی باڑی میں کس طرح کام لیا جاتا ہے۔ آب پاشی کے لیے ان کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر پھولوں کو دیکھو ان میں کیسی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے ان سے کیسے کیسے تیل اور عطر نکالے جاتے ہیں پھر انسان اس کو جسم اور لباس پر لگا کر محفلوں اور مجلسوں میں شریک ہوتا ہے مختلف رنگ کے لباس اور کپڑوں کو دیکھو پھر موسم کے اعتبار سے ان لباسوں کی اقسام پر نظر کرو۔ قدرت نے انسان کو عقل و سمجھ عطا فرمائی اور ان چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع عطا کیا ہے قدرت کی کیسی کاریگری ہے کیسی کیسی عجائبات ان میں پوشیدہ ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، محنت اور کوشش کے سلسلہ میں قدرت نے انسان کو مختلف طبیعتیں اور ضرورتوں کا حامل بنایا ایک انسان ایک چیز سے ایک فائدہ اٹھاتا ہے دوسرا اسی چیز سے دوسرا فائدہ اٹھاتا ہے اسی کوشش کی بدولت ایک دولتمند ہے اور دوسرا فقیر۔ دولتمند کا سبب ہے لوگوں محنت اور کوشش کے اختلاف کی مثال ایک کم سن بچے کی سی ہے کہ

بسا اوقات وہ نادانی اور ناسمجھی کی وجہ سے ایسی چیزوں میں مشغول ہو جاتا ہے۔

جو اس کو نقصان پہنچاتی ہیں اور ان چیزوں میں منہمک ہو جاتا ہے کہ اس سے علیحدہ کرنا ایک مصیبت ہو جاتا ہے۔

دنیا کی چیزوں میں بے شمار حکمتیں اور لطائف ہیں۔ ان کو شمار کرنا اور ایک ایک چیز کو تفصیل سے بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں اور نہ انسان ہر چیز کے وجود کی حقیقت و حکمت اور اس کی کنہ کو پہنچ سکتا ہے۔ مخلوقات کی جملہ حکمتیں اور مصلحتیں اس حکیم مطلق کو ہی معلوم ہیں جس کی رحمت عام ہے اور جس کا علم وسیع اور ہر شی کو محیط ہے۔

❁❁❁❁❁❁

انسان اشرف المخلوقات ہے

قدرت نے انسان کو بڑا اشرف و مرتبہ عطا کیا ہے جو دوسری مخلوقات کو نہیں دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔

ولقد کرمنا بنی آدم وحملنهم فی البر والبحر ورزقنهم من الطیبات وفضلنهم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا.

(بنی اسرائیل: ۷۰)

اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت سے مخلوق سے افضل کیا۔ (کنز الایمان)

یہ شرف و عزت انسان کو قوت ادراک اور عقل و شعور کی بدولت ملا ہے جس سے دوسرے حیوانات محروم ہیں۔ اور انسان اس عقل ہی کی بدولت ممتاز ہے اسی کی بدولت وہ ملا اعلیٰ سے قریب تر ہے اسی کی برکت سے وہ کائنات و مصنوعات میں غور و فکر کر کے خالق کی معرفت و قدرت کو پہچانتا ہے خود اپنی ہستی اور وجود پر نظر کر کے خدا کی حکمت و قدرت کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ خدا نے کلام پاک میں فرمایا ہے۔

وفی انفسکم افلا تبصرون.

خود تمہاری ذات میں قدرت کی نشانیاں موجود ہیں تم دیکھتے نہیں ہو۔

انسان جب وہ اپنے وجود اور اصل پر غور کرتا ہے اور نظام جسم پر غور وفکر کرتا ہے اور قدرت کی عطا کردہ حکمتوں اور قوتوں میں تدبر کرتا ہے۔ تو پھر وہ خدا کی عظمت وحکمت کا دل سے اعترافات کر لیتا ہے اس کی کمال تدبیر اور لا ل حکمت کو تسلیم کرتا ہے۔ اسی عقل کی بدولت وہ اچھے برے کھوٹے کھرے مفید ومضر میں تمیز کرتا ہے۔ اس عقل کے وجود کو نہ کسی جسم کی شکل میں محسوس کرتا ہے۔ نہ اس کی بو سونگھتا ہے نہ اسکا ذائقہ چکھتا ہے نہ اس کی مشکل دیکھتا ہے اس کے باوجود اس کے وجود سے انکار نہیں کرسکتا۔ اس کے فیضان برکات سے منکر نہیں ہوسکتا۔ وہ دیکھتا ہے کہ صرف عقل کی طاقت وقوت کی بدولت وہ ہزاروں آنکھوں سے غائب چیزیں کو دیکھ لیتا ہے نہ آنکھوں کی رسائی ہے نہ کانوں کی پہنچ یہ ساری قوتیں جہاں عاجز ہیں وہاں عقل کی قوت وطاقت اپنا کام کرتی ہے آسمان وزمین کے عجائبات ومناظر ان آنکھوں سے پوشیدہ ہیں مگر عقل کے سامنے بے نقاب ہیں۔ قدرت کے وہ مظاہر جوان حواس ظاہری سے مستور ہیں شعور وعقل کے نزدیک سب بے حجاب ہیں اب جتنا علم سے اس کو جلا دو اتنی ہی اس میں نور وروشنی بڑھتی ہے اور پھر آسمان سے ماوراء اوپر کی کائنات اور تحت الثریٰ میں معدنیات ومغیبات سب عقل کے سامنے روشن ظاہر ہوتی جاتی ہے۔

اپنے اعضاء وجوارح پر جب انسان نظر کرتا ہے کہ وہ ارادہ کے ساتھ ہی حرکت میں آجاتے ہیں اور یہ حرکت اتنی سریع ہوتی ہے کہ یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہو جاتا ہے کہ آیا ارادہ اور حرکت دونوں میں مقدم کون ہے اور موخر کون اگرچہ رتبہ

ارادہ مقدم ہوا کرتا ہے مگر قدرت نے جوارح کو انسان کی قوت ارادی کے ایسا تابع و مطیع کر دیا ہے۔ کہ ارادہ کے وجود میں آتے ہی جسم کے اعضاء اس کی فرمانبرداری کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔

اس عقل و شعور اور ادراک کے باوجود انسان اپنی حقیقت کے سمجھنے سے کماحقہ قاصر ہے۔ کبھی وہ اپنے لیے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں اس معاملہ میں قطعاً جاہل ہوں اس کے باوجود وہ بڑے بڑے مشکل و آسان میں کام کرتا ہے اور باریک باریک چیزوں کو سمجھتا ہے کبھی وہ اپنے متعلق جاننے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن وہ ایسی باتیں کر گزرتا ہے کہ انجام وہ نادم و پشیمان ہوتا ہے۔

انسان میں موجود مختلف صلاحیتیں

کبھی کسی چیز کو یاد کرتا ہے لیکن بھول جاتا ہے۔ کسی چیز کو بھلانا چاہتا ہے لیکن بھلا نہیں سکتا۔ چاہتا ہے کہ اپنا وقت عیش و عشرت میں گذارے اور رنج والم کو پاس نہ آنے دے لیکن اچانک ایسے حالات جو اسباب ظاہر ہوتے ہیں کہ اس کی تمام خوشی رنج والم سے بدل جاتی ہے کبھی کسی معاملے میں وہ اپنے آپ کو ہوشیار اور ہر وقت متنبہ رکھنا چاہتا ہے لیکن وہ اس سے غفلت میں ہو جاتا ہے ایک طرف اس کو ہر چیز کو جاننے کا دعویٰ ہے لیکن تجربات سے اس کی جہالت و نادانی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی وہ اپنے کو قطعاً کورا واندھا اور بے بہرہ تصور کرتا ہے لیکن بڑی بڑی تدبیریں اور حکمتیں اس سے صادر ہوتی ہیں جس سے اسکی قابلیت اور علم کا

اندازہ ہوتا ہے پھر بھی وہ اپنی حقیقت سے ناواقف ہی ہے۔ آواز کیوں کر پیدا ہوتی ہے کس طرح نکلتی ہے کہاں تک پہنچتی ہے کلام کے حروف کیونکر مرتب ہو کر ایک بامعنی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اسکی نگاہ کہاں تک کام کرتی ہے۔ کیونکر وہ اپنی آنکھ سے بصارت کا کام لیتا ہے یہ آنکھوں میں نور کس طرح سے اور کہاں سے آتا ہے۔ اور کس طرح وہ اشیاء کو دیکھتا ہے۔ اس کے قلب میں ارادہ کیونکر پیدا ہوتا ہے۔ وجود سے پہلے یہ کہاں تھا وغیرہ وغیرہ ان تمام چیزوں کے علم سے وہ قدرت کے کمال اور اس کی بالغ حکمت کو تسلیم کرتا ہے۔ اگرچہ حقیقت علم سے ابھی تک بے بہرہ ہے۔

قدرت نے انسان میں خواہش پیدا کی

قدرت نے انسان میں خواہش پیدا کی جو اسکی طبیعت کے مناسب ہے اگر وہ خواہش کے استعمال کرنے میں اپنے نور عقل سے کام لے تو وہ مہلکات سے اپنے کو محفوظ رکھ سکتا ہے اور بلند مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے اور اگر اس خواہش کو اغراض نفس کے لیے استعمال کرے تو پھر نور معرفت سے اسکو کوئی حصہ نہیں مل سکتا اور نہ اس امور کو وہ حاصل کر سکتا ہے جن کے حصول پر روز قیامت بڑے اجر ملنے کا وعدہ ہے۔ ثواب وعذاب ان امور کے حصول وعدم حصول اور اس خواہش کے صحیح وغلط استعمال پر موقوف ہے درحقیقت یہ خواہش جو قدرت کی طرف سے انسان کو عطا کی گئی ہے انسان کی عملی زندگی میں ایک موثر آلہ ہے انسان کے

ذہن و دماغ میں قدرت نے جو فکر و تدبر کی قوتیں رکھی ہیں۔ وہ بھی اس خواہش کے بغیر بیکار ہیں حقیقتاً ان سب کا باہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ ایک کے بغیر دوسری اور دوسری کے بغیر پہلی قوت بیکار ہے اور انسان کو پورا فائدہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اسکی تمام قوتیں اعتدال سے کام میں لگی ہوں اور اشیاء کا بدصورت اور اخلاق کا اعلیٰ اور ادنیٰ ہونا اور زمانہ کے ساتھ ان کا مناسب ہونا یہ ساری چیزیں اس پر منحصر ہیں۔

قدرت کے اس احسان کو دیکھو کہ اس نے انسان میں کیسی کیسی مفید اشیاء پیدا فرمائی ہیں ظرف کی قدر و قیمت مظروف سے ہوتی ہے مکان کا رتبہ مکین سے ہی ہوتا ہے جب خدا نے انسان کے قلوب کو اپنی معرفت کا محل بنایا تو اسکا درجہ کتنا بلند ہو گیا۔

آخرت کے گھر کی معرفت کے لیے
نور رسالت کو پیدا کیا

اور کیوں کہ قدرت نے انسان کے لیے مرجع و مرکز اس گھر کے سوا ایک دوسرا گھر تجویز کیا ہے جسکو دار آخرت کہتے ہیں اس گھر کا حال اور علم انسان سے قطعاً مخفی رکھا ہے اس کے علم کے لیے اس نے نور رسالت کو پیدا کیا اور اس نور کی پیدا کی ہوئی روشنی میں انسان پر دار آخرت کے احوال اور کوائف ظاہر ہوتے ہی

اس لیے اس نے انبیاء ورسل دنیا میں بھیجے جن جن کی دو حیثیتیں ہیں خدا کے فرمان برداری کرنے والوں کے لیے وہ بشیر (بشارت خوشخبری دینے والے) ہیں اور اس کی نافرمان بندوں کے حق میں وہ نذیر (ڈرانے والے) ہیں ان انبیاء کی امداد وحی کے ذریعہ سے فرمائی اور وحی کو بھیجنے اور اسکو محفوظ رکھنے کی صلاحیت ان میں پیدا کی انبیاء نے انسانوں کو دنیا کے معاملہ میں مصالح وحکمتوں سے واقف کیا اور آخرت کے متعلق جو مصالح وحکمتیں ہیں ان سے بھی انسان کو آگاہ کیا یہ علم و معرفت جو انسان کو انبیاء ورسل کی معرفت اور ان کی وساطت وتوسل سے حاصل ہوا محض نورِ عقل سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ انبیا کو خدا نے ایسے روشن دلائل اور واضح براہین لے کر بھیجا جن کی وجہ سے انسان کو بجز ایمان واذعان کے چارہ کار نہیں وہ دلائل انبیاء کے ایک ایک حکم اور ایک ایک چیز پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں گویا خدا نے اس طرح سے انسان پر اپنی نعمت کی تکمیل فرمادی۔ اور اب تمام حجت ہو چکا۔ دین و دنیا کی دونوں راہیں اس نے دکھا دیں نجات و ہلاکت کے دونوں راستوں کو واضح کر دیا۔

سعید اللہ پر ایمان لاتا ہے اور شقی تکذیب کرتا ہے

قدرت نے انسان کو کیسا شرف عطا فرمایا اور اس کی نسل کو کیسی عزت بخشی کہ انسان کی نسل سے کیسے کیسے صاحب کمال صاحب فضیلت لوگ ہوئے جن کو قدرت کی طرف نبوت ورسالت جیسے عالی مناصب عطا ہوئے اور انوار وتجلیات

عطا ہوئیں پس جو سعید ہے وہ ایمان لا کر خدا کی نعمتوں کا مظہر اور اس کے احسانات و انعامات کا مستحق ہوتا ہے اور جو شقی ہے وہ ان چیزوں کی تکذیب کر کے ابدی رنج و مصیبت کو خریدتا ہے اور محض دنیا کے حصول کی خاطر وہ اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے۔

اس کے احسانات و انعامات کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا، بلکہ سوتے میں عالم خواب میں کبھی عالم مثال میں ایسی ایسی چیزیں دکھاتا ہے جن سے اس کو ہدایت (رشد حاصل ہوتی ہے۔ کبھی اس خواب کے ذریعہ اس کو کسی کام سے روکنا منظور ہوتا ہے تو اس کو دھمکایا جاتا ہے کبھی کسی کام کی ترغیب و شوق دلانا ہوتا ہے بہرحال ایسے امور جن کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے وہ چاہتا ہے تو کسی ذریعہ سے کچھ علم اپنے کسی خاص بندے کو عطا فرماتا ہے۔ اور یہ اس کی خاص رحمت ہوتی ہے یختص برحمۃ من یشاء

❀❀❀❀❀❀❀

پرندوں کی پیدائش کی حکمتیں

خدا نے فرمایا:۔

الم یرو الی الطیر مسخرات فی جو السمآء ما یمسکھن الا اللہ ان فی ذلک لاٰیت لقوم یومنون

(النحل: ۷۹)

کیا انھوں نے پرندے نہ دیکھے حکم کے باندھے آسمان کی فضا میں انہیں کوئی نہیں روکتا سوائے اللہ کے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو۔

(کنز الایمان)

خدا نے پرندوں کو پیدا کیا اور اپنی حکمت سے ان میں تمام ان چیزوں کو پیدا کیا جو ان کے اڑنے کے مناسب و موافق تھیں۔ انکی ثقیل چیزوں کو نہیں پیدا کیا جو اڑنے کے منافی یا مخل تھیں۔ جن جن چیزوں کی پرندوں کو ضرورت پڑتی وہ سب بنائیں اور اسی طرح سے انکا قوام بنایا۔ ان کی غذا ابتائی اور ہر ہر عضو کے لیے غذا سے مناسب حصہ پہنچایا جو اس حصہ جسم کی غذا بنے عضو کے نرم و سخت اور خشک ہونے کی صورت میں غذا کے اجزاء سے ایسے مناسب اجزاء کو ان عضوؤں کے غذا کے لیے پہنچاتا ہے جو نرم و خشک اور سخت اعضاء کے کام آسکیں۔

پرندوں کو خدا نے ۲ پاؤں دیے، ہاتھ نہیں دیے پاؤں اس لیے کہ وہ چلے پھرے اور زمین سے فائدہ حاصل کر سکے۔ اڑنے میں ان سے مدد لے پاؤں کو

نیچے سے کشادہ بنایا، تا کہ زمین پر اچھی طرح سے قائم رہے پاؤں بھی اسکے نہایت
ہلکے اور پر حکمت بنائے۔ انگلیوں کا کچھ حصہ رقیق و باریک جلد سے بنایا جو ٹانگوں
کی جلد سے ذرا سخت ہے۔ ٹانگوں کی جلد موٹی اور مضبوط بنائی، تا کہ گرمی و سردی
میں ان کو پروں سے ڈھانپنے کی ضرورت نہ ہو اور ٹانگوں کا پروں سے برہنہ ہونا
یہ بڑی حکمت و مصلحت کیونکہ پرندوں کو دانہ چگنے اور پانی پینے میں اور اس کی
طلب میں چلنے میں ضرور ایسے مقامات آتے ہیں جہاں کیچڑ پانی اور گندگی ہو اب
اگر اس کی ٹانگیں پروں سے پر ہوتیں تو پانی اور کیچڑ میں لتھڑ کر بوجھل ہو جاتیں
اور پرندے کے لیے بڑی دشواری ہوتی اس لیے قدرت نے اس کے جسم میں جہا
ں ضروری سمجھا وہاں بالوں اور پروں کو نہیں پیدا کیا تا کہ اس کے اڑنے چلنے
پھرنے میں رکاوٹ نہ ہو پرندوں کو اس نے لمبے لمبے پاؤں والا نہیں بنایا۔ ان کی
گردنوں کو طویل بنایا تا کہ اپنی غذا حاصل کرنے اور دانہ چننے میں مدد ملے، اگر
پاؤں لمبے اور گردن چھوٹی ہوتی تو اس کے لیے جنگلوں میں دانہ چگنا اور سمندر
دریاؤں سے پانی پینا مشکل ہوتا اور اس کو اپنے سینہ کو پانی پینے دانہ چگنے کے لیے
جھکانا پڑتا کبھی وہ اپنی چونچ کی لمبائی سے بھی مدد لیتا ہے تا کہ اس کو مزید آسانی ہو
گردن لمبی ہوتی اور پاؤں چھوٹے ہوتے تو اس کی گردن اس کو وزنی معلوم ہوتی
اور پھر دانہ دنکا چگنے میں یہ آسانی نہ ہوتی۔ خدا نے اس کے سینے کو گول اور اس
طرح ہڈیوں سے اس کو ترتیب دیا ہے کہ وہ ہوا کو اڑنے میں آسانی سے پھاڑ سکتا
ہے اور اسی طرح اس کے کے بازؤں کے سروں کو مدور بنایا ہے، کہ اس کو اڑنے

میں مدد ملے، پھر پرندوں کی انواع واقسام کے لحاظ سے ان کے غذا حاصل کرنے کی رعایت سے ان کی چونچیں چھوٹی، لمبی، تیز، سخت، ٹیڑھی اور سیدھی بنائی ہیں تاکہ دانہ چننے کھودنے توڑنے چیرنے پھاڑنے میں کام دے سکیں۔ بعض چونچوں کو قدرت نے ایسا تیز اور سخت بنایا ہے کہ ان کے ذریعہ سخت سے سخت چیزوں کو وہ توڑ سکیں اور گوشت کو نوچ کر کھا سکیں۔ بعض چونچیں چوڑی اور کنارے دار ہوتی ہیں کہ دانے کو اچھی طرح سے ان پر رکھا جا سکے بعض سیدھی ہوتی ہیں مگر حد اعتدال میں تاکہ وہ سبزی ترکاری پھل وغیرہ کھا سکیں۔ بعض زیادہ لمبی مگر ہڈی کی طرح سخت ہوتی ہیں مگر اندر کے حصہ میں ملائم ہڈی کی طرح نرم ہوتی ہیں اور دانتوں کا کام بھی ان سے لیا جاتا ہے۔

پرندوں کے پروں کو خدا نے لمبا بانس کی طرح سے خول اور ہلکا بنایا تاکہ اڑنے میں ان سے مدد لی جا سکے اور نہایت مضبوطی سے وہ بازوؤں میں لگے ہوتے ہیں کہ رات دن اڑنے سے بھی وہ خراب نہیں ہوتے کیونکہ اڑنے میں نہایت سریع حرکت کرنا پڑتی ہے اس لیے پروں کو نہایت مستحکم بنایا، اور جسم کے لیے سردی اور گرمی سے حفاظت کا ذریعہ بھی بنایا پرندوں کے تمام جسم میں پروں کو پیدا فرمایا کہ سردی و گرمی سے بدن کی حفاظت ہو اور اس سے ان کی زینت وحسن بھی ہو ان پروں میں یہ صفت بھی رکھی کہ مسلسل بھیگنے سے بھی وہ خراب نہ ہوں بلکہ ادنیٰ حرکت سے پانی ان پر سے جھاڑا جا سکے۔ پروں میں سوراخ بھی رکھے کہ ان کی پرورش اور فضلات کے خارج کرنے میں کام آئیں۔

پرندوں کی دم کو اس طرح بنایا کہ اڑنے میں ان سے مدد لی جا سکے اور دائیں بائیں ایک ہی طرف کو پرندے ہوا کے زور سے نہ بہہ جائیں۔ اگر دم نہ ہوتی تو وہ حسب منشاء اور حسب ضرورت اڑنے میں اپنے لیے جہت متعین نہیں کر سکتے تھے۔ گوای کہ یہ دم پروں میں بمنزلہ پاؤں کے ہے جو کشتی میں ہوتے ہیں جن کی مدد سے کشتی کے چلانے میں آسانی ہوتی ہے پرندوں میں طبعی طور پر علیحدہ رہنے کی طبیعت پیدا فرمائی کہ اس سے ان کی حفاظت رہتی ہے۔ اور کیونکہ پرندے بغیر چبائے غذا کو نگلتے ہیں اس لیے بعض چونچوں میں ایسی دھاریں بنائی ہیں کہ گوشت وغیرہ قسم کی چیزوں کو ان کی مدد سے کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں۔ تاکہ ہضم میں سہولت ہو پھر ان کے پوٹوں میں ایسی حرارت پیدا کی کہ وہ سخت سے سخت غذا کو بھی گلا کر قابل ہضم بنا دیتی ہے اور چبانے اور دانتوں کے دوسرے کام سے ان کو بے نیاز کر دیتی ہے اس کا اندازہ تم کو اس سے ہو سکتا ہے کہ پرندوں کے علاوہ ثابت انگور کسی کو کھلا دو تو یوں ہی سالم فضلہ کے ساتھ خارج ہوگا اور پرندوں کو کھلا دو تو وہ پس کر غذا میں ہضم ہو کر خارج ہوگا۔ کیونکہ پرندوں کے پوٹوں میں جو حرارت ہے وہ دوسرے حیوانات میں نہیں پائی جاتی۔

پرندوں کی تخلیق خدا نے اس طرح بنائی

پرندوں کی تخلیق خدا نے اس طرح بنائی کہ وہ انڈے دیتے ہیں، بچے نہیں دیتے جس طرح دوسرے حیوانات تاکہ اڑنے کے کام میں حمل کے بوجھ سے خلل

نہ پڑے ورنہ بچہ پیدا ہونے کی صورت میں جب بچہ حمل کی پوری مدت ختم کر لیتا تو بھاری ہونے کی وجہ سے ماں کے لیے اڑنا مشکل ہوتا، قدرت نے کیسی کیسی حکمتوں اور مصلحتوں سے ہر چیز کو مناسب بنایا ہے۔

کس نے پرندوں کو یہ سبق دیا کہ وہ انڈوں پر بیٹھیں ان کو لے کر گرمی پہنچائیں کس نے ان کو یہ تعلیم دی کہ دانے کو پہلے خود اپنے منہ میں رکھیں اور جب وہ نرم ہو جائے تو اپنے بچوں کو کھلائیں اور جب تک بچے غذا کے قابل نہ ہوں خالی ہوا سے ان کے پیٹ کو بھرتے رہیں۔

پرندے اپنے بچوں کی پرورش کتنی محنت سے کرتے ہیں

دیکھو پرندے اپنے بچوں کی پرورش اور داشت میں کیسی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں حالانکہ انسان کی طرح سے نہ تو پرندوں میں سمجھ وعقل ہوتی ہے نہ وہ دور اندیشی اور سوجھ بوجھ ہوتی ہے جو خدا نے انسان کو عطا کی ہے اور پرندے اپنے بچوں سے اس طرح توقعات اور امیدیں بھی نہیں رکھتے جو انسان اپنی اولاد سے سلسلہ نسل سے متعلق ہر طرح کی امداد امانت کے حصول کی توقعات رکھتا ہے ان تمام عاقبت اندیشوں اور دور اندیشیوں سے پرندے یکسر خالی الذہن ہوتے ہیں تاہم اپنے بچوں کی پرورش اور حفاظت میں جان کی بازی لگا

دیتے ہیں یقیناً یہ قدرت کی طرف سے ان کے دلوں میں جذبہ محبت ودیعت ہوتا ہے۔

پرندے اپنے انڈوں کی حفاظت کیسے کرتے ہیں

پھر اس بات پر غور کرو کہ مادہ کو اپنے حاملہ ہونے کا علم کیونکر ہوتا ہے جو انڈے کی شکل میں اس کے پیٹ میں ہوتا ہے اور انڈا دینے کے لیے اور اس کی حفاظت کا ضروری انتظام کرنے کیلئے وہ کس کس طرح سے تنکوں کو جمع کر کے نرم بستر تیار کرتی ہے جس پر وہ انڈا دے گی اور پھر بچہ پیدا ہونے تک انڈوں کے اوپر وہ بیٹھے گی۔

کبوتر کو تم دیکھو کہ وہ کس طرح سے انڈے کے اندر کی حالت کو معلوم کر لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ اب بچہ کامل ہو چکا، اور وہ انڈے کو توڑ کر بچہ کو نکال لیتا ہے اور اگر انڈا کسی وجہ سے گندا اور خراب ہو جاتا ہے تو کبوتر کس طرح اس کے فاسد ہونے کو معلوم کر لیتا ہے اور اس پر بیٹھنا ترک کر دیتا ہے حتی کہ اس گندے انڈے کو اپنے گھونسلے سے باہر پھینک دیتا ہے۔

بچہ کے انڈے سے نکل آنے کے بعد سب سے پہلی غذا کو جو کبوتر اپنے بچے کو دیتا ہے وہ صرف ہوا ہوتی ہے پھر ہضم شدہ غذا اور اس طرح رفتہ رفتہ جب وہ یہ محسوس کر لیتا ہے کہ اب بچے کے پوٹے میں دانے کو ہضم کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے تو پھر دانے سے غذا دیتا ہے۔ اگر وہ ابتداء ہی سے بچے کو دانہ کی غذا

دے تو بچہ کمزور ہونے کے باعث اس کو ہضم نہیں کر سکتا اب یہ سمجھ اور عقل اس کبوتر میں کس نے پیدا کی جس نے بچے کی ہضم کی قوت کا اتنا صحیح اندازہ کر لیا یہ سب خدا نے اس کو عطا فرمائی اور جب بچہ انڈے سے باہر آجاتا ہے تو کبوتر اس کو اپنے پہلو میں لیے رہتا ہے کہ اس کو گرمی پہنچتی رہے۔ ایسا نہ ہو کہ انڈے کی گرمی سے جدا ہو کر وہ بالکل سردی میں رہ کر ہلاک ہو جائے اس لیے اپنے پروں میں دبا کر گرمی پہنچاتا ہے۔

اور پھر تمام پرندے ایک ہی طرح سے بچوں کے پیدا کرنے میں نہیں ہیں بلکہ ان کی بہت سے اقسام ہیں اور ہر قسم کے لیے الگ الگ حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جو خدا نے ان میں رکھی ہیں مرغی کو دیکھیے اس میں خدا نے بچوں کو بھرانے اور کھلانے کی صفت نہیں رکھی اس لیے مرغی کا بچہ انڈے سے باہر آتے ہی اپنی غذا خود حاصل کرتا ہے اور دانا دنکا چگنے لگتا ہے۔

پھر نر اور مادہ دونوں پر نظر کرو کہ کس طرح بچوں کی پرورش میں کوشاں نظر آتے ہیں اور یکے بعد دیگرے بچوں کو اپنے آغوش میں رکھ کر گرمی پہنچاتے ہیں۔ تاکہ ٹھنڈ سے ہلاک نہ ہو جائیں اور انڈے گندے نہ ہو جائیں۔ گویا وہ اس گرمی پہنچانے کی ترکیب سے اچھی طرح واقف ہیں اور اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر اس کے خلاف کیا تو یقیناً انڈے خراب ہو جائیں گے اور پھر بچے مر جائیں گے۔

انڈے کی تخلیق پر نظر کرو

انڈے کی تخلیق پر نظر کرو، اس کے مادے کو دیکھو، وہ دو قسم اور رنگ کا ہوتا ہے ایک سفید رطوبت جو غذا کے لیے ہوتی ہے اور دوسری زرد رنگ کی رطوبت جو بچے کے جسم کی ساخت اور اس کی نشو ونما کے لیے دیکھو خدا نے کس حکمت سے اس انڈے میں بچے کے لیے غذا بھی پہلے سے مہیا کر دی ہے۔

پرندوں کے پوٹوں تک غذا کے جانے کے راستہ کو کیونکر تنگ بنایا گیا ہے اب اگر پرندا ایک ایک دانہ کے چگنے میں دوسر ے دانہ کے پوٹے میں پہنچنے تک کا انتظار کرے تو اول تو اس کے لیے کافی وقت درکار ہوگا اور پھر پرندوں کو ہر وقت شکاری کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور وہ ذرا ذرا سی حرکت کے ہونے سے ہوشیار اور متنبہ رہتا ہے۔ تو وہ اتنی مہلت کہاں سے پا سکتا ہے اس لیے خدا نے اس کے پوٹے کو اس طرح سے بنایا ہے گویا کہ وہ کھانے کو جمع رکھنے کا ایک تھیلا ہے یہاں وہ جلدی جلدی سے وہ دانے چن کر جمع کر لیتا ہے اور پھر اطمینان سے ایک ایک دانہ کو اس تھیلے سے لیکر ہضم کے مقام پر پہنچاتا رہتا ہے اور پھر تمام پرندوں میں ایک ہی حکمت مشترک نہیں بلکہ وہ پرندے جو اپنے بچوں کو خود بھراتے ہیں ان کے لیے کھانا پوٹے سے نکالنا بہت آسان کر دیا گیا ہے۔

پرندوں کے پروں کی تخلیق پر اور ان کی بناوٹ پر نظر کرو کہ وہ کپڑے کے تاروں کی طرح ایک دوسرے سے باریک باریک تاروں سے مربوط ہوتے ہیں

کچھ خشک اور قدرے سخت ہوتے ہیں جو اطراف سے حفاظت کرتے ہیں اور کچھ نرم جو دباؤ سے ٹوٹنے نہ پائیں۔ وہ پر اندر سے خالی اور بہت ہلکے ہوتے ہیں ڈوروں کے تاروں کی طرح سے ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں کہ اگر پرندے ان کو پھیلائے تو اس طرح سے نہیں پھیلتے کہ ہوا ان میں داخل ہو کر پرندوں کو اڑنے سے باز رکھے۔ ان پروں کے وسط میں ایک موٹا سخت اور خشک عمود سا ہوتا ہے جس پر چاروں طرف یہ پر آگے ہوتے ہیں جس طرح بال ہوتے ہیں اور وہ عمود ان سب کو محفوظ اور مضبوط رکھتا ہے اگرچہ وہ عمود اندر سے خول ہوتا ہے تاکہ ہلکا رہے مگر اپنی صلابت کے باعث بہت مضبوط ہوتا ہے اور پروں کے وسط میں یہ عمود نہ ہو تو یہ پر ہوا کا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ تیز ہوا میں پرندوں کا اڑنا بھی محال ہو جائے۔

لمبی ٹانگوں والے پرندوں پر نظر کرو، عام طور پر وہ صاف اور چٹیل میدانوں یا پھر ایسے نشیبی مقامات پر اپنی غذا کی طلب میں رہتے ہیں جہاں پانی جمع رہتا ہے، گویا ادھر ادھر چلنے میں یہ غور کرتے ہیں کہ پانی کی تہہ میں کون سی چیز ان کی مقصد کی چل رہی ہے کہ آہستہ سے ایک دو قدم آگے بڑھا کر اس کو کھالیں اب اگر ان کی ٹانگیں چھوٹی ہوں تو پھر ان کا جسم اور سینہ پانی کی سطح پر مس ہو کر پانی میں حرکت پیدا کر دے گا اور اس طرح ان کا شکار آگاہ ہو کر بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا تو گویا ان کی ٹانگوں کا لمبا ہونا ان کے حق میں عین حکمت اور مصلحت ہے۔

چڑیوں کو دیکھو جو اپنے اپنے گھونسلوں سے کھانے کی طلب میں صبح کو نکلتی ہیں اور ادھر ادھر اڑ کر اپنے لیے غذا تلاش کرتی ہیں اور شام کو اپنا پیٹ بھر کر گھونسلوں میں واپس آتی ہیں اور اسی طرح سے خدا کی یہ سنت جاری ہے ان کی غذا ایک مقام پر اکٹھی نہیں مل جاتی ہوان کو اس کی طلب میں دور دور جانے کی ضرورت نہ ہو اور اگر ایک جگہ ان کو اپنی غذا اکٹھی مل جایا کرتی تو وہ حرص میں اتنا کھا جائیں کہ پھر ان کے لیے اڑنا محال ہو جائے اور پھر ہضم کرنا بھی دشوار ہو۔ اور بعض جانوروں کو اگلنا اور قے کرنا بھی نہیں آتا، جو زیادہ کھا جانے کی صورت میں ایک بڑا علاج ہے، جس طرح پانی کے بعض جانور زیادہ کھا جانے پر قے کر کے اپنے معدہ کو ہلکا کر لیتے ہیں اس لیے چڑیوں کے اپنی غذا کی طلب میں جگہ جگہ اڑ کر جانے اور تھوڑا تھوڑا ہر جگہ سے کھانے ہی میں بڑی مصلحت وحکمت پوشیدہ ہے کہ اس طرح ان کا کھانا ہضم بھی ہو جاتا ہے اور اڑنے میں بوجھ بھی نہیں ہوتا۔

یہی حال انسان کا ہے کہ اگر فراغت سے بغیر سعی وکوشش کے اس کو کھانے کو مل جایا کرے تو وہ بھی بیمار پڑ جائے۔

اب ان پرندوں کو دیکھو جو صرف رات ہی کو نکلتے ہیں اور دن میں قطعا نہیں اڑتے، جیسے الو، ابابیل، چمگادڑ وغیرہ ان کی غذا مچھر پتنگے وغیرہ ہیں جو فضا میں اڑتے ہیں پس یہ غذا ان کو ہوا میں جو زمین سے زیادہ نزدیک ہے حاصل ہو جاتی ہے یہ قدرت کی زیادہ حکمت ہے غالبا ان کی آنکھوں کی روشنی اور بصارت اس قابل نہیں کہ زمین سے اپنی غذا ادھر ادھر چال پھر کر حاصل کر سکیں اور یقینا یہ

جانور اس سے قاصر ہیں اس لیے کہ سورج کی روشنی میں یہ جانور باہر نہیں نکلتے جہاں یہ روشنی نہ ہو اور آفتاب غروب ہو جائے تو یہ باہر آتے ہیں پس قدرت نے ان کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اپنی غذا اس طرح ہوا سے حاصل کر لیں۔

چمگادڑ کو قدرت نے بے بال و پر بنایا ہے پس اسی حکمت سے اس کے قائم مقام دوسری چیزیں بنائی ہیں، اس کا منہ بھی ہے اور دانت بھی اور زمین پر زندگی بسر کرنے والے دوسرے جانوروں کی طرح اس میں اور بھی تمام چیزیں مشترک ہیں طریقہ ولادت وغیرہ اور پھر اس کے باوجود اس کو اڑنے پر قادر کر دیا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ خدا بغیر بال و پر کے بھی اڑانے پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ پرندوں کی نوع کے سوا دوسری نوع کو بھی وہ اڑنے کی قدرت دے سکتا ہے۔ اس طرح خدا نے بعض مچھلی بھی اس طرح بنائی ہیں کہ وہ سطح سمندر پر کافی دور تک اڑا کر جا سکتی ہے۔ پھر پانی میں چلی جاتی ہیں۔

کبوتر اور کبوتری ان دونوں کی باہم تعاون پر غور کرو کہ انڈوں کے سینے میں کس طرح ایک دوسرے کی قائم مقامی کرتے ہیں اگر ایک غذا کی تلاش میں جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ انڈے پر بیٹھ کر انڈے کو گرمی پہنچاتا ہے اور اس طرح سے انڈے کو گرمی پہنچانے کا یہ سلسلہ منقطع نہیں ہونے پاتا اور پھر ان کی غیر حاضر زیادہ دیر تک کے لیے نہیں ہوتی، ہر ایک کو انڈے پر بیٹھنے کی فکر رہتی ہے۔ یہاں تک اگر ان کو پاخانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ اس کو روکے رہتے ہیں اور پھر دفعتاً قضائے حاجت کرتے ہیں اور وہ بھی اس وقت جب مجبور ہو جاتے ہیں۔

جب کبوتری انڈے سے حاملہ ہوتی ہے تو کبوتر اس کی کتنی حفاظت اور دیکھ بھال کرتا ہے کہ اس کو گھونسلہ سے باہر نہیں چھوڑتا۔ اس ڈر سے کہ انڈا کسی ایسی جگہ نہ دے دے۔ جہاں انڈا ضائع ہو جائے انڈے سے بچے کے نکل آنے پر دونوں کس طرح ان کو بھراتے ہیں اور کیسے ان پر مہربان ہوتے ہیں اور جب بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور عادت کے مطابق ماں باپ سے دانے پانی کا مطالبہ کرتے ہیں تو پھر کبوتر اور کبوتری ان کو مار کر اپنے سے علیحدہ کر دیتے ہیں تا کہ اب وہ اپنی غذا خود حاصل کریں۔

خدا نے ان کو اڑنے کی کتنی طاقت اور قدرت دی ہے کہ اگر کوئی پکڑنا چاہے تو وہ اس کے ہاتھ نہیں آتے، تیزی سے اڑ جاتے ہیں پرندوں کے پنجوں میں قوت، چونچ میں تیزی، اور ناخنوں میں نوک خدا نے کیسی بنائی ہے کہ پرندے ان سے چھری کا کام لیتے ہیں اور کبھی کبھی پنجوں میں گوشت کو لٹکا کر اڑا لے جاتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں لیجاتے ہیں۔

پانی کے پرندوں کی غذا خدا نے پانی ہی میں بنائی ہے اور ان میں اڑنے کی قوت کے علاوہ پانی میں تیرنے اور غوطہ لگانے کی بھی قوت دی ہے کہ وہ پانی کی گہرائی میں جا کر اپنی غذا حاصل کر سکیں۔

غرضیکہ خدا نے پرندوں کی جملہ انواع و اقسام میں ان کے حسب حال اور حسب ضرورت چیزیں عطا کی ہیں جو ان کی ضروریات زندگی کے حاصل کرنے میں مفید اور معاون ہیں اس سے تم خدا کی حکمت اور کمال قدرت کا اندازہ کرو۔

چوپایوں کی پیدائش کی حکمتیں

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق مالا تعلمون (النحل : ۸)

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے اور وہ پیدا کرے گا۔ جس کی تمہیں خبر نہیں۔ (کنز الایمان)

خدا نے چوپایوں کو انسان کے نفع کے لیے پیدا فرما کر انسان پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ایسے کام کے جانور پیدا فرمائے اور ان کی جسمانی تخلیق اس طرح فرمائی ہے کہ نہ زیادہ نرم اور نہ زیادہ سخت کہ ہم ان سے بخوبی فائدہ اٹھا سکیں ان کے گوشت پوست اور اعصاب و عروق نہایت مستحکم اور مضبوط بنائے ہیں کہ ہم ان کو سواری اور باربرداری کے کام میں لاسکیں۔ ان کی کھال نہایت موٹی اور مضبوط بنائی کہ ان کا تمام بدن اس کھال میں محفوظ رہے اور ان کا گوشت اس کھال کی وجہ سے باہر کی زد سے محفوظ رہے۔ ان جانوروں کو کان اور آنکھیں بھی دیں کہ انسان ان سے اپنی ضروریات کو کامل طور سے پورا کر سکے اس کے بر خلاف اگر وہ جانور اندھے اور بہرے ہوتے تو کام کی انجام دہی میں بڑی رکاوٹ اور دشواری پیش آتی اور ان جانوروں میں عقل و ہوش بھی مصلحتاً زیادہ

نہیں عطا کیا، تا کہ انسان کے تابع اور فرمانبردار رہیں ورنہ ہل چلانے، بھاری بھاری بوجھ لادنے اور چکیوں میں استعمال کرنے کے جیسے سخت کاموں سے وہ گریز کرتے اور قابو میں نہ آسکتے تھے۔

قدرت خوب جانتی تھی کہ انسان کو ان تمام کاموں کی ضرورت پڑے گی اور انسان کی طاقت سے یہ کام باہر ہیں اب اگر ایسے کاموں کے انجام دینے کا انسان کو مکلف گردانتی تو نتیجہ ہوتا کہ ایک طرف تو اس پر ان کاموں کو پورا کرنا بارگراں ہوتا، دوسرے اس کی مساوی قوت سخت سخت کاموں کے انجام دینے میں صرف ہو کر ختم ہو جاتی تو پھر علوم و اخلاق کی تحصیل، فضائل و محامد کا حصول اور درجات کی تکمیل جو انسان کی خصوصیات میں سے ہیں اور جن کی بدولت انسان کو شرف و امتیاز کا اعلیٰ رتبہ دیا گیا ہے ان سے انسان قطعاً محروم رہ جاتا اور یہاں تک انسان عاجز ہو جاتا کہ وہ اپنے لیے معاش حاصل کرنے کے بہتر وسائل و وظائف اور معزز طریقے بھی استعمال کر سکتا تھا۔ پس اس طرح خدا کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے انسان کے مناسب اور اس کی مصلحت کے پیش نظر اپنی عین حکمت تدبر سے جانوروں کی تخلیق ایسی بنائی کہ وہ ہر طرح سے انسان کے کام آسکیں اور کسی طرح سے کام کرنے میں گریز نہ کریں۔

حیوانات اور جانوروں کی اقسام اور ان کی ضروریات کے مناسب ان میں صلاحیتوں اور قوتوں کے موجود ہونے پر غور کرو۔ مثال کے طور پر انسان ہی کو لے لیجیے۔ قدرت نے انسان کو اس طرح تخلیق کیا ہے کہ وہ علوم وفنون کو حاصل

کرے۔ دستکاری وصنعت میں کمال پیدا کرے اور اپنی مختلف ضروریات کے پیش نظر مجبور رہے کہ کپڑے کا بنا، مکانات کی تعمیر، لکڑی کا کام اور فن آہنگری وغیرہ کو بھی انجام دے اس مصلحت وحکمت کے پیش نظر خدا نے انسان کو اس کے مناسب عقل وشعور اور دل ودماغ عطا کیا، اعضاء کی ساخت میں بھی اس تناسب کو ملحوظ رکھا، ہاتھوں کو اس طرح بنایا کہ اس میں انگلیاں ہتھیلی ہے وہ اشیاء کو گرفت کر سکے۔ دستکاری اور دوسرے کاموں کی انجام دہی کے اوقات میں ان اوزاروں کو صحیح طرح سے گرفت میں لاکران کا استعمال کر سکے۔

ان جانوروں کی بناوٹ پر غور کرو جن کی خوراک قدرت نے گوشت بنائی ہے کہ ان جانوروں کو شکار کرنے اور اسکو پکڑنے میں پوری پوری صلاحیتیں اور قوتیں بخشیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں میں تیز قسم کے ناخن اور پنجے بنائے کہ موقع پر وہ شکار کو قابو میں لاسکیں پھر کو چیر پھاڑ کر کے ان کو اپنی خوراک بنا سکیں۔

ان جانوروں پر غور کرو جن کی خوراک قدرت نے نباتات بنائی ہیں کہ بعض جانوروں کے پنجے کے حصوں کو اس طرح بنایا ہے کہ سخت زمین پر جب وہ اپنی خوراک کی تلاش میں چلیں پھریں تو زمین کی خشونت اور اس کے سنگ ریزوں کی رگڑ سے اپنے کو محفوظ رکھ سکیں۔ اور اس کے سنگ ریزوں کی رگڑ سے اپنے کو محفوظ رکھ سکیں اور پتھریلی زمین ان کے جسم کو زخمی نہ کر سکے، اسی طرح کسی کسی جانور کو گول گڑھے دار کھر عطا کئے کہ زمین پر اپنے قدم کو پوری طرح جما سکیں۔ اور سواری اور بار برداری میں اپنے قدموں کو مضبوطی سے زمین پر قائم

دکھ سکیں۔

گوشت خور جانوروں کی تخلیق پر غور کرو

گوشت خور جانوروں کی تخلیق پر غور کرو کہ ان کے دانت اور ڈاڑھیں کیسی تیز اور دھاردار بنائی ہیں اور ان کا منہ کیسا کشادہ رکھا ہے گویا قدرت نے ان کو ایک قسم کے ہتھیار عطا کیے ہیں جن سے وہ اپنے لیے شکار حاصل کرسکیں۔ اس کے برخلاف اگر گھاس کھانے والے جانوروں میں پنجے اور تیز دانت اور دھاردار ڈاڑھیں ہوتیں تو ان کے کس کام آتیں، قطعاً بے سود ہوتیں کیونکہ نہ تو ان کو شکار سے کوئی کام اور نہ گوشت کھانے کی ضرورت، جو ان چیزوں سے مدد لیں۔ اس طرح سے کہ اگر درندوں میں اس قسم کے پہلو اور کھال ہوتی جس کی ضرورت گھاس کھانے والے جانوروں کو پیش آتی ہے تو یہ ان کی راہ میں رکاوٹ ہوتی اور وہ اپنے لیے شکار نہ حاصل کرسکتے۔ جو ان کی غذا ہے گویا وہ ان ہتھیاروں سے ابھی محروم ہوتے جن کی ان کو شکار کرنے میں ضرورت ہو۔

پس اب اس پر غور کرو کہ قدرت نے ہر جانور کو اس کی ضروریات اور مصالح کے مناسب اعضاء، قویٰ، اور جسمانی ساخت عطا فرمائی ہے اب ان بچوں کی پیدائش کو دیکھو مثلاً چوپایوں کے بچوں پر نظر کرو کہ وہ پیدا ہوتے ہیں اپنی ماں کے ساتھ ساتھ کس طرح سے چلتے پھرتے ہیں انسانوں کی اولاد کی طرح نہ ان کی پرورش کی ضرورت اور نہ اس طرح اٹھائے اٹھائے پھرنے کی حاجت اس

لیے ان کی ماؤں میں وہ عقل و شعور بھی نہیں پیدا کیا جس کی ضرورت انسانوں کو اپنی اولاد کی تربیت کرنے میں پڑتی ہے۔ اور نہ ان میں اس طرح کے ہاتھ اور ان میں انگلیاں بنائیں جن کی ضرورت انسانوں کو اپنی اولاد کی تربیت کرنے میں پڑتی ہے۔ یہ سب اس لیے کہ ان چوپایوں کے بچوں میں مستقل خود چلنے پھرنے کی صلاحیت پیدا فرمادی کہ وہ اپنی ماؤں کے ساتھ ساتھ رہیں۔

پرندوں میں مرغی تیتر وغیرہ کے بچوں کو دیکھو کہ انڈے سے نکلتے ہی دانہ چگنا شروع کر دیتے ہیں اور جو بچے کمزور ہوتے ہیں اور خود ماں کے ساتھ ساتھ دانہ دنکا نہیں کھا سکتے، جیسے کبوتر کے بچے ان کی ماؤں کو خدا نے اتنا شفیق اور مہربان کیا ہے کہ وہ خود ان کو بھراتی ہیں۔ اپنے منہ میں چبا کر بچوں کو کھلاتی ہیں اور ان کا یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ وہ اپنی قوت پر خود چل پھر کر دانہ چگ سکیں۔ خدا نے اس طرح ہر ایک میں یہ مادۂ رحم و شفقت کم و بیش اپنی بلیغ حکمت سے عطا فرمایا ہے۔

چوپاؤں کی ٹانگوں پر نظر کروں کہ چلنے پھرنے اور دوڑنے میں وہ کس طرح سے اپنے آگے پیچھے کے دو دو پاؤں کو زمین پر رکھتا ہے تاکہ زمین پر قائم رہ سکے۔ پانی کے جانور پانی پر چلنے میں اپنے جسم کے حصہ سے وہی کام لیتے ہیں جو پاؤں والے زمین پر اپنی پاؤں سے کام لیتے ہیں دو ٹانگوں والے چلنے میں جب ایک پاؤں کو اٹھاتے ہیں تو دوسرے پر اس طرح سہارا دیتے ہیں کہ قائم رہ سکیں۔ اور چار ٹانگوں والے جب دو دو پاؤں کو آگے پیچھے بڑھاتے ہیں تو اٹھاتے وقت

دوسری دو ٹانگوں پر اس طرح سہارا کرتے ہیں کہ گرنے نہیں پاتے۔ اور اس حکمت سے ٹانگوں کو اٹھاتے ہیں کہ آگے کی ایک طرف کی تو پیچھے کی دوسری طرف کی جو آگے کی مخالف جہت ہو، کیونکہ ایک ہی جہت کی آگے پیچھے کے بیک وقت پاؤں اٹھانے کی حالت میں وہ اپنا جسم سادھ نہیں سکتے جس طرح کہ پلنگ ایک ہی طرف دو پایوں پر قائم نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح اگر وہ دونوں ہاتھوں کو اٹھائیں۔ اور پھر دوسری دفعہ میں دونوں پاؤں، اس طرح رفتار میں خرابی پیدا ہو کر وہ سواری اور بار برداری کی صحیح خدمت نہ کر سکیں گے۔ اس لیے خدا نے ان میں یہ حکمت اور سوجھ بوجھ دی ہے کہ جب آگے کا دائیں طرف کا پاؤں اٹھائیں تو پیچھے کا بائیں طرف کا تا کہ آگے پیچھے کی مخالف سمت کی ٹانگوں پر وزن سدھار ہے۔ اور چال میں نرمی اور سلامتی باقی رہے گدھے کو دیکھو کہ بار برداری اور چکی میں کام آتا ہے۔ جو خلاف گھوڑے کے اس سے یہ کام کوئی نہیں لیتا۔ اور اونٹ اگر سرکشی کرنے لگے تو چند لوگوں کے قابو میں بھی نہیں آتا اور جب وہ عاجزی اور سادے پن میں ہو تو ایک چھوٹے سے بچے کے ہاتھ میں نکیل دیدیجئے وہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ اور سرکش بیل اس وقت تک قابو میں نہیں آتا تاوقتیکہ اس کی گردن کو گرم لوہے سے نہ داغا جائے۔ تب ہی اس سے کھیت جوتنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ گھوڑے سواری کے کام آتے ہیں اور میدان جنگ میں ان پر اسلحہ بھی لاد کر لیجایا جاتا ہے۔ بکریوں کے گلہ کو ایک چھوٹا سا بچہ بھی چرانے کو لیجاتا ہے، لیکن جب وہ گلہ سے جدا ہو کر ادھر ادھر

منتشر ہو جائیں تو پھر ان کا یکجا کرنا بڑا دشوار ہوتا ہے یہی حال تمام جانوروں کا ہے کہ ان کو عقل و شعور اسی لیے خدا نے ان کے مناسب دیا ہے جو انسان کی خدمت کرنے میں مزاحم نہ ہو ورنہ یہ انسان کے قابو میں ہرگز نہ آسکتے تھے۔

..........خواہ انسان کتنا ہی ان کو تابع کرنے کے لیے جدو جہد کرتا۔

یہی حال درندوں کا ہے اگر ان میں عقل و شعور ہوتا تو یہ انسانوں پر برابر حملہ کرتے رہتے اور ان کو باز رکھنے کے لیے انسان کو بڑی مشقتیں اٹھانا ہوتیں۔ خصوصاً اس صورت میں جب وہ بھوکے ہوتے اور غذا کی طلب میں پھرتے ، تو انسانوں کا نکلنا اور چلنا پھرنا تک بند کر دیتے اس لیے خدا نے ان کو باوجود قوت و طاقت زیادہ دینے کے، عقل و شعور سے محروم رکھا، اور انسانوں سے خائف رہنے کا جذبہ ان میں پیدا فرما کر انسان پر بڑا احسان کیا۔

کتے کو دیکھو وہ بھی ایک قسم کا درندہ ہے انسانوں کیسا تابعدار ہو کر رہتا ہے کہ مالک کے مکان کی حفاظت کرتا ہے ساری رات خود جاگتا ہے مگر مالک کی حراست میں جان دیتا ہے پھر اپنی گرجدار آواز سے ہر خطرہ پر مالک کو تنبیہ بھی کر دیتا ہے۔ کہ مالک ہوشیار ہو کر اپنی مدافعت کے لیے تیار رہے کتے میں صبر کا کیسا مادہ ہے کہ کئی کئی وقت تک بھوکا پیاسا رہ سکتا ہے مگر مالک سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا۔ مالک اس پر کتنا ہی سختی کرے، مارے پیٹے لیکن وہ اس پر بھی اس کو نہیں چھوڑتا یہ فضائل و عادات کتے میں خدا نے انسانوں کی منفعت کی خاطر پیدا فرمائے ہیں۔

کتا شکار میں کیسا کام آتا ہے اور شکار کو اپنے دانت اور ناخن سے قبضہ میں کر کے مالک کے لیے محفوظ کرتا ہے یہ سب کچھ انسان کی منفعت اور فائدہ کے غرض سے خدا نے بنائے ہیں۔

پھر ان چوپاؤں کی پیٹھ کو خدا نے کس طرح مسطح اور چار پاؤں پر مضبوط بنایا ہے تاکہ سواری اور بار برداری سے لچک نہ جائے اور قائم رہ سکیں جانوروں کے فرج کو پیچھے کی طرف ظاہر اور کھلا ہوا بنایا تاکہ ان سے آسانی سے نر جفتی کر سکے۔ اگر انسانوں کی طرح باطنی سطح میں ہوتی تو نر ان سے جفتی نہ کر سکتا۔

کیونکہ نر مادہ سے ملتے وقت سامنے سے روبرو ہو کر نہیں آتا، جس طرح مرد عورتوں سے ملتے ہیں پس یہاں بھی خدا کی حکمت و تدبیر پر غور کرو۔ ہاتھی کی فرج اگرچہ نیچے کے حصہ میں بنائی ہے مگر جفتی کے وقت وہ اپنے حصہ کو باہر کی طرف لے آتا ہے کہ اس سے بآسانی جفتی کر سکے۔ پس کیونکہ خدا نے جانوروں میں اس مقام کو انسان کے خلاف بنایا ہے۔ اسی اعتبار سے ان میں چند مخصوص صفتیں ایسی رکھی ہیں کہ وہ اس کام کو بخوبی انجام دے سکیں۔ اور اس طرح تناسل کا سلسلہ جاری اور قائم رہ سکے۔

جانوروں کا لباس کیسا خوبصورت ہے

پھر جانوروں کے جسم کو بالوں اور اون سے کس طرح سے ڈھانپا ہے کہ سردی اور گرمی سے ان کے جسم کی حفاظت رہے ان کے پاؤں کو کھروں اور

ناخنوں پر بنایا کہ سخت زمینوں پر دور دور سفر کرنے میں برہنہ ہونے کی حالت میں زخمی نہ ہوں اور محفوظ رہیں اور بعض میں کھر کے قائم مقام پے تابے ان کے پاؤں پر پہنا دیے ہیں جو ان کے لیے چلنے میں وہی کام دیتے ہیں۔

جانوروں کو جب اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ نہ ان میں ذہن و دماغ ہے نہ ہاتھ اور انگلیاں جو کام میں مدد دیتی ہیں تو قدرت نے اس مشقت سے بھی ان کو نجات دیدی ہے اور ان کا لباس ان کے جسم کے ساتھ ہی نہ جدا ہونے والا پیدا کیا ہے نہ اتارنے کی ضرورت نہ پہننے کی مشقت اور نہ اس کی تبدیل کرنے کی زحمت، برخلاف انسان کے کہ اس کو قدرت نے سمجھ اور عقل عطا کی ہے ہاتھ پاؤں اس طرح سے تخلیق کیے ہیں جن سے یہ تمام کام لیا جا سکے۔ اس لیے اس کے مشاغل ومصروفیات بھی اسی قسم کے ہیں پھر اس میں خیر وشر کا ملکہ عطا کیا، بلکہ شر کا میلان خیر کی نسبت زیادہ ہے اس میں اس قسم کے اسباب بنائے جن کی مدد سے وہ ہلاکت وتباہی سے اپنے کو محفوظ رکھ سکے۔

انسان میں ملکہ خیر کے ساتھ ملکہ شر کو اس مصلحت سے پیدا کیا گیا اور صرف ملکہ شر کو یا ملکہ خیر کو تنہا نہیں پیدا کیا کہ ملکہ شر کے خالص ہونے میں اگر اس کی اعانت وامداد کی جاتی تو وہ غرور وتکبر میں پھنس کر اپنے کو تباہ کر ڈالتا اور زمین پر فساد برپا کرنے میں سب سے آگے ہوتا اور اپنی عقل کی قوت سے جو سعادت و صلاح کے حصول کے لیے دی گئی ہے وہ شقاوت وبدبختی کے جملہ اسباب فراہم کر لیتا۔

انسان کو خدا نے تمام حیوانات میں اشرف بنایا ہے اس پر طرح طرح سے احسانات کیے ہیں اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ کپڑوں میں سے جس کپڑے کو چاہے پسند کرے اور جس قسم کا کپڑا پسند کرے استعمال کرے اور جس کپڑے کو جب چاہے اتار ڈالے اور اس طرح وہ اپنے کو بہتر سے بہتر آراستہ و پیراستہ کر سکتا ہے۔ پھر مزید حسن و تجمل کے لیے اور احباب کی مجلسوں میں درجہ قرب حاصل کرنے کے لیے قیمتی اور نفیس سے نفیس کپڑے اور خوشبو اور عطر کا استعمال کرے یہ خدا کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کی زیبائش و آسائش کے کیسے کیسے سامان پیدا کیے اور انسانوں کو ان چیزوں کے استعمال کی عقل و سمجھ عطا کی اور پھر اس کو اختیار بھی دیا۔ برخلاف دوسرے جانوروں اور حیوانات کے کہ وہ ان نعمتوں سے محروم ہیں۔

جانوروں کی تعداد ہزاروں میں ہے

خدا نے ان تمام جانوروں کو موت و ہلاکت سے اپنے کو بچانے کی کیسی عقل دی ہے کہ وہ اپنے کو جنگلوں اور جھاڑیوں میں کس طرح پوشیدہ کیے رہتے ہیں اور ذرا بھی خطرہ محسوس ہوا فوراً محفوظ اور پوشیدہ مقام پر جا چھپتے ہیں اور مرتے دم تک اپنے کو چھپائے رکھتے ہیں اور اگر یہ غلط ہے تو پھر یہ بڑے بڑے قد و قامت والے درندے اور چرندے اور ہزاروں قسم کے جنگلی جانور کہاں ہیں تم تلاش کرو گے تو ایک بھی بہ مشکل نظر آئے گا۔ اور ایسا ہے نہیں کہ وہ تعداد میں

بہت تھوڑے ہیں اس لیے نظر نہیں پڑتے بلکہ اگر کوئی یہ کہے کہ وہ تعداد میں انسانوں سے کہیں زائد ہیں تو اس کا یہ قول مبالغہ نہیں کیونکہ یہ بڑے بڑے تاریک جنگل درندوں اور جانوروں، بجو، گائے، گدھے، خچر، بکرے، اونٹ، سور، بھیڑیے اور ہزاروں قسم کے کیڑے مکوڑوں حشرات الارض اور قسم قسم کے بے شمار پرندوں سے بھرے پڑے ہیں اور یہ تمام اقسام کے جانور روزانہ پیدا ہوتے ہیں اور مرتے رہتے ہیں اور ان میں سے کسی کی نہ تو ہڈیاں نظر پڑتی ہیں اور نہ ان کے مردہ جسم کہیں پڑے ملتے ہیں بلکہ قدرت نے ان کی طبیعت ایسی بنائی ہے کہ کسی مقام پر بھی ہوں۔ اگر ان کو اپنی موت کا ذرا بھی شبہ ہو جائے تو وہ پوشیدہ مقامات میں چلے جاتے ہیں اور زندگی کے آخری لمحات وہاں پورے کرتے ہیں اب تم ان جانوروں کی اس عادت وطبیعت پر غور کرو کہ وہ اپنے مردہ جسموں کو دفن کرنے کیلئے وہ کیسی تدبیر کرتے ہیں اور قدرت نے ان کو کیسی حکمت بتادی ہے۔

ان چوپاؤں کی تیز آنکھوں پر غور کرو جو اپنی تیز نگاہ سے سامنے سے دور کی چیز کو دیکھ کر اپنے کو دیوار وغیرہ سے ٹکرانے اور گڑھوں میں گر کر ہلاک ہونے سے کس طرح محفوظ کرتے ہیں۔ سامنے جب کوئی ایسی شی نظر آتی ہے جس میں ان کو خطرہ محسوس ہو فوراً اس طرف سے مڑ جاتے ہیں اور اپنے کو روک لیتے ہیں اگر چہ بہت سے ان خطرات اور عواقب سے بے خبر ہوتے ہیں جو ان کو پیش آنے والے ہیں اور جو ان ظاہری نگاہوں سے نہیں دیکھے جاسکتے کیا ان میں یہ دوربینی کی قوت

خدا نے ان کی صلاح وسلامتی کے لیے نہیں پیدا فرمائی تا کہ وہ اس سے فائدہ حاصل کریں۔

ان کے منہ کی ساخت پر غور کرو، نیچے کی طرف سے کس طرح کھلا ہوا ہوتا ہے تا کہ گھاس وچارہ بخوبی چر سکیں۔ اگر انسانوں کی طرح سے ان کا منہ ہوتا تو وہ زمین سے کوئی چیز نہ کھا سکتے تھے۔ پھر کھانے میں منہ کی مدد کے لیے ان کے ہونٹ بھی مخصوص انداز اور خاص صفت سے بنائے ہیں جو چیز قریب ہوتی وہ اس کو اٹھا لیتے ہیں اور کھانے کی چیز کو لے لیتے ہیں۔ اور جو چیز کھانے کی نہیں ہوتی اس کو چھوڑ دیتے ہیں ان کے پانی پینے کے طریقہ پر نظر کرو کہ وہ کس طرح چوس چوس کر سکون سے پیتے ہیں۔ ان کے منہ کے چاروں طرف خدا نے بالوں کو کس حکمت سے بنایا ہے پانی پینے میں پانی پر جو تنکے کوڑا کرکٹ بہہ کر آتا ہے منہ کے قریب کے بال اس کو علیحدہ کر دیتے ہیں اور مخصوص حرکت سے اس پانی کو صاف وستھرا کرتے رہتے ہیں گویا اس طرح سے چھنا ہوا صاف پانی پینے میں آتا ہے اور گدلا اور خراب پانی ادھر ادھر ہو جاتا ہے۔

جانوروں اور چوپاؤں کی دم پر نظر کرو، اس کی حکمتوں اور فوائد پر غور کرو، خدا نے اس کو بجائے پردے کے بنایا ہے جس کے ایک طرف بال ہوتے ہیں گویا دم چوپائے کی شرمگاہ پر پردے کا کام دیتی ہے ان کی شرمگاہ اور زیریں حصہ پر کیونکہ عموماً گندگی اور غلاظت لگی رہتی ہے اور اس گندگی کی وجہ سے کھیاں اور مچھر جمع رہتے ہیں اپنی دم کو ہلا کر ان کھیوں اور مچھروں کو دفع کرنے میں مدد ملتی

ہے ان کی دم ایک لمبی چھڑی یا مورچھل کی طرح ہوتی ہے کہ اس سے وہ مکھیوں اور مچھروں کو ہٹانے اور اڑانے کا کام لیتے ہیں منہ کی طرف مکھیاں اور مچھر آتے ہیں تو اپنے سر کو ہلا کر ان کو دفع کرتے ہیں۔

یہ خدا کی بڑی عجیب حکمت ہے

پھر خدا نے ان چوپایوں کے جسم میں مخصوص حرکت کی قوت رکھی ہے کہ اگر جسم کے کسی ایسے حصہ پر مکھیاں بیٹھیں جو حصہ دم اور سر کی پہنچ اور حرکت سے دور ہو تو یہ چوپائے اپنے جسم کے اسی مخصوص حصہ کو بھی حرکت دے لیتے ہیں جس سے مکھیاں اڑ جاتی ہیں یہ خدا کی بڑی عجیب حکمت ہے کہ جہاں ہاتھوں کی پہنچ نہیں وہاں اس حکمت سے کام لیتے ہیں۔

ان چوپایوں میں ایک اور صفت خدا نے رکھی ہے کہ جب ان کے جسم میں تکان زیادہ محسوس ہوتی ہے تو اپنے دائیں اور بائیں حصہ کو حرکت دے کر کسی قدر تکان کو دور کر لیتے ہیں ان کے ہاتھوں پر ان کا جسم سدھا ہوتا ہے جس پر بوجھ ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے بدن سے نہ تو مکھیوں مچھروں کو دور کر سکتے ہیں اور نہ کھجلی مٹا سکتے ہیں تو ان کی دم کی حرکت اور جسم کی حرکت میں قدرت نے راحت و منفعت پوشیدہ رکھی ہے اور پھر بہت سرعت سے اپنی دم کو حرکت دے لیتے ہیں تاکہ کھجلی کی تکلیف زیادہ عرصہ ہو کر ان کی مزید اذیت کا باعث نہ بنے۔

ان جانوروں میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ جب پانی یا کیچڑ یا دلدل میں

ہوتے ہیں اور اسے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی تو وہ اپنی دم کو اٹھا لیتے ہیں کہ وہ پانی اور کیچڑ میں ملوث نہ ہو۔

اور جب کسی ڈھلان سے اترتا ہوتا ہے اور اوپر بوجھ لدھا ہوتا ہے جس کے گرنے کا ان کو خوف ہو تو وہ اپنے سر کو اور چہرہ کو اس طرح سے اوندھا کر لیتے ہیں کہ وہ محفوظ رہے اور دم سے اس طرح سے سہارا دیئے رہتے ہیں کہ وہ سامان رکا رہتا ہے گرنے نہیں پاتا۔ اور اگر گرتا بھی ہے تو ان کا چہرہ اور سر اس کی ضرب سے مجروح نہیں ہونے پاتا پس یہ ایسی حکمت و مصلحت ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں معلوم اور اس نے اس کا احساس پیدا کر دیا ہے جس سے وہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ہاتھی کی سونڈھ کو دیکھو کہ وہ کس طرح سے ہاتھوں کے قائم مقام کام دیتی ہے۔ گھاس اور چارہ کے اٹھانے میں اور منہ تک لیجانے میں اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کے لیے بڑی دشواری ہو جاتی اور زمین سے کسی چیز کو نہ اٹھا سکتا تھا کیونکہ اس کی گردن دوسرے جانوروں کی طرح سے حرکت نہیں کر سکتی۔ اس لیے قدرت نے اس کی سونڈ میں یہ صفت پیدا فرما کر اس پر بڑا احسان فرمایا۔

پھر اس سونڈ کو برتن کے قائم مقام بنا دیا ہے کہ وہ اس میں پانی بھر کر منہ میں لیجاتا ہے اس سونڈ سے سانس بھی لیتا ہے گویا وہ ایک قسم کا آلہ ہے کہ اس کے ذریعہ بوجھ اٹھا کر اپنی پیٹھ پر رکھتا ہے اور سوار ہونے والے بھی سونڈ کی مدد سے اس پر سوار ہوتے ہیں۔

زرافہ ایک لمبی گردن والا جانور جو افریقہ کے صحرا میں پایا جاتا ہے اور اونٹ کی طرح ہوتا ہے اسکی خلقت پر نظر کرو۔ اس کی بود و باش بلند بلند اور گھنے باغوں میں ہوتی ہے اس لیے قدرت نے اس کی گردن لمبی بنائی کہ وہ بلند بلند درختوں سے اپنی غذا پھل حاصل کر سکے۔ لومڑی کو دیکھو وہ اپنا مکان زمین کے اندر بناتی ہے اور دو راستے اس میں آنے جانے کے لیے بناتی ہے اور وہ راستے بہت تنگ بناتی ہے دو راستے اس حکمت سے کہ اگر ایک راستہ سے اس کو پکڑنے کی کوشش کی جائے تو وہ دوسرے راستہ سے بھاگ جاتی ہے اور اگر دونوں راستوں سے کوئی اس کو پکڑنا چاہے تو وہ ان راستوں کو اپنے سر سے بند کر دیتی ہے۔ اور اس کے نیچے کوئی نہ کوئی سوراخ ایسا رکھتی ہے جس سے ہو کر وہ اپنے کو نجات دلانے میں کامیاب ہو جاتی ہے بس اس کی اس سمجھ کو دیکھو کہ خدا نے اس کو کیسی سمجھ عطا کی ہے جس سے وہ اپنی حفاظت کا سامان کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان جانوروں میں مختلف طبیعتیں اور مختلف حکمتیں اور صفتیں رکھی ہیں جو جانور انسان کے گوشت کھانے کے کام آتے ہیں ان میں قدرت نے عاجزی اور انقیاد و اطاعت کا مادہ رکھا ہے کہ بآسانی انسان کے قابو میں آسکیں۔ اور ان کی خوراک نباتات کو بنایا ہے جن جانوروں کو باربرداری کے کام میں اچھی طرح آسکیں اور بعض جانور جن میں غضب و شکر کا جذبہ زیادہ ہے ان میں تنظیم و تعلیم کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھی تا کہ وہ لوگوں کے کام آسکیں اور شکار اور حفاظت کا کام دے سکیں اور اسی طرح ہاتھی ہے جو

نہایت سمجھدار جانور ہے اور اس میں تعلیم و تادیب کی قبولیت کی خاص استعداد ہے جس سے بار برداری اور میدان جنگ میں خاص کام لیا جاتا ہے۔ وہ جانور جن میں غضب و شرارت کا جذبہ کسی قدر موجود ہے تو ان میں محبت وانس کا جوہر بھی بہ نسبت دوسرے جانوروں کے زیادہ ہے جو انسان کے بہت کام آتے ہیں جیسے بلی پرندوں میں بھی ایسے پرندے ہیں جن سے انسانی فائدے متعلق ہیں اور پھر ان جانوروں میں محبت و الفت کا جذبہ بھی غیر معمولی پایا جاتا ہے۔ مثلاً کبوتر ہے جو اپنے مقام کو کبھی نہیں بھولتا اور اس سے خبر رسانی اور پیغام رسانی کا کام بھی لیا جا سکتا ہے ضرورت پڑنے پر یہ جانور بڑے کام کا ہے پھر یہ جانور کثیر النسل بھی ہے کھانے کے کام میں بھی آتا ہے۔

ایک جانور باز بھی ہے جس میں انس کا مادہ بھی ہے لیکن اس میں اس کے خلاف جذبہ غضب بھی ہے مگر کیوں کہ شکار کے کام میں وہ لایا جا سکتا ہے اس لیے خدا نے اس میں تادیب کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کی ہے جس سے اس میں فرمانبرداری اور اطاعت کی خو غالب ہوتی ہے اور پھر وہ حسب ہدایت کام کرتا ہے اور شکار کے کام میں اچھی مدد دیتا ہے اور نہ معلوم کتنی اور کون کون سی حکمتیں اور مصلحتیں قدرت نے جانوروں میں مخفی رکھی ہے جن کو وہی خوب جانتا ہے

❀❀❀❀❀❀❀

شہد کی مکھی، چیونٹی، مکڑی، ریشم کا کیڑا اور مکھی وغیرہ کی پیدائش کی حکمتوں کا بیان

خدا تعالی نے فرمایا۔

وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الی ربهم یحشرون۔

(انعام: ۳۸)

اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہو مگر تم جیسی امتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔

(کنز الایمان)

خدا کی چھوٹی سی مخلوق چیونٹی کو دیکھو۔ قدرت نے ان کو اپنی غذا جمع رکھنے کی کیسی حکمت سکھائی اور اس کام میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح سے تعاون کرتی ہیں۔ اور اپنی اس باہمی کوششوں سے اپنے لیے اس وقت کے لیے جب وہ شدت گرمی اور شدت سردی سے باہر نہ نکل سکیں وہ مل کر اتنی غذا جمع کر لیتی ہیں کہ اطمینان و سکون سے اپنے سوراخوں میں بیٹھی کھایا کریں یہ کیسی دور اندیشی ہے جو بہت سے انسانوں کو بھی نہیں سوجھتی۔ جو عاقبت اندیشی میں مشہور ہے۔

جب کوئی چیونٹی کسی چیز کو خود نہیں سنبھال سکتی تو دوسری چیونٹیاں اس بوجھ کو لے جانے میں کس طرح سے اس سے تعاون کرتی ہیں جس طرح کوئی وزن ایک انسان کی طاقت سے زائد ہو تو دوسرے اس کو اٹھانے میں مدد کرتے ہیں۔

زمین میں اپنے اپنے رہنے کے مکانات کس تدبیر سے بناتی ہیں زمین کی مٹی کو کس طرح یکے بعد دیگرے باہر لا لا کر ڈالتی ہیں حتیٰ کہ رہنے کی جگہ صاف کر لیتی ہیں اور پھر مکان کے تیار ہو جانے کے بعد اپنی خوراک اکٹھا کرتی ہیں اور جو غلہ وہ جمع کرتی ہیں اسکو اپنے دانتوں سے کتر کر رکھتی ہیں مباوا زمین کی نمی سے اس میں کوئی چیز پھوٹ جائے یہ حکمت و دانشمندی اس چھوٹے سے کیڑے میں سوائے اس خدا کے کسی نے نہیں بخشی جو حکیم و قادر ہے اور رحمٰن و رحیم ہے۔

اگر وہ دانے پانی کی نمی سے تر ہو جائیں تو ان کو باہر نکال کر دھوپ اور ہوا میں خشک کرتی ہیں۔

اپنے مکانات نشیبی زمین میں کبھی نہیں بناتیں کہ پانی اس میں جمع ہو کر انکی ہلاکت کا سبب ہوگا بلکہ بلند حصہ زمین پر مکانات تعمیر کرتی ہیں۔

اب تم شہد کی مکھی میں غور کرو

اب تم شہد کی مکھی اور اس میں جو قدرت نے عجیب و غریب حکمت عطا کی ہے اس پر غور کرو۔

ان شہد کی مکھیوں میں ایک سردار ہوتی ہے جسکے حکم و اشارے پر تمام مکھیاں

کام کرتی ہیں ان مکھیوں میں اگر کوئی دوسرا رئیس ہونے کا دعوے کرتا ہے تو یہ سب ملکر اسکو مار ڈالتی ہیں تا کہ ان میں افتراق و انتشار نہ پیدا ہو، اور ایک ہی کی متابعت میں وہ سب باہم متحد و متفق رہیں۔

یہ مکھیاں پھلوں سے کسی قسم کی رطوبت چوستی ہیں جو خدا کی قدرت سے ان کے منہ میں شہد میں تبدیل ہوتی ہے اس حکمت و تدبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس شہد میں اپنے بندوں کے لیے کس طرح فوائد کو پیش نظر رکھا ہے۔ یقیناً اس میں امراض کے لیے شفاء ہے جیسا کہ خدا نے خود فرمایا ہے شہد میں غذائیت اور دوسری خوبی بھی ہے جس طرح دودھ میں بے شمار فوائد بنی نوع انسان اور حیوانات کے لیے پوشیدہ ہیں۔

یہ مکھیاں اپنے پاؤں میں موم لا لا کر چھتہ میں جمع کرتی ہیں کہ جس میں شہد محفوظ رہے۔ شہد کی حفاظت کے لیے موم کے برتن سے زیادہ موزوں اور مناسب۔ کوئی برتن نہیں ہوسکتا۔

اب اس پر غور و فکر کرو کہ ان مکھیوں کو یہ حکمت و سبق سوائے خدا کے کون دے سکتا ہے جسکی بناء پر انہوں نے شہد کو موم کے برتن میں ایک خاص مدت تک کے لیے محفوظ رکھا اور پھر بلند درختوں اور پہاڑوں پر اپنا گھر تیار کیا کہ لوگوں کی دسترس سے محفوظ رہے مکھیاں رس لینے کے لیے دن میں نکلتی ہیں رات کو اپنے گھر میں بسیرا لیتی ہیں اور جب واپس آتی ہیں تو اپنی غذا ساتھ لے کر آتی ہیں۔

پھر ان کے مکان کی ترتیب و ساخت کو دیکھو کس حکمت سے اس میں ہشت

پہلو سوراخ بناتی ہیں۔ اور بول و براز کے لیے اپنے گھر میں علیحدہ سوراخ بناتی ہیں۔ تاکہ شہد ان میں مل کر خراب نہ ہو یقیناً ان کا مکان چھتہ اسکی ساخت بڑی حکمت و تدبیر سے ہوتی ہے جس سے خدا کی حکمت بالغہ کا پتہ چلتا ہے۔

مکڑی کو دیکھو خدا نے اس کے جسم میں ایک ایسی رطوبت مائی پیدا کی ہے جس سے وہ اپنے رہنے کے مکان بناتی ہے اور اس سے اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے شکار پھانسنے کا جال بھی تیار کرتی ہیں قدرت نے عجیب و غریب حکمت رکھی ہے کہ اس غذا سے اسکے اندر ایسی رطوبت تیار ہوتی ہے جسکو وہ مکان بنانے اور شکار کے لیے جال تیار کرنے میں صرف کرتی ہے مکان اس طرح سے بناتی ہے کہ خود اس میں بالکل چھپ جاتی ہے یہ دونوں چیزیں نہایت رقیق تار کی طرح ہوتے ہیں جو اس رطوبت سے بنتے ہیں اور یہی رقیق و کمزور تار شکار کے پاؤں کے چاروں طرف اس طرح سے آگے پیچھے بندش کر دیئے جاتے ہیں کہ شکار جانے نہیں پاتا، اور وہ اس میں پھنس کر بالکل بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ اس کے تیار کردہ پھیلائے ہوئے جال میں جب کوئی شکار آتا ہے تو بہت پھرتی ہے وہ اپنے گھر سے باہر آتی ہے اور اسکو چاروں طرف سے خوب جکڑ دیتی ہے اور پھر اسکو پوری احتیاط سے پکڑ کر اپنے گھر میں لے جاتی ہے بھوکی ہوتی ہے تو اسی وقت اس سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے ورنہ آئندہ کے لیے رکھ لیتی ہے۔ دیکھو خدا نے اس مکڑی کو کیسی سوجھ بوجھ عطا کی ہے اور اس کے اسباب بھی پیدا فرمائے ہیں جب اتنی چھوٹی سی مخلوق میں اس نے ایسے اسباب و وسائل پیدا کیے اور ان کو

استعمال کرنے کی تعلیم دی ہے تو پھر انسان کو اس نے کیسے کیسے وسائل وحکمتوں سے نوازا ہوگا یقیناً وہ بڑا حکیم ومدبر ہے۔

ریشم کے چھوٹے سے کیڑے کو دیکھو

ریشم کے چھوٹے سے کیڑے کو دیکھو، اسکو دیکھ کر خدا کی قدرت نظر آتی ہے گویا اسکی زندگی انسانی فوائد کی خاطر ہے یہ کیڑا اپنے جسم سے ریشم تیار کرتا ہے اور اسکی صورت یوں ہوتی ہے کہ ایک تخم کے برابر ایک شکل ہوتی ہے اور وہ گویا انڈا ہوتا ہے جو کچھ دن میں گرمی پاکر ایک کیڑے کی شکل ہو جاتا ہے اور یہ ننھا سا کیڑا توت کے پتہ پر کس طرح رکھ دیا جاتا ہے۔ پس یہ اس پتہ سے اپنی غذا حاصل کرتا رہتا ہے اور اسی طرح سے کچھ دن میں وہ ریشم کا ایک گولہ کتنا شروع ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ریشم کا ایک گولا تیار ہو جاتا ہے اور کیڑا ریشم کے ایک گولے کی نظر ہو جاتا ہے اسکی زندگی بس اتنی ہی ہوتی ہے۔

قدرت نے جب ایسی مفید جنس کو باقی رکھنا چاہا تو اس کے لیے ایسے ہی اسباب پیدا فرمائے جب یہ ریشم کا گولا تیار ہو چکتا ہے تو وہاں ایک بہت چھوٹا سا پردار کیڑا پیدا ہوا جاتا ہے اور ان میں نر و مادہ کی کوئی تمیز معلوم نہیں ہوتی یہ شہد کی مکھی سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتا ہے اور یہ پردار چھوٹے سے کیڑے ایک دوسرے پر تھوڑی دیر سواری کرتے ہیں جس سے ایک حاملہ ہو کر اسی وقت انڈا دیتا ہے جو اس تخم کی طرح ہوتا ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے پس یہ پردار

کیڑے اڑ جاتے ہیں اور یہ انڈا اسی مذکرہ بالا صورت کی طرح سے ریشم کے گولے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اب تم اس پر غور کرو کہ اس کیڑے کو خاص کر اس پتے سے غذا حاصل کرنے کی سمجھ کس نے دی پھر اپنے جسم کو اس طرح سے ریشم بنانے میں فنا ہونا کس نے سکھایا۔ پھر آخر میں اس میں پروں کو کس نے پیدا کیا۔ اور پھر اس کو اس شکل میں کس نے تبدیل کیا۔ جس سے نسل کے باقی رہنے کا سامان ہوا۔ اگر وہ اپنی اصل شکل میں رہتا تو پھر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا۔ پھر جس ذات نے اس کیڑے میں اتنی سمجھ بوجھ عطا کی اس نے اس ریشم کے ذریعہ سے ایک کثیر دولت کے کمانے کی تعلیم دی۔ اس سے قسم قسم کی اشیاء اور قیمتی کپڑے تیار کرنے کا سبق سکھایا۔ اس عجیب وغریب حکمت اور خدا کی قدرت کو دیکھ کر جو اس ننھے سے کیڑے کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ خدا کی عظیم قدرت کا اندازہ ہوتا ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور گلی سڑی ہڈیوں پر گوشت پوست پیدا ہونے کا یقین اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ بیشک اس کی ذات اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب حکمتوں پر قادر ہے۔

اس مکھی کو دیکھو جسکو ہم نہایت ہی حقیر نگاہوں سے دیکھتے ہیں

اس مکھی کو دیکھو جسکو ہم نہایت ہی حقیر نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور بہ ظاہر

اسکو بالکل غیر مفید سمجھتے ہیں یہ جب پیدا ہوتی ہے تو اس کے پر اس وقت اس کے جسم پر ہوتے ہیں اور فوراً ہی اڑ کر وہ اپنی غذا حاصل کرتی ہے اور خطرہ ہونے پر انہیں پروں کے ذریعہ وہ اڑ کر اپنے کو بچالیتی ہے مکھی میں قدرت نے ۲ پاؤں بنائے ہیں چار پر وہ قائم رہتی ہے اور دو فاضل رہتے ہیں جو ضرورت پر کام لیتی ہے مثلاً اگر کسی ایسی گاڑھی لیدار چیز پر بیٹھ جائے جس سے اس کے پر آلودہ ہو کر اڑنے کے قابل نہ رہیں تو اپنے ان دونوں پاؤں کی مدد سے اپنے پروں کو صاف کرلیتی ہے۔ اور اسکی آنکھیں دوسرے ان کیڑوں کی طرح جو انسان کے عیش و آرام کو مکدر کرتے ہیں بغیر پلکوں کی ہوتی ہیں اور سر سے باہر نکلی ہوتی ہیں یہ مکھی اور اس قسم کے دوسرے چھوٹے چھوٹے کیڑے مچھر، پسو بھنگے وغیرہ کو خدا نے بنی نوع انسان کے پیچھے اس طرح لگا دیا ہے کہ کسی وقت بھی آرام و چین نہیں دیتے تا کہ دنیا کی حقارت اور بے ثباتی ان پر آشکارہ ہو اور دنیا سے چھٹکارہ ملنے کی آرزو ان میں پیدا ہو کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جو نہایت ہی بے حیثیت اور بے طاقت ہیں وہ باوجود بار بار اڑانے کے بھی انسان کے جسم پر آ بیٹھتے ہیں گویا وہ انسان کے جسم کو ایک بے حس و حرکت پتھر کی طرح سمجھتے ہیں تھوڑی دیر بیٹھے پھر ادھر ادھر کچھ حرکت کی اور اڑ گئے۔ اور یہ اس لیے کہ شکار اسی چیز کا کیا جاتا ہے جسکے زندہ ہونے کا علم ہو جائے اور اگر اس کا مردہ ہونا معلوم ہو تو پھر اس کو کوئی شکار نہیں کرتا جس طرح پتھر کہ ان کو کوئی بھی نشانہ نہیں بناتا۔

عقاب کو دیکھو جس وقت وہ کچھوے کو شکار کرتا ہے اور جب اس میں کوئی

جگہ ایسی نہیں پاتا جسکو وہ اپنی غذا بنا سکے تو اسکو اپنے پنجوں میں دبا کر بہت اونچا لے جاتا ہے اور پھر اس کو پہاڑ پر یا پتھر کی چٹان پر چھوڑ دیتا ہے جس سے کچھوے کا جسم پاش پاش ہو جاتا ہے اور پھر عقاب اگر اسکو کھا لیتا ہے بتاؤ اس عقاب میں یہ عقل کس نے دی ہے۔

کوے کو دیکھو وہ ویسے بھی مکروہ ہے اسلئے اسکی طبیعت بھی کچھ اس طرح مخلوق ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے اپنے کو دور ہی دور رکھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اس کو علم غیب ہے کہ ذرا کسی نے اس کو پکڑنے کا قصد کیا اور وہ اڑا پھر اس کو کیسی سمجھ ہے کہ بچوں کی حفاظت کے لیے اپنے گھونسلے کو نہایت محفوظ اور پوشیدہ مقام پر رکھتا ہے اور بہت کم جفتی کرتا ہے مبادا اس غفلت میں وہ پکڑا جائے غرض کہ انسان سے بہت خائف اور محتاط رہتا ہے برخلاف اس کے چوپایوں اور دوسرے جانوروں سے اس کا معاملہ بالکل برعکس ہے ان کی پیٹھ پر سر پر سینگ پر گردن پر آ کر بیٹھ جاتا ہے اور کافی دیر بیٹھا رہتا ہے اونٹ کا خون اور چوپایوں کی لید میں بھی کچھ اپنی غذا ڈھونڈ لیتا ہے جب کوے کا پیٹ بھر جاتا ہے تو باقی بچے ہوئے کسی پوشیدہ مقام پر چھپا کے رکھ دیتا ہے جو دوسرے وقت اس کے کھانے کے کام آتا ہے بتاؤ یہ حکمت اور سمجھ اس میں کس نے پیدا کی یقیناً اس خدائے قادر وحکیم نے ان جانوروں میں یہ حکمت اور تدبیر پیدا فرمائی اگرچہ عقل سے یہ محروم ہیں۔

چیل ایک مکروہ شکل کا پرندہ ہے اور وہ بھی اپنے کو دور ہی رکھتی ہے خدا

نے اس کو اڑنے کی بڑی زبردست طاقت دی ہے وہ نہایت بلندی پر اڑتی رہتی ہے اس میں قوت بینائی بہت تیز ہے کہ اتنی بلندی سے زمین پر اپنی خوراک کو دیکھ کر بہت تیزی سے نیچے آتی ہے اور اچانک اس چیز کو کسی بلند مقام پر جا کر کھاتی ہے۔ اس کے پنجے نہایت تیز اور مڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ اتنی تیزی میں وہ زمین سے چیزوں کو اٹھالے جانے میں مدد دیتے ہیں اور کبھی غلطی نہیں کرتے۔

چھپکلی سے مشابہ ایک جانور ہے جسکو گرگٹ کہتے ہیں وہ ایک ہی جگہ پر بیٹھے رہنے کا عادی ہوتا ہے بہت کم چلتا پھرتا ہے۔ خدا کے اس کی آنکھوں میں یہ صفت رکھی ہے کہ چاروں طرف حرکت کرتی ہیں اور وہ ایک جگہ پر ہی بیٹھے بیٹھے اپنی خوراک حاصل کر لیتا ہے چھوٹے چھوٹے کیڑوں کو وہ شکار کر کے کھا جاتا ہے پھر اس میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جس قسم کے رنگ وار درخت پر رہتا ہے اسی رنگ میں خود تبدیل ہو جاتا ہے جس سے بہت کم دکھائی دیتا ہے اور مکھیاں وغیرہ اس کو نہیں دیکھ پاتی اور وہ بیٹھے ہی بیٹھے زبان نکالتا ہے اور بجلی کی طرح سرعت کے ساتھ ان کو چٹ کر جاتا ہے۔ اور پھر درخت کی کسی ٹہنی پر اس طرح جم جاتا ہے گویا درخت کا ایک حصہ ہے۔

اس میں ایک خصوصیت اور بھی ہے کہ جب کوئی اس کو مارنا چاہے تو وہ اس کو ڈرانے کے لیے ایسے ایسے رنگ و روپ بدلتا ہے جس سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

مکھیوں میں خاص قسم کی مکھی ہوتی ہے جو عام مکھیوں سے قدرے مختلف ہی ہے جو ان مکھیوں کو کھا جاتی ہے اور ان کو شکار کرنے کے لیے عجیب و غریب حکمت و

تدبیر سے کام لیتی ہے جب کوئی مکھی اس کے قریب آ کر بیٹھتی ہے تو یہ بالکل بے حس وحرکت ہو جاتی ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ وہ مکھی اطمینان سے بیٹھی ہے تو یہ نہایت ہوشیاری سے اس سے اتنی قریب پہنچ جاتی ہے کہ ایک حرکت میں اس کو پکڑے اور پھر دفعتاً اس پر جھپٹتی ہے اور اس کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے اور جب کچھ دیر بعد مردہ ہو کر بے حس وحرکت ہو جاتی ہے تو اس سے اپنی غذا حاصل کر لیتی ہے اب اس مکھی کی یہ ہوشیاری اور اس کی حیلہ سازی کیا اس کی خود پیدا کردہ ہے یا اس حکیم مطلق نے اسکو اپنی روزی حاصل کرنے کے لیے بخشی ہے۔

مچھر ننھی سی مخلوق کو دیکھو قدرت نے اس کا جسم بھی کتنا چھوٹا بنایا ہے

مچھر ننھی سی مخلوق کو دیکھو قدرت نے اس کا جسم بھی کتنا چھوٹا بنایا ہے اس چھوٹے سے جسم ہونے کے باوجود نہ اس کے ان پروں میں کوئی نقصان ہے جن سے وہ اڑتا ہے اور نہ ان پاؤں میں کوئی کوتاہی ہے جن پر وہ بیٹھتا ہے اور نہ بینائی میں کوئی کمی جس سے وہ اپنی غذا حاصل کرنے کے لیے مناسب مقام کو منتخب کرتا ہے اس مختصر سے جسم میں اس کا وہ ہتھیار بھی ہوتا ہے جسکو جسم میں چبھو کر خون پیتا ہے اس کے چھوٹے سے بدن میں وہ ساری مشینری موجود ہے جو اسکی غذا ہضم کرتی ہے اور پھر فضلہ کو باہر نکالتی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ وہ بغیر کھائے پیے زندہ

رہے اور کیا یہ ممکن ہے کہ ان کی خوراک ایک ہی جگہ پر اس کو ہمیشہ دستیاب ہو سکے اور کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ فضلہ بغیر کسی منفذ (سوراخ) کے اسکے جسم سے باہر آ سکے معلوم ہوا کہ سب کچھ اس کے اس ننھے سے جسم میں اس قادر و حکیم نے بنایا ہے اور اس کے مناسب اعضاء بنائے پھر اس کو اپنی غذا حاصل کرنے کی معرفت و حکمت عطا کی نفع و نقصان میں تمیز کرنے کی صلاحیت بخشی ہے اس سے خدا کی حکمت و کبریائی کا پتہ معلوم ہوتا ہے اور اس کی بلیغ قدرت و حکمت کا ثبوت ملتا ہے اگر چہ یہ مچھر جو بہ ظاہر ایک حقیر اور نہایت ہی چھوٹا سا جسم رکھتا ہے۔ اگر آسمان و زمین کی تمام مخلوقات فرشتے وغیرہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ قدرت نے اس کے اجزاء کو کس طرح سے تقسیم و ترتیب دیا ہے اور کیسے متعدل لوب پر اسکو بنایا ہے پھر اگر یہ سوچیں کہ اس مختصر جسم میں ساری قوتیں بھی بخشی ہیں جن سے وہ معلوم کر لیتا ہے کہ جلد اور گوشت کے مابین خون ہے جو میری غذا ہے اگر یہ علم پہلے سے نہ ہو تو وہ کبھی جسم پر بیٹھ کر خون چوسنے کی کوشش نہ کرتا اور پھر اس کی ہمت و جرأت دیکھو کہ کس طرح سے وہ اڑ کر اپنی مخصوص آواز سے پہلے آگاہ کر دیتا ہے اور پھر خود بھی ہوشیار رہتا ہے کہ ذرا سا شبہ ہوا اور وہ اڑا اور یہ بھی جانتا ہے کہ اڑ جانے میں اسکی نجات ہے اور جب وہ اڑ کر جاتا ہے تو پھر کوئی طاقت اسکو واپس نہیں لا سکتی۔ جب ایک مچھر جیسی ادنیٰ اور حقیر مخلوق میں خدا نے ایسی ایسی حکمتیں اور تدبیریں پیدا فرمائیں تو پھر اور دوسری ہزاروں لاکھوں بے شمار مخلوقات میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ نہ ہونگی۔

مچھلی کی خوبصورتی کو دیکھو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وھو الذی سخر لکم البحر لتا کلوا منہ لحما طریا. (النحل: ۱۴)

وہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا مسخر کیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔ (کنزالایمان)

مچھلی کو دیکھو خدا نے سمندر اور نہروں میں کیسی کیسی عجیب وغریب شکل و صورت کی مخلوقات بنائی ہے جس سے اس کی قدرت معلوم ہوتی ہے۔ خدا نے جب ان کا ٹھکانہ ہی پانی میں بنایا تو پھر اس مصلحت سے اس میں پاؤں اور پھیپھڑے نہیں پیدا کئے کیونکہ وہ پانی میں غوطہ لگانے کے وقت سانس نہیں لیتے پاؤں کی جگہ ان میں بازو بنائے ہیں جو تیزی سے ان کی منشاء کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور جس طرف وہ جانا چاہیں جاسکیں۔ ان کے جسم کو ایک ایسی جلد سے ڈھانپا ہے جس کے جزاء بعض بعض میں گھسے ہوئے ہیں اور جو گوشت کی طرح نرم نہیں ہیں بلکہ سخت زرہ کی طرح ان کی پوری حفاظت کرتی ہے اور جن مچھلیوں میں اس طرح کے فلوس نہیں بنائے ان کے جسم پر ایک چھلکا سا پہنا دیا ہے جسکی جلد مضبوط اور دبیز ہے جو اس کے لیے مکمل محافظ ہے مچھلی میں آنکھ کان ناک یہ تمام چیزیں ہوتی ہیں جنکی مدد سے وہ اپنی خوراک حاصل کرتی ہے اور خطرہ ہونے پر

اپنے کو بچاتی ہے۔ پس دیکھو کہ سمندر کی گہرائی میں رہنے والی مخلوق کو کیسی مناسب اعضاء اور قوت بخشی ہے جو اس کے لیے طلب معاش اور دشمن سے نجات حاصل کرنے میں پوری طرح ان کی معاون ہیں۔

اور کیونکہ خدا کو معلوم ہے کہ بعض بعض کی غذا ہے اس لیے خدا نے اسکو کثیر الاولاد بنایا ہے اور نر و مادہ کی خصوصیت بھی نہیں رکھی جس طرح بڑی مخلوقات میں مادہ ہی بچہ انڈے دیتی ہے برخلاف مچھلی کے کہ ہر مچھلی انڈے دیتی ہے اور ہر مچھلی انڈوں کا ایک گچھا دیتی ہے جس سے بے شمار بچے پیدا ہوتے ہیں۔

بعض مچھلیاں نہروں میں پیدا ہوتی ہیں اور بغیر توالد کے لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہوتی ہیں۔

بعض مچھلیاں ایسی ہیں جن کے دو ہاتھ اور دو پاؤں ہوتے ہیں ان میں توالد و تناسل نر و مادہ کے ملنے سے ہوتی ہے۔

کچھوا اور مگرمچھ یا ان سے مشابہت رکھنے والے دوسرے جانور یہ انڈا دیتے ہیں سورج کی گرمی سے انڈا ٹوٹ جاتا ہے اور اس انڈے سے ایک بچہ نکلتا ہے پانی میں انڈوں کو سینے کا کام انجام نہیں پا سکتا۔ تو خدا تعالی نے مچھلی کے انڈوں میں جوں ہی مچھلی انڈے دیتی میں روح ڈال دیتا ہے۔ اور کامل بچہ اس میں موجود ہوتا ہے وہ اپنی تربیت میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ یہ خدا کی بڑی حکمت ہے کیونکہ خشکی کے جانوروں کی طرح سے سمندری جانوروں کو اپنے انڈے سینا ان پر ایک مدت تک بیٹھے رہنا پھر بچوں کو کھلانا۔ اور تربیت دینا ناممکن ہے اس

لیے خدا نے ان کو تمام باتوں سے مبرا اور بے نیاز رکھا ہے پھر خدا نے بہت کثیر تعداد میں ان کی پیدائش رکھی کیونکہ مچھلیاں آپس میں ایک دوسرے کو کھا جاتی ہیں اور پھر انسان کے لیے بھی یہ بہترین غذا ہے۔

مچھلی کی رفتار کو دیکھو

مچھلی کی سرعت حرکت کو دیکھو وہ اپنی دم کتنی پھرتی اور تیزی سے حرکت دیتی ہے اور پانی میں کس رفتار کو دیکھو کس اعتدال اور میانہ روی سے کشتی کی طرح سے پانی میں تیرتی ہیں اپنے پاؤں اور پروں سے کس طرح پانی کو ادھر سے ادھر ہٹاتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں اس کے جسم میں ہڈیاں بالکل اس کے اعضاء جسم کے مشابہ ہوتی ہیں اندر سے کھوکھلی اور نہایت ہلکی اور باریک ہوتی ہیں کہ تیرنے کے کام کے لیے ایسا ہی مناسب تھا۔ اگر کوئی ہڈی کہیں سے ٹوٹ جاتی ہے تو وہ کس طرح سے گوشت کی مدد سے پھر جڑ جاتی ہے دانت اگرچہ تعداد میں کافی ہوتے ہیں مگر ایک دوسرے سے قریب ہونے کی وجہ سے ایک ہی جز ومعلوم ہوتے ہیں اور غذا کے چبانے میں سب مل کر ایک دوسرے کی اس طرح اعانت کرتے ہیں کہ پھر چبانے کی مزید ضرورت نہیں ہوتی۔

سمندر میں خدا نے کچھ بہت ہی کمزور اور ناتوان جانور بھی بنائے ہیں جو حرکت تک اچھی طرح سے نہیں کر سکتے۔ جیسے گھونگے اور سیپی کیڑا مگر خدا نے ان کی حفاظت کا یہ انتظام کیا کہ ان کو ایک محفوظ اور مضبوط قلعہ میں بند کر دیا جو پتھر

جیسا سخت ہے اور وہی اسکا مکان اور جائے سکونت ہے اور اس کا اندرونی حصہ جو جسم کے ملحق رہتا ہے اس کو نرم بنایا کہ جسم کو ضرب نہ پہنچے۔

گھونگوں کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں بعض ایسے ہوتے ہیں جو کھلے ہوئے مقامات میں رہتے ہیں جہاں وہ اپنی خود بھی حفاظت نہیں کر سکتے اس لیے خدا نے ان کو پہاڑوں اور پتھروں کی چٹانوں میں محفوظ رکھا ہے اور وہیں پہاڑوں سے رسنے والی رطوبت ان کی غذا ہوتی ہے۔

بعض اتنے خوبصورت اور ستارے کی مانند درخشاں ہوتے ہیں وہ اپنے منہ کو اپنے گھر سے باہر نکال لیتے ہیں اور ادھر ادھر کچھ کھاتے پیتے ہیں اور جوں ہی کوئی خطرہ محسوس ہوا وہ دفعۃً اپنا منہ اندر کر لیتے ہیں اور اس سوراخ پر ایسے سخت قسم کی کوئی آڑ لگا کر اس کو بند کر دیتے ہیں کہ باہر سے کوئی اس کے اندر جا نہیں سکتا۔ اور اس طرح وہ اس میں چاروں طرف سے بند ہو جاتے ہیں خدائی قدرت دیکھو کس طرح ان کا گھر بنایا اور ان کو گھر میں محفوظ ہو جانے کی کیسی حکمت سکھائی مختصر یہ کہ خدا نے کسی کو محروم نہیں رکھا سب کو اس کی مناسب اور مفید چیزیں عطا کی ہیں۔ وہ اپنے تمام مخلوقات کی پوری حفاظت کرتا ہے خواہ وہ مخلوقات پہاڑوں میں رہتی ہو یا ٹیلوں پر یا سمندر کی گہرائی میں۔

رنگین مچھلیوں کو دیکھو

رنگین مچھلیاں، مچھلیاں بھی طرح طرح کی ہیں بعض وہ ہیں جو سمندر کی

گہرائی سے اپنی غذا حاصل کرتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو قریب کے کناروں پر خشکی سے غذا حاصل کرتی ہیں ان میں قسم قسم کے رنگین نقوش ہوتے ہیں اور یہ رنگا رنگ کے نقش و نگار بھی قدرت ان کے فضلہ غذا سے تیار کرتی ہے جس طرح گھانس کھانے والے جانوروں میں ان کے غذا سے صاف و شفاف میٹھا دودھ تیار ہوتا ہے۔

یہ رنگین مچھلیاں جب کسی ایسی چیز کے اثر کو محفوظ کرتی ہیں جس سے ان کے رنگ میں کوئی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ فوراً اپنے پیٹ سے خاص قسم کے مادے کو نکال کر اس مقام کو صاف کر دیتی ہیں اور پھر پانی کے اندر جا کر اس میں دوسری تبدیلی کر دیتی ہیں۔ اسی قسم کی ہزاروں مصلحتیں اور حکمتیں ہیں جن کو بجز خدائے تعالیٰ کے کوئی نہیں جان سکتا۔

پردار مچھلیاں بعض مچھلیاں پردار ہوتی ہیں اور ادھر ادھر حرکت کرنے میں چمگادڑ کی طرح اڑتی ہیں اور دیکھنے میں خشکی کے پرندے کی طرح معلوم ہوتی ہیں اسطرح وہ اپنے پروں سے اڑنے کا کام لیتی ہیں۔ کچھ مچھلیاں ایسی ہوتی ہیں جو بہت چھوٹی اور کمزور ہوتی ہیں اور نہروں نالوں میں بیشتر ہوتی ہیں ان میں قدرت نے ایک خصوصیت ایسی رکھی ہے جو ان کی حفاظت کرتی ہے ذرا کسی نے اس کو پکڑا تو ہاتھ اور جسم کو سن کر دیتی ہے اس لیے اس کو کوئی پکڑتا نہیں۔

غرضکہ مخلوقات الٰہی کی عجیب و غریب حکمتوں اور لطافتوں کو کوئی لکھنے بیٹھے تو دفتر کے دفتر بھر جائیں۔ مگر ان کو پورا نہیں کرسکتا یہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے یہ صرف

بطور نمونہ ہے گویا خدا کی بے شمار حکمتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو غافل ہیں وہ اپنی آنکھوں سے غفلت کے پردہ کو ہٹا کر اسکی حکمتوں کا نظارہ کریں۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتر لیست معرفت کردگار

❁❁❁❁❁❁

ہمارے لیے خوبصورت باغ آگائے گئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما کان لکم ان تنبتوا شجرها ءاله مع الله بل هم قوم يعدلون۔ (النمل:٦٠)

یا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائی اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اسے سے باغ اگائے رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ ان کے پیڑ اگاتے کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں۔

(کنزالایمان)

سرو می جنبد بصحن بوستاں
در ہوائے قامت دلجوئے تو

زمین پر نباتات کو دیکھو کیسی سرسبز و شاداب اور خوشنما معلوم ہوتی ہے اس میں انسانوں اور دوسرے حیوانات کے لیے کتنے بے شمار فائدے اور اغراض پوشیدہ ہیں پھران کی حفاظت کا سامان اس طرح کیا ہے کہ بیج اور گٹھلی کو اسکی اصل قرار دیا۔ اور اس کے اندر یہ ساری نباتات اس طرح سے محفوظ رکھدی کہ انسانی عقل حیرت میں ہیں۔ اس نباتات میں غلے بھی ہیں اور پھل پھول بھی اور ترکاریاں بھی جو انسان کے کام آتی ہیں گھاس اور چارہ بھی ہے جو جانوروں کی

خوراک کا سامان ہے اس میں جلانے کی اور عمارتوں میں کام آنے والی لکڑی بھی شامل ہے اسی سے وہ لکڑی بھی حاصل ہوتی ہے جو جہاز اور کشتیوں کے بنانے میں کام آتی ہے اور کہاں تک اس کے فائدوں اور بے شمار حکمتوں کو بتایا جائے اس نباتات کا ایک ایک حصہ پھل اور پھول اور شاخیں اور پتے حتیٰ کہ اسکی جڑیں تک کام میں لائی جاتی ہیں۔ بے شک خدا نے کوئی چیز بے کار نہیں بنائی اس نباتات سے عصارے، جوشاندے گوند اور طرح طرح کے عروق تیار کیے جاتے ہیں۔

اگر یہ پھل زمین میں ایک جگہ پر اکٹھے حاصل ہو جاتا کریں اور اس طرح درختوں پر شاخوں پر بیلوں پر نہ آتے تو انسان کتنے بے شمار فائدوں سے محروم ہو جاتا اور زندگی کی کتنی ضروریات کی فراہمی میں رکاوٹ ہوتی نہ اس کو جلانے کیلئے ایندھن میسر آتا نہ عمارتوں کے لیے لکڑی دستیاب ہوتی نہ جانوروں کے لیے ایندھن میسر آتا، نہ عمارتوں کے لیے لکڑی دستیاب ہوتی نہ جانوروں کے لیے چارہ ملتا اور نہ دوا دارو وغیرہ وغیرہ ضرورتوں کے لیے دوسری چیزیں حاصل ہوتیں جو موجودہ شکل میں حاصل ہوتی ہیں۔

اسکی قدرت کو دیکھو کہ ایک دانہ زمین میں ڈالو سو دانے حاصل کر لو اور اس سے بھی زائد یہ اس کی برکت ہے حکمت ہے اپنی ضرورتوں میں کام لو ضرورت سے بچ جائے تو آئندہ پیش آنیوالی ضرورتوں کے لیے ذخیرہ کر لو۔ اس کی مثال بالکل ایک بادشاہ کی سی ہے جو کسی مقام کو آباد کرنے کے ارادے سے وہاں کے باشندوں کو کچھ بیجنے کے لیے دے دے اور کہہ دے کہ ان کو بو اور اس

سے جو کاشت ہو اس کو اپنی خوراک و دیگر ضروریات میں صرف کرو پس اسی طرح سے خدا نے اپنے بندوں پر انعام فرمایا ہے اور زمین اور ملکوں کو بسا کر ان پر احسان عظیم کیا۔ یہ درخت اور نباتات بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں بیج بنتے ہیں پھر بوئے جاتے ہیں یہ سلسلہ جاری ساری ہے اور یہی اس کی بقاء و دوام کا ضامن ہے اگر اس طرح نہ ہوتا تو یہ نعمت بس ایک مرتبہ کے بعد تمام ہو جاتی اور جاری نہ رہ سکتی اس میں قدرت کی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

ان دانوں کی پیدائش اور اس کی صورت کو دیکھو کہ کس حسن و خوبی سے ایک قدرتی ظرف میں ترتیب دے دیئے ہیں گویا کہ دانوں سے قرینہ سے بھری ہوئی ایک تھیلی ہے جو اپنی زبان حال سے پیدا کرنے والے کی قدرت کی گواہی دے رہی ہے یہ دانوں سے بھری ہوئی تھیلی اپنے دانوں کو اس وقت تک محفوظ رکھتی ہے کہ وہ پختہ ہو کر استعمال کے قابل ہو جائیں ٹھیک اس جھلی بچہ دانی کی طرح سے جو بچہ کی تکمیل ہونے تک پوری حفاظت کرتی ہے۔

یہ دانے ایک خاص قسم کے چھلکے میں بند ہوتے ہیں جن کے سروں پر نیزوں کی طرح سے تیز اور سخت چھلکے ہوتے ہیں گویا وہ پرندوں سے اپنے اندر کے خزانے کی حفاظت کر رہے ہیں پس خدا کی قدرت اور حکمت کو دیکھو کہ اس نے نباتات کے اس تیار ذخیروں کو پرندوں کی دسترس سے کس طرح محفوظ کر دیا ہے اگر چہ یہ غلہ پرندوں کی غذا ہے تاہم انسان کی ضرورت پہلے درجہ پر ہے۔

نباتات بھی انسان و حیوان کی طرح اپنے لیے غذا کی محتاج ہیں لیکن

قدرت نے نباتات میں انتقال مکانی کی وقت نہیں بخشی جو اپنے لیے روزی تلاش کریں اس لیے قدرت نے اس کو جڑوں کو زمین کی گہرائی میں مرکوز کر دیا ہے۔ تا کہ وہ مٹی اور پانی ہر وقت حاصل کر سکیں اور اس طرح یہ جڑیں زمین سے تری حاصل کر کے شاخوں ٹہنیوں، پھل پھول اور پتوں تک پہنچا دیں۔ گویا زمین ان کے لیے ایک پرورش کرنے والی مہربان ماں کی جگہ ہے اور ان کی جڑیں ان کے لیے منہ کے قائم مقام ہیں کہ گویا زمین سے رطوبت چوس کر اپنے سارے جسم کو پوت پہنچاتی ہیں جس طرح ایک بچہ ماں کی چھاتی سے دودھ پی کر قوت حاصل کرتا ہے۔

تم نے خیموں کو نصب ہوتے دیکھا ہوگا انکی طنابیں اور رسیاں جو چاروں طرف اسکو سادھے ہوئے رہتی ہیں کہ کسی ایک طرف کو جھکنے نہ پائے اور پورا خیمہ سیدھا اور درست رہے۔ اسی طرح نباتات کا حال ہے کہ اس کی جڑیں زمین میں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ کہ اس کو گرنے اور کسی طرف جھکنے سے روکے رہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتو بڑے بڑے اونچے درخت کس طرح سے اپنے کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ بالخصوص جب طوفانی ہوائیں چلتی ہوں یہ اس خالق کی بڑی حکمت ہے کہ اس نے اس طرح سے انتظام قائم کیا ہے اور پھر اس قدرتی نظام کو دیکھ کر انسان اپنے اعمال میں اسکی پیروی کرتا ہے اور اپنے بگڑے ہوئے کاموں کو بنالیتا ہے۔

سرو ئی جلد بصحن بوستان
در ہوائے قامت دلجوی تو

کسی درخت کے ایک پتہ کو لو اور اس پر غور کرو اس میں باریک اور موٹی نسیں دکھائی دیں گی کچھ طول میں کچھ عرض میں کھچی ہوئی اور ان عروق کا کیسا جال ایک پتہ میں بچھا ہوا ہے انسان میں یہ طاقت کہاں کہ وہ اس طرح سے کام انجام دے سکے ایک ہی پتہ کے نقش ونگار میں طویل عرصہ کی ضرورت ہوگی پھر بھی نقل ہو گی جو اصل سے برطابق نہ ہوگی یہ قدرت کا کام ہے اس کے ایک اشارے پر کروڑوں پتوں پر پھولوں پر گل کاریاں نظر آتی ہیں اور نہ کسی قلم کی ضرورت اور نہ کسی دوسرے آلہ کی ضرورت اور پھر اس کثرت کے ساتھ پہاڑ جنگل میدان کوئی جگہ باقی نہیں جہاں پھول پتوں پر یہ گل کاریاں نہ ہوں اور یہ خالی نقش ونگار محض حسن وخوبصورتی نہیں بالکل پتہ کی پرورش میں بڑا کام انجام دیتے ہیں ان رگوں کے ذریعہ یہ پتے میں رطوبت اور مادہ کو پہنچانے میں مدد دیتے ہیں ٹھیک اسی طرح کہ ایک انسان اور حیوان کے جسم میں رگوں اور نسوں کا ایک جال بچھا ہوتا ہے۔ اور وہ ہر ہر عضو کو غذا پہنچانے کا کام کرتا ہے۔

پتہ میں جو موٹی نسیں ہوتی ہیں وہ پتہ کو سیدھا رکھتی ہیں تا کہ وہ اپنے قائم رکھ سکے۔ ورنہ نرم اور ہلکا ہونے کے باعث وہ اپنے کو قائم نہیں رکھ سکتا اور ہوا کے تیز جھونکے اسکو پاش پاش کر دینگے۔

اب گٹھلی اور اسکی حکمت پر غور کرو پھل کے درمیان اسکو محفوظ کیا ہے اگر کسی آفت ارضی اور سماوی سے پیڑ ضائع ہو جائیں تو یہ گٹھلی ان کا قائم مقام ہو اور پھر سے درختوں کے لگانے اور پیدا کرنے کا سامان مہیا کر دے۔ یقیناً یہ اس

نظر یہ سے نہایت قیمتی اور قابل حفاظت چیز ہے کہ اس کے ذخیروں کے محفوظ کر لیا جائے یہ گٹھلی اگر چہ خود سخت جسم رکھتی ہے مگر نرم پھلوں میں بھی کسی طرح سے چپاں اور ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر اس طرح نہ ہوتی تو پھر پھلوں کے پختہ ہونے سے قبل ہی اس میں خرابی پیدا ہو کر پھل کو بھی ضائع کر دیتی بعض گٹھیاں کھانے کے کام میں بھی آتی ہیں ان سے تیل بھی کشید نکالے جاتے ہیں اور کھانوں میں اور دیگر اشیاء میں استعمال میں لایا جاتا ہے۔ گٹھلی کے اوپر کس طرح سے ایک ہلکا سا ورق چڑھا ہوتا ہے اور کس حکمت سے وہ اس میں محفوظ ہوتی ہے اور اس میں کیسی کیسی لذت اور فائدے مضمر ہیں یقیناً قدرت کی بڑی تخلیق کا پتہ چلتا ہے۔

اس گٹھلی میں جو خاصیتیں اور اثرات قدرت نے ودیعت فرمائے ہیں۔ جس طرح منی کے ناپاک قطرہ میں انسانی تخلیق کے راز کو پوشیدہ کر دیا یہ سب راز اور حکمتوں کا جاننے والا وہی خدا ہے جس نے انکو بنایا ہے۔

اس گٹھلی پر ایک سخت قسم کا غلاف چڑھا کر قدرت نے کتنی عظیم حکمت کا پتہ دیا کہ اگر کہیں گر جائے تو اس غلاف کی وجہ سے گٹھلی خراب نہیں ہوتی اگر اسکو ذخیرہ کیا جائے تو بھی جلد فاسد نہیں ہوتی بلکہ اس غلاف کی وجہ سے کچھ دن محفوظ رہتی ہے گویا وہ غلاف ایک صندوق یا بکس ہے جسکے اندر ایک قیمتی جوہر محفوظ ہے۔

ایک گٹھلی کو جب زمین میں رکھیں اور پانی دیں تو اس میں سے نسیں نکلتی ہیں ٹہنی نکلتی ہے اور جوں جوں اس میں بالیدگی ہوتی ہے نیچے سے نسیں اور جڑیں

زمین کے اندر مرکوز ہو جاتی ہیں جس سے یہ درخت مضبوطی سے اپنے تنے پر قائم رہتا ہے اس طرح سے زمین کے نیچے رطوبت اوپر کی شاخوں ٹہنیوں، پھلوں، پھولوں پتوں تک پہنچتی ہے اور نہایت انصاف سے یہ تقسیم ہوتی ہے گویا قدرت اپنی حکمت و انداز سے جس کو جس قدر پانی اور رطوبت درکار ہوتی ہے اتنا ہی اس کو پہنچاتی ہے اور پھر ہر ایک کو اس کے مناسب غذا پہنچتی ہے اسی رطوبت سے پھولوں میں رنگ، خوشبو، پھلوں میں ذائقہ، لذت، یہ سب کچھ قدرت کے نظام سے مکمل ہوتا ہے۔

پھلوں کے آنے سے پہلے قدرت پتوں کو پیدا کرتی ہے کہ نازک پھل اپنی حفاظت کے لیے ان پتوں کے محتاج ہیں تاکہ تند ہواؤں کے جھونکوں اور سورج کی تمازت سے ان کی حفاظت ہو اور پھل ضائع نہ ہو جائے سردی اور گرمی کی شدت اثر سے پھلوں کی حفاظت اور پتوں کی کی جاتی ہے اور پھر سردی گرمی، ہوا، دھوپ یہ سب چیزیں پتوں سے چھن چھن کر پھلوں تک پہنچتی ہیں۔ اور پھلوں کے پختہ ہونے میں مدد دیتی ہے۔ پھل کو اپنی پختگی کے لیے ان تمام چیزوں کی ضرورت ہے اور یہی چیزیں پھلوں کو سڑنے گلنے اور خراب ہونے سے روکتی ہیں۔

دیکھو خدا نے درختوں پھلوں اور پھولوں کو کس بہتر طریقہ سے مرتب کیا ہے ان کے مختلف رنگ اور گوناگوں شکل وصورت اور طرح طرح کے ذائقہ اور ان کی قسم قسم کی بھینی بھینی خوشبوئیں پھر کوئی بڑا ہے اور کوئی درمیانی کوئی سرخ ہے تو کوئی پیلا کوئی سفید ہے تو کوئی سبز کوئی رنگ میں شدید ہے تو کوئی ہلکا، اور کوئی

درمیانی نہ زیادہ تیز اور نہ زیادہ تیز اور نہ زیادہ ہلکا اسی تناسب سے ان کے مختلف ذائقے کوئی میٹھا ہے کوئی ترش کوئی پیٹھا ہے تو کوئی تلخ ان کی خوشبو بھی کیسی بھینی بھینی اور اچھی ہوتی ہے اور ہر پھول اور پھل کی خوشبو ایک دوسرے سے مختلف ان کی تمام تفصیلات ہم اوپر لکھ چکے ہیں جسکو پڑھ کر ایک صاحب عقل وبصیرت کے ایمان میں روشنی اور خدا کی قدرت کا یقین پیدا ہوتا ہے ان چیزوں کو دیکھ کر قلب میں کیسی مسرت اور خوشی محسوس ہوتی ہے ان کی تازگی اور کو دیکھ کر روح کو خوشی حاصل ہوتی ہے ان کے باطن میں جو اثرات وفوائد پوشیدہ ہیں ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا ان میں ایسی قوتیں ہیں جن سے زندگی کو بڑی غذا اور قوت پہنچتی ہے کھانے میں اسکی لذت وخوشبو سے عجب انبساط مسرت ہوتی ہے ان کی گٹھلی یا بیج محفوظ ہیں خشک ہونے پر ان سے پھر کاشت حاصل کی جاتی ہے کیسے کیسے فوائد اور ذائقے قدرت نے ان پھلوں میں رکھے ہیں۔

وشجرۃ تخرج من طور سیناء تنبت بالدھن صبغ للاکلین. (المومنون:۲۰)	اور وہ پیڑ پیدا کیا کہ طور سینہ سے نکلتا ہے لے کر اگتا ہے تیل اور کھانے والوں کے لیے سالن (کنزالایمان)

خدا نے پتھر اور پانی کے درمیان سے صاف لذیذ اور نہایت کارآمد زیتون کا تیل پیدا کیا جس طرح اس نے اپنی قدرت سے گوبر اور خون اور گندی چیزوں کے درمیان سفید شریں اور سفید دودھ پیدا فرمایا اور شہد کی مکھیوں سے خالص شہد جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں جس میں لذت وفرحت کے علاوہ بہت

سے امراض سے شفا بھی ہے۔

زمین کی گہرائی سے جڑوں نسوں اور شاخوں کے ذریعہ درخت کی اونچی اور بلند شاخوں تک پانی کا پہنچنا کیسا حیرت انگیز کرشمہ قدرت ہے اس طرح غذا کے پہنچنے میں ایک تناسب یہ بھی ملحوظ ہے کہ بیج میں وہی جزو پہنچیں جو اس کے مناسب ہے اور پھل میں وہ جو اس کے مناسب ہو شاخوں ،ٹہنیوں میں وہ جو اس کے وجود اور قیام کے مناسب ہے۔ کھجوروں پر نظر کیجئے۔ ابتداء میں وہ نہایت کمزور اور ضعیف حالت میں ہوتی ہے۔ کس عجیب حکمت سے اسکو اس طرح مرتب کیا ہے کہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہونے سے محفوظ ہیں ان پر ایک غلاف کا پردہ چڑھا دیا کہ اسکی حفاظت ہو جب وہ پختہ اور کامل ہوں تو پھر وہ غلاف تدریجی طور پر شق ہو جر پھل ظاہر ہو جائے اور اس طرح کہ ہوا اور سورج کی گرمی وسردی کا متحمل ہو سکے۔ یہی نظام قدرت اور عجب حکمت تمام درختوں اور ان کے پھلوں پھولوں میں کارفرما ہے۔

انار کے پھل پر غور کیجئے کس عجیب حکمت سے اس کے دانوں کے اندر ترتیب دیا ہے دانوں کو علیحدہ علیحدہ کس طرح سے خانوں میں تقسیم کی ہے پھر ان پر ہلکے ہلکے پردے حفاظت کے لیے ہیں ایک موٹے اور نرم گودے میں وہ دانے جڑے ہیں نیچے سے موٹا اور اوپر سے باریک اور پھر دانوں کو ایک باریک غلاف میں محفوظ کر دیا گیا ہے تاکہ وہ ایک مقام پر مرتب رہ کر پرورش پا سکیں اور کسی ضرب کے پڑنے سے وہ منتشر ہو کر خراب نہ ہوں دیکھو یہ سب کچھ بندوں کے نفع

کی خاطر خدا نے انتظامات کیے ہیں اس میں غذا بھی ہے اور دوا بھی اور پھر ذخیرہ کے رکھنے کی صلاحیت وقابلیت بھی تا کہ بے موسم ضرورت پڑنے پر کام آسکیں جس زمانہ میں درخت پر پھل نہیں آتے گویا اس طرح ان کی حفاظت کا سامان کر دیا انار کی اس شاخ کو دیکھو جس میں انار لگا ہوتا ہے جس تک انار پختہ ہو کر کھانے کے قابل نہیں ہوتا اس وقت تک یہ شاخ انار کو روکے رہتی ہے۔

اس نباتات کو دیکھو جو زمین کی سطح پر پھیلتی ہیں جیسے بیلیں ان کی شاخیں نرم اور کمزور ہوتی ہیں ان کو ہر وقت تری کی ضرورت ہے وہ پھلوں کو اٹھانے کی متحمل نہیں ہوتیں۔ قدرت نے ان کو اسی طرح بنایا ہے کہ یہ زمین پھیلتی ہیں ورنہ پھلوں کے زمانے میں بڑی مشکل ہوتی اور پھر یہ پھل ایسے موسم میں آتے ہیں جب طبیعت ان کی خواہشمند ہوتی ہے اگر یہ ٹھنڈے پھل سردی کے زمانے میں آتے تو ایک طرف تو طبیعت اس سے متنفر ہوتی اور ایسے وقت اس کے کھانے سے نقصان ہوتا۔

کھجور میں نر و مادہ پیدا کیے اس لیے وہ تاوقتیکہ یہ دونوں موجود نہ ہوں پھل نہیں دیتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انسان و حیوان کی طرح سے اس درخت میں نر و مادہ کو ملحوظ رکھا تا کہ اس سے قدرت مزید آشکارا ہو۔ نباتات میں جڑی بوٹیاں بھی شامل ہیں۔ اور وہ کیسے کیسے عظیم منافع و فوائد اپنے اندر پوشیدہ کیے ہوئے ہیں ان کے خواص و اثرات پر کرنے سے خدا کی قدرت معلوم ہوتی ہے ظاہر میں وہ جنگل کی گھاس معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں وہ انسانی امراض کے

لیے دور کرنے کے لیے بیش بہا دواؤں کا خزانہ ہے اگر کوئی دوا بدن کے تمام فضلات کو نکالنے کے کام آتی ہے تو دوسری صفراء کے دفع کرنے کے لیے تیسری ریاح خارج کرنے کے لیے اور چوتھی طبیعت کے سکون وٹھہرانے کے لیے کوئی مسہل ہے تو کوئی قابض کوئی قے لانے کے لیے استعمال کی جاتی ہے تو کوئی تسکین طبیعت کے کام میں آتی ہے۔ دیکھو قدرت نے کیسے کیسے راز پوشیدہ کیے ہیں اور یہ سب انسانی فائدے کے لیے۔

فلسفی سر حقیقت نتو انست کشود!
گشت راز دگر آں راز کہ افشامی کرد

❀❀❀❀❀❀

دلوں میں اللہ کی عظمت پیدا کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تسبح لہ السموات السبع والارض و من فیھن وان من شئی الایسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان حلیما غفورا

(بنی اسرائیل:۴۴)

اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس سے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بے شک وہ علم والا بخشنے والا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا۔

تکاد السموات یتفطرن من فوقھن والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض ۔الا ان اللہ ھو الغفور الرحیم ۔

(شوریٰ:۵)

قریب ہوتا ہے آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔سن لو بے شک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(کنزالایمان)۔

خدا نے فرمایا:۔

ویسبح الرعد بحمدہ والملائکہ من خیفتہ (رعد:۱۳)	اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے۔

اوپر جو کچھ عجائبات قدرت میں حکمتوں اور کاریگریوں کا مذکر ہوا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس خالق کائنات کی رفعت وقدرت اور اس کی عظمت وہیبت کس درجہ ارفع واعلیٰ ہے۔ اگر تم اپنی ذات میں غور کرو اس میں اس کی بڑی قدرت و حکمت پاؤ گے۔ پھر زمین پر نظر کرو کیسی کیسی نعمتیں اور حکمتیں نظر آئیں گی بلند پہاڑ اور اونچے نیلے وسیع میدان اور بہتے دریا اور بے تاہ سمندر ان دریاؤں، نہروں، سمندر میں جو عجائبات ہیں زمین پر نباتات شجر وحجر پر غور کرو چوپاؤں جانوروں اور پرندوں کو دیکھو۔ اہل بصیرت کے لیے کیا کچھ درس ونصیحت موجود ہے۔ یہ ساری چیزیں ان کی حکمتیں ان کے فوائد کا احاطہ کرنا ناممکن ہے یہ ایسی وسیع زمین اور اس پر بسنے والی تمام مخلوقات آسمان کی وسعت کے مقابلے میں ایسی ہے گویا ایک چھلہ زمین پر ڈال دیا جائے اس سے آسمان اور اس کے ستاروں کی وسعت اور طول وعرض کا اندازہ کرو۔ آفتاب جو آسمانی سیاروں میں سے ایک روشن اور تابناک سیارہ ہے، سیاحین کی جماعت نے جو آسمانی سیاروں کی بابت آسمان پر سفر کیے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ آفتاب زمین سے ایک سو ساٹھ حصہ بڑا ہے ہے اور بعض دوسرے سیارے زمین سے سو سو حصے زائد ہیں اب تم دیکھو کہ یہ دیکھو کہ یہ آفتاب و ماہتاب اور دوسرے بے شمار سیارے جو آسمان پر بکھرے ہوئے ہیں اور تمام آسمان ان سے بھرا ہوا نظر آتا ہے ان سیاروں میں سے بعض کی

وسعت ہم نے بتادی اب کم وبیش لاکھوں سیارے آسمان کی وسعت میں موجود ہیں ان سے آسمان کی وسعت اور لمبائی چوڑائی کا اندازہ کرو اور پھر یہ ایسے وسیع سیارے تمہاری آنکھ کے چھوٹے سے ڈھیلے میں سماتے ہیں تو اس سے ان کی دوری اور بعد مسافت کا اندازہ کرو۔ اسی طرح ان کی حرکت کو تم محسوس نہیں کر سکتے اور اسی طرح آسمان کی حرکت ہے جس کو ہم نہیں محسوس کرتے ہیں اور یہاں تک لا علمی ہے کہ ہم میں سے اکثر تو اس سے قطعاً غافل اور بے خبر ہیں ان چیزوں کی عظمت اور بڑائی پر نظر کر کے اب تم خدائے قدوس کی قرآنی آیتوں کو سنو اس نے فرمایا۔

والسماء ذات البروج (بروج:۱)

قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔

والسماء والطارق وما ادراک ما الطارق النجم الثاقب (طارق)	آسمان کی قسم رات کو آنے والے کی اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا۔
فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ القسم لو تعلمون عظیم (واقعہ، ۷۵،۷۶)	اور مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔

اسی طرح تم عالم علوی اور اس کے بسنے والے فرشتے وغیرہ پر نظر کرو۔

جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے حضرت اسرافیل فرشتے کی بابت ذکر

گیا۔ اسرافیل کو لوگ دیکھیں گے تو لوگوں کو تعجب ہوگا عرش ان کی پشت پر ہے اور ان کے دونوں پاؤں زمین کی تہ میں ہیں اوراس سے زیادہ عظمت و رفعت خدا کے سافرمان سے سمجھو اس نے فرمایا۔

وسع کرسیہ السموات والارض (بقرہ)

اس کی کرسی میں سمائے ہیں زمین اور آسمان۔

اس کی وسعت سے اس مخلوق کی عظمت و وسعت کا اندازہ کرو اوراس ذات کو سمجھو جس نے ایسی ایسی عظیم المرتبہ اور عظیم الشان اور وسیع وارفع مخلوقات بنائی ہے۔ اور کیسی کیسی حکمتیں اور تدبیریں اور کیا کیا فائدے اور حقیقیں ان کے وجود میں رکھی ہیں پھر ایسا عظیم الشان آسمان اوراس پر ایسے ایسے وسیع وعظیم بے شار سیارے اور بسنے والی مخلوق اور یہ آسمان ان سب کو اپنے میں لیے ہوئے ہیں اور بغیر کسی ستون اور ظاہری بندش کے آج تک استحکام اور پائیداری سے قائم ہے پس جو ان اشیاء پر نظر کرے گا اور ملکوت السموات والارض میں غور وفکر سے کام کرے گا۔

اس کے خالق کی عظمت و رفعت اس کے دل میں پیدا ہوگی۔ اور جوں جوں اس کی کائنات وصنعت میں تدبر کرے گا اس کی معرفت زیادہ ہوگی۔ پس لوگوں میں یہ معرفت ونور متفاوت ہیں اور اسی اعتبار سے انکو نور ہدایت اور نور عقل بخشا گیا ہے پس حقیقی وسیلہ اوراس کی معرفت تک پہنچنے کا ذریعہ اس کی کتاب قرآن مجید کی تلاوت اوراس میں تدبر وتفکر ہے اس کی حقیقی معرفت کا یہی دروازہ

ہے۔

صاحب قرآن ﷺ کی شان دیکھو

اب تم سمجھو کہ نبی پاک ﷺ جن پر یہ قرآن اترا اس میں غور وفکر کرنے اور اس پر عمل کرنے سے انتہائی مقام تک پہنچے خالق کی بڑی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ کیا امور آخرت کا یقین حاصل ہوا معراج کمال پر اس حد تک رسائی ہوئی کمان کے دونوں چلوں سے بھی زیادہ اپنے رب سے قریب ہوگئے۔

ثم دنیٰ فتدلیٰ oفکان قاب قوسین او ادنیٰo (نجم)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

پس ایسے علم ومعرفت کی کیا شان ہوگی کہ خدا کی طرف سے جس کے حاصل کرنے کے لیے دعا کا حکم کیا جائے اور ایسے نور معرفت وہدایت سے نوازا اس سے بڑھ کر خالق کا اور کیا احسان ہوگا کہ ہم تمام انسانوں کو ان کی اتباع و اطاعت کی توفیق بخشی جس راستہ پر چل کر ہم خدا کے دوستوں میں شمار ہوئے۔ سچ ہے۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید
زمیں زنکتہ فرو ماند راز من باقی ست
بضاعت سخن آخر شد و سخن باقی ست

اللھم وفقنا لما تحب وترضی وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوجوانوں کی رہنمائی کے لیے بہترین تصنیف

''ایُّھَا الوَلَدُ''

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی

پیاری نصیحت

مصنف

حجۃ الاسلام

ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و ترتیب

حافظ محمد وسیم شرف قادری

علمی پبلشرز اردو بازار لاہور

فون: 0300-4295247


جواہر القرآن
مصنف
حجۃ الاسلام امام محمد غزالی
علمی پبلشرز لاہور


آخرت کا خزانہ
مصنف
حجۃ الاسلام امام محمد غزالی
علمی پبلشرز لاہور


الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون
سفینۃ الاولیاء
شہزادہ دارا شکوہ
علمی پبلشرز لاہور


میلاد خیر الانام ﷺ
حضرت امام محمد غزالی
علمی پبلشرز لاہور